

156380

2-12-89

Title - Sheli Naana Urdy

Writer - Mubashiruna Munshi Bisheshas Daryal.
Publishing - Matba Mustafai (Kanpur).

Nete - 1270 H

Pages - ~~120~~ 180

Subject - Tarreekh - Zaan - Mangam.

صفت سارنگ مرگام فضل خلدی و سارنگ
بیرون سارنگ بیرون سارنگ بیرون سارنگ



سارنگ سارنگ سارنگ سارنگ سارنگ سارنگ
سارنگ سارنگ سارنگ سارنگ سارنگ سارنگ

۸۹۱۳۳۱
۲۱ سن ۱



13 JUN 1972

M.A. LIBRARY, A.M.U.



U56380

بسم الله الرحمن الرحيم

<p>شبی بخش شاهنشاهان جو دی سیلان کو گاہے کہ شعل نہان تھے تھے سو ہو یاد تمام فرانخ اہستہ کی زمین کو کیا کرنی گراہ سکتا تھی غامض عناستیں او سکی ہو گل شاہد برستار افسانے میں ستار کیا نہ شیر و گلوں افسانے میں تاریخ و گلوں وہ میں دو کا دھوکا تو ست تاب کی لڑکی کہ شاہ و گدا کا بھائی تضع کنان اور رشتہ مجھے خار سے تھوڑا تو چر دا خواہو نکال مرا کہ تو رہا شہزاد شہنشاہ تو ہو تو تھا و کھاست تو ایسا</p>	<p>بلندی دہ خروان جو دی کبھی تو انوکھے شے وہ تو کیا افسانے قدرت پیدا تمام بلندی افسانے چرخ برین کو کیا پرستار او سکا جو ہرک دم کیا افسانے آہستہ باغ و بہار جہاندار ہے پاک پروردگار دلیر و گلوں کیاست لبر گر اگو وہ سپہ تو نے سرسری رہ بخشہ جسے غرت و افتخار تو اچھی ہو سکی یار التیام</p>	<p>کسے کر دگار و غفور و رحیم کسے گاہ بیشہ کہ وہ تباہ سہ و مہر اور زہرہ و شتری زہرہ و ست دنیا میں ہر سریر عینان اوچہ سب از بہان کے سوچ و کار او سکا و دریا بر بار و خزان سے جوابی تیا نگہ دار خلق و جہان جو دی تو پھر کہ نہی کوئی کیا کر سکا قوی تر خداوندیست و بلند وہ سب کا چر باری وہ و دلیر شہادت ہر گاہ حق مسیحی نہ تھا</p>	<p>سہ نامہ حمد خدا سے کریم کبھی سو فریدون کو وہ و شنگاہ جن دیو و انسان و حیر و پری کیا افسانے پیدا یہ بالا و پست عجب و سکی قدرت عجیبان بہرے دم جان سکا و دیا میں چمن میں کیا سہ کو سرفراز خداوند کوئی دہکان جو دی اگر وہ نہ قوت و زور شے تو انا ہر وہ آپ اور زور مند گدا و شے کے من فرمان پیر نور گاہ میں او سکی ہر ہر خان میں افق وہ یارب ہر حال ہوں یہ ترانہ میں جنت برکت آہ نگاہ و صبر کہ راستہ و گدا اسے سہاگل آرزو کہ تیرے میرے کہ نہ نہ ہو</p>
<p>سکائی تو ب گردن درگا نہیں و گدا کی او تو یار و اگر تیرے تازہ باغ پراد کہ گدا ہوں او عصیان مجھے اپنے سر کہ ہو اور</p>	<p>تجدید و دوا فلاح ہوں کے کہیں ہر گشتہ شاعر ہوں مجھے بندش نہ اہم سے چھڑا پلا مجھ کو جامہ ہر آرزو یہ تیرے ہوں اور سرانجام ہوں</p>		

<p>نہیں اور کچھ عوام شہر لے رہا دو گاہ سے اپنی رکھنا سراد نہیں تان لے کے کسب طبع ہو مکہ دان یا کہ مے خاسہ کہ تو گوہر نشان</p>	<p>ولیکن تناسل سے یہ نیران تو بلا مراد اور کر مجھ کو شاد چراغ خود سے منور تو کر مائی شناسی کی ہو دستگاہ زبان کو مری کہ فیض البیان</p>	<p>کہ سنیں جانیں نہ مجھے اپنے تجھ سے مجھے جیجی اپنے سنگاہ سخن الہی مری اپنے عابد قبول</p>
<p>پراز مشاک عنبر نو کیہ نیا سر سروران ہے وہ عالمینا سر سروران احمد مجتہدا حجاب بخاؤ محیط کرم فرخ جان نور ایمان دین فرانزدہ رایت ساسر وی قدم او سے معراج رجب یسر ہو جبکہ قرب حضور یہ نشا اوستے پایگاہ فرسج کردن او سکے بچا کا بیان کے سب جہان سے کچھ بیان معین اور یا در ہوا خطا پیشی تختہ راز کتر غلام لکھنے انحراف ماب مع شاہ جان جاہدار اکبر شہر بن نظیر ہایون خصال شہ نامہ محبت کے جوہر درویش تقیق کردن ظلم کی کیا بیان خدیو زمان شاہ عالمی وقار در دولت شاہ عالم پناہ یہ وہ بارگاہ ہے کہ امید کہنہ جود سلطان والا جان سرکش ان چون جہان</p>	<p>شناسی محمدی و روزبان پھر نبوت کا کچھ آفتاب رسول خدا سید انبیا یہم جوہر خوش خلاق و عالمی وہ کلمہ شہستان عین یقین درخشندہ نور شہید پیغمبری تو پایہ بڑھا اور سراج کا نظر او سکوا آیا وہ ثانیہ نو چوئے جسکے شاہان عالم سلج کہ بہن جفا غرت و فخر نشان نطاقت قلم بین کتاب کا مرے دل کے بلا و تم دعا</p>	<p>دو ختم رسل سرور نامور جان جسکے دین ہے روشن تمام خردمند دانشور و بینظیر وہ مہر جہاں تاب افق جلال شفیع گناہان پر وزیر وہ ہر خاص خاصان پر دو گاہ پھر برین کے نہ توں نصیب تجلی کین جسکے اول یقین گرامی راشن ہر انسان میں ابوبکر و عثمان والا کمر کہ نہیں سخن کو لیں جب مختصر کہ کار ہو بین بر حساب</p>
<p>در تعریف ابو نصر محمد عین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ غازی</p>	<p>خداوند تاج و کلاہ سرور خجستہ شائل فرشتہ سیر موتہ کراو سکود فاکہ سے نہیں او سکے جسکے کہ گران شہ دادگر حشر و نواہ تقریر و سخن کا ستارہ گاہ تحریر و بیان سے گمان زناہ گہر بار بہت نام و نواہ وہ جو ہرستان خدیو زمان</p>	<p>فرزندہ خورشید بیج می جہان بان دین پرور و حق پرور شناور ہو دریا سے عرفان کا قرون شفقت و خلق ویت لینہ جان پر در و کامش جہاں بے کام بیان کہ یہ کیا کتاب شامت میں دیکھا کچھ جہاں اگرچہ ہو فرمانبرداری خطا جسکا بیان ہو سرور</p>

<p>کے شعلے اوسکا ہوش بندھا تو اوسکو میری سعادت ہوئی تو پایا فلک پر بڑا اعتبار کے اونچے پہاڑ شہ دین پناہ دعا پر ہے ناچار خستہ سخن تراطفہ دائم نگہ باریاں رہے ہمیشہ جہان میں ہوا ناچار کہ تھا مثل نور و زہمت فروزا ہر اک خط تھا ذکر شعر و سخن عجب فلم اکشے آج کتاب کیا ترجمہ اوسے شہنامہ کا تمام اوسین احوال مرقوم ہے بخلق پسندیدہ مشورہ عام بنام شہنشاہ گردان جہاں جہاں دار خشنود اعلیٰ فرزا دین کے شہنشاہی قلب تھی جھکاؤ نہا منکر دگر رہنمائی سے یہ پوسے تمام کیست یہ بنام شہنشاہ کہا قصہ خسروان</p>	<p>کو اک بہن سب اس سخن کے گو جو بیان شہری گزشتہ ہوئی زحل نے اطاعت جو کی اختیار جو دشمن بھی ہوں آنکر غرور کے جو بیان صف شاہین کہ یارب شہنشاہ شادان ہے ہاذا را کہ یہ سنہ زہمت سب تالیف کتاب وہ مجلس تھی رشک بہار چین کہ جو شہنشاہ تماشا کتاب توکل کہ مرد سخن سنج تھا پیشتر خانی وہ موسوم ہے کہ زور آور کا جہان میں نام کہ نظم ترتیب آیت نامہ جہاں شہنشاہ لعل اکبر پیر سنا یہ سخن جب با صد طلب بخبر فکا شاعر شام حرم ہوئے سنکے اس نظم کے انبار بجائی جو ہوں اسچہ گوشتار تو پھر راقی غیبی بوجہ</p>	<p>لانا دگر اوسکی سوتھی سج سہ کار کا درجہ جان میں جا کر کیا فقط دوستان ہی نہیں کیا نہیں تاب کلک زبان نہینا پہی ہر دعا اوسکی و زبان تہ خاک و خون ہوئے دشمنان سب تالیف کتاب مہیا تھے سامان عیش و ہوا تو پھر کسی نے بیان کیا یہ تاریخ فرخ نین کہین کہ احوال معلوم ہو سب سخن فہم و دانشور و نگار تھم اب شہنشاہ کی زبان میں وہ فغان کہ فرخ نین دشمنان خداوند اور رنگ وافر کیا لکھی نظم یہ دلکش و آبدار سخن شہنشاہان یا ہر روز بہت دیکھا بلکہ ہے منتظر کیا فکر تب سال تاریخ کا</p>	<p> شہنشاہ کا لکھنا شہنشاہ کے اوصاف میں پیشدار پیشگی کی ہر آرزو ہر زمان ہے اوسکی شہر کشورستان غریبان ہی شناس ایک و ہم محفل آرا تھے ہنگام شب تو تاریخ کا بھی جوند کو تھک وے ہر سیکو میسر نہیں لکھا شہنشاہ شہر مختصر یہ سکر اور مرے مہربان یہ گو کہ تو پیشی اس نام کو وہ سلطان کہ تاریخ شہنشاہ خدا نے جسے شاہ اکبر کیا ہوا میں دل و جان سے صرف کا معافی شہنشاہان فرخ نداد کہ والدین نامہ دلپیر مرتب یہ شہنامہ جب ہو چکا </p>
--	---	--	--

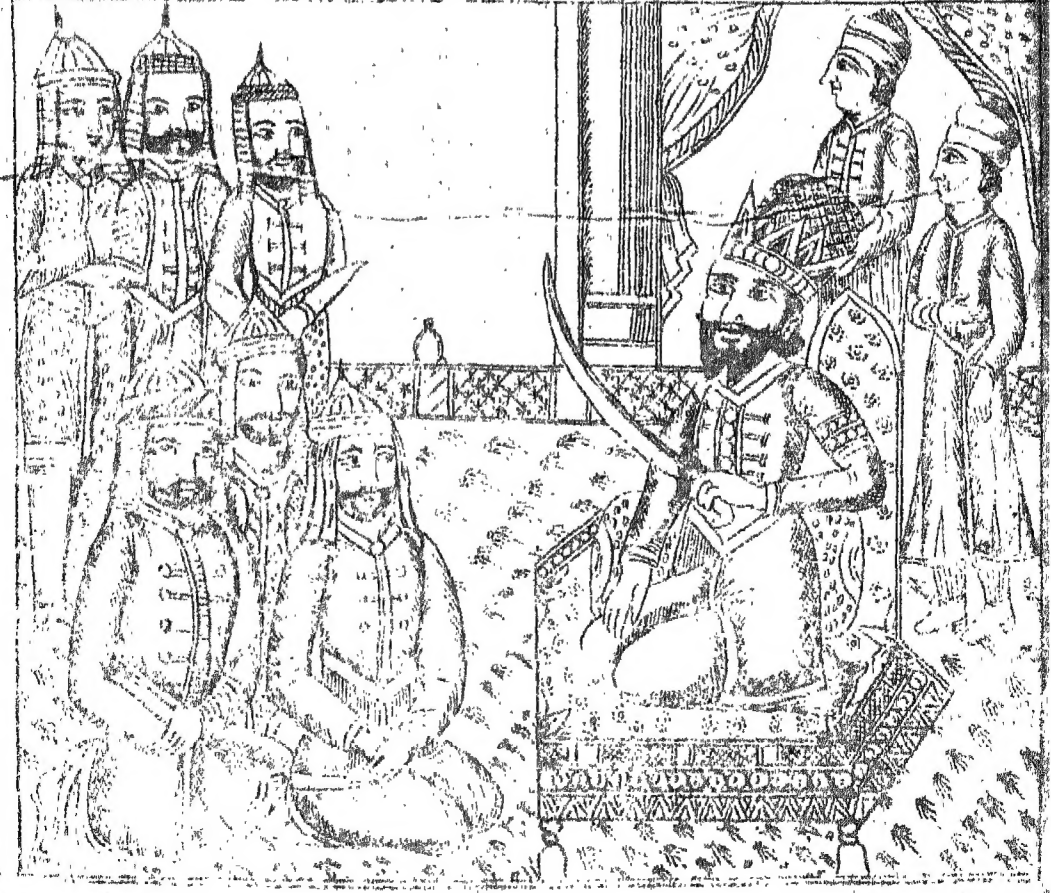
خستہ دین کی مہر و جنگ با شکر دیو سار

<p> شہنشاہ کو گستاخ کر دیا خود تشریف لے کر آیا پیوستہ لکھنؤ میں آیا تو دیو و انجمن نے اس کو میرا عرض میری کہ جو حکم ہو کیا اوسکا وہ دین و دامن کو کیا اب حکم کا ہر چہ میں جو وہ اوسکا وہ جنگ </p>	<p> یہ کہتے تھے زہر پر بند بخر حرم پوشاک تھی چھین ارادہ تھا اوسے تھا جنگ تو ہوا اب کہہ دیا کہ جنگ کہتا ہوں کہ وہ شہنشاہ کو جو حکم جائے وہی حکم جو ایک ہی ہے وہی حکم </p>	<p> یہ کہتے تھے زہر پر بند بخر حرم پوشاک تھی چھین ارادہ تھا اوسے تھا جنگ تو ہوا اب کہہ دیا کہ جنگ کہتا ہوں کہ وہ شہنشاہ کو جو حکم جائے وہی حکم جو ایک ہی ہے وہی حکم </p>	<p> شہنشاہ کو گستاخ کر دیا خود تشریف لے کر آیا پیوستہ لکھنؤ میں آیا تو دیو و انجمن نے اس کو میرا عرض میری کہ جو حکم ہو کیا اوسکا وہ دین و دامن کو کیا اب حکم کا ہر چہ میں جو وہ اوسکا وہ جنگ </p>
--	--	--	--

ایک ہزار گز میں ہلاک
 حضور کی مورت آئے دو دن
 سنی بعد آئے اک آواز شب
 ذرا کہ تو دل کو قرین خوشی
 زمین جیو ناپاک ہے پاک کہ
 کیا اپنی آیت سے فوج کو
 دلیر و ہنرمند و اہل تمیز
 در ناد و سپہ سالار ہر جانور
 چوپایہ و لشکر تو وہ دیوبندی
 نہ اگر مہ بازار و نرم و سست
 صف دیو عابد و دو واقع کے
 کیو مروت کے ہاتھ سے دیو
 کیو مروت کے فتح شاہ ہونا
 بفرخندہ قالی ہو البعد انان
 ہو ایک جگہ ہو سنگ شیر فرخت
 جہان و آوار کی آباد تھا
 جیسے آج کی لہر و پیش نظر
 کہ آتش سب تیرا لے تمام
 سو شہر لایا وہی آب و جہ
 نشان آگ کی رسم ماناں ہم
 جہان میں آج کی کاہنہ
 بوعمر کی آخر میں بی بوزار
 وہ طعمر و شامہ شہر آجینہ
 تنہا و خالی ہو وہی
 کہ ہر پیر کی کہ ہر پیر
 سید لوگ ان پیر و شاہان
 شہر کی ہر کوئی ایک
 کہ ہر پیر کی کہ ہر پیر
 جہان کی ہر کوئی ایک

[illegible][illegible][illegible]

<p>ہر چہ جو بد لشکر ہو ایک گز تو نہ اسے کہیں سپہ اندر گئے جو ہو قیاس اگر چہ کو جان بخشی اسے تاجور شمشیر کو کھنکھایا ویرن پیر خواجہ بشید مہمورت کا</p>	<p>دو دن جہاں میں رہا مافی عدم کی وہیں اسکو رہا لیا حکم تہ شاہ نے پوچھا تو سکھلا دین ہم ایک طرف نہ وہ ہر فرنگی کا پناہ دیا ویرن</p>	<p>وہ غور شاہ کے بیٹے ہیں سب سے زندہ میدان میں اگر تیرے دیو کو کدہ است پندیر کیا شر سے پرتھامس شمشیر نے سال کی داو کھیا</p>	<p>لو غور کا شمشیر قاتل ہوا رنجین قینکر لیکھا وہ خدیو گئے کئے دیوان تو خوار است وہ لائے دوات و تلمشے پاس ہے اسکے حکوم دیو کو پری ہوا بعد اسکے وہ فرما نہ روا</p>
<p>ہم اندر جشید عالی و قار دلیر و قوی زور آفاق گیر سیاہ خون اسکا جاہ چشم من پار چہ بانی و کشتکار ہوا احمد میں اسکے بدایہ لیا شہ نے مردم کو سکن گون کباب اس مکان میں باعث کرد سکھا و بیان مردان کو تمام</p>	<p>خردمند دانشور و ہوشیار ہر اک شاہ تھا اسکا خوانی سما خلق پر اسکا لطف کرم کیا شاہ جشید آشکار ہوئے اس جہان میں ہر کد ہوا ہر کوئی ہر مکان میں کدین نہ بے شغل و بیکار ہر گز نہ ہو کہ کرنے لگیں بہ عیارت کا کام</p>	<p>خداوند اور نگ شہانشی شجاعیت بہت خوب بہت بلند ہر سبب و آگہ دل و دوشون خردمند و دیوار و رستم کن ز ریت کے قتل میں بھی جہاں نہرا دار ہر شخص کے ہر مکان یہ دیو و ملک و ارشاد و پیر و انبیا ہوا جبکہ حکم شہر نامدار</p>	<p>سپہدار اقلیم سرماند ہی اور اقبال و دولت سے تھا زند فراست سے ہر چیز کا رہنمون زور و جوش و تیغ و برگستان ہوا اسکے جس جاتھا آب و دان دیا اور کیا حکم یہ لہزاران کہ تم طرز نقشہ و مکانات کا ہوا سکھو تبت و دین شغل کار</p>



وہ حمام اور قصر دیوان و کاغ
بست و گلشا اور بہت استوار
اور اس تخت پر بیٹھتا تھا نام
غرض دیوان کو دشمن پر کھٹکتے
شہنشاہ کے کشتی بھی طیار کی
جب آئیہ نور روز عشرت ترین
جن و انس و دیو و پری کو تمام
رہی خلق آسودہ و سبے خطر
نہ تھا کوئی رنج و رنج و رنج
تو شہ سے ہوئی دو دانش خور
تو آیا وہین دل میں جھشید کے
اکابر جو تھے آنکھ کر کے طلب
خداوند اور رنگ و افسر و یمن
غور و خواب و آرام اہل جہان
جہان میں ہوا جھسے پداہن
کہ بس تو ہر جھشید و دوا و دگر
ہوا رخصت اب اس قبائل تو
وہ فرمانبران شہ نامدار
شہنشاہ کے دل میں یہ آیا ہر
لگی دولت اس سچے سچے پھیرنے
گر قہار قہر اسے ہوا
لکھن آگے خاک کی داستان
سپہدار مر تاض تازی بنام
خزاردون بڑا شہر و گاؤں
پس ایک تھا اسکا صفاک نام
حصہ و اس کے اعلیٰ ناریست کو
وہ تھا فربہ اس میں کیسے پھیرا
اگا کئے اعلیٰ اور بھی
ولیکن میں کتابوں اس شہر سے

بنائے گزین و بلند و فراخ
سر با لطافت سراپا ہار
سے تھا سد اخرم و شاد کام
جہان پاتا ہوا شہنشاہ کی جنت
محیط جہان میں پہلے پتھی
تب اک جنت ترقیب کرنا وہین
گھر جنتا خسرو نیک نام
بہت خرم و شاد و شام و سحر
سے ہر گھر بھی دور اس میں
ہوا شاہ کے دل میں پیدا غور
کہ ہر سو نہیں ماہ و خورشید کے
یہ جھشید لایا زبان پر کہ اب
جہاندار و جھشید زہر و یمن
یہ جمعیست خاطر مردمان
ہین کوئی محبہ شہ نامور
ہین اور جھسے کوئی تاجور
نصیبوں اس کے گیا تاج و تخت
کہ اس کے کر کے بے اختیار
وہین اور گئے اس کے ہوش و جا
لگی اس کو بید و متی گھیرنے
جہا شاہ سے تخت نشانی ہوا
شہ کامران خسرو ذوالکرام
سکھتے تھا سپہا و فرزند کیش
جوان و دلیر و بلند و حقشام
ہوا حاضر اکدن بے شکل نکو
خدا سے بخش کوئی غالی نہ تھا
بیان کر لطیفہ بلف و خوشی
کہ جہاد اور قول و تو مجھے

بنائے گج و خشت اور سنگ سے
پھر اک تخت شہ کے مرتب کیا
کبھی حکم کرتا وہ دیوان کو
پہنچا وہاں ایک دم میں ہوش
سیرال کا ہر جو نور و زور نام
وہیامی و نغمہ ہوتا وہاں
بیش و طرب و نغمہ سدا تک
نہ بے شکل کوئی نہ بیکار تھا
جو گندہ سے برسات سلاطین
یکایک جواہری طرف کی نظر
بجاہ و چشم زہر و سرخ پرین
بتاؤ کہ دنیا میں ہر کوئی شاہ
جہان کو کیا میں نے آریستہ
نشاط و خوشی و نغمہ و جام و
شاہ جہا جھشید سے یہ یمن
دل میں مجھے یہ زمان
کوئی دیکھو گئے ہے یہ روزید
خفا ہو کے شہ سے وہ کیا
یقین ہو گیا یہ کہ زندان پاک
جہاندار جھشید انجام کار
ما الغرض خاک میں بخت جم
کہ تھا تازیان میں وہ فرمانروا
شب و روز اون چار پانچ
سکے ہست نہ تھا وہ دیندار
گزارش کیے اقلین کین آنکھ
معرا تھا صفاک جو عقل سے
وہ بولا کہ ای شاہ فرخ نہاد
کہ جو کچھ کہ یمن کرے کو دہی

طرح دار و کج ہر رنگ سے
بسا قوت و گوہر و غریب کیس
برو ہوا تخت کو لے چلو
نہ تھا دل میں اندیشہ و خشت
سوا سکا ہی موجود شہ ذوالکرام
غرض عیش کرتا وہ شاہ جہان
رہا حکمران شاہ زیر ملک
کوئی دردمند اور نہ بیمار تھا
کیا ہر بیان میں بیان جس طرح
کہ جاہ و چشم ہوا اس قدر
برابر کوئی اپنے دیکھا نہیں
کہ جسکا برابر مے ہو جو جاہ
جہان ہوا سرخ بر خاستہ
مے ہی سبب ہر ایک شہ
لگے کئے دانشوران زمین
کہ جھشید حق سے ہونا سپاس
ہوئی فروز و ماند ہی اسکی رد
غرض اوٹھ گئے والے دربار
مقرر ہوا مجھے اب جھشماک
ہوا بس تہ اور پریشانی و غور
ہوا جاسے صفاک پھر تخت جم
کردن اسکی اس سلطنت کا بیان
رعیت نوازی میں مشغول تھا
غور و نکو دیتا شہ بے نظیر
بڑا جاہ تھا اور بڑا اقتدار
کہ دھچک و زفر یمن سرسبز
ہوا خرم و شاد اس نقل سے
سخن خود تبرا یہ میں جھکویاد
کہ ہے نہ یہ راز کھولے کبھی

اتوال سلطنت صفاک تازی

قہر کیا کہ خفاک نے میں شباب
ہوا جبکہ آپسین عند استوار
کہ تو جو جوان اور تر یاب
یہ گفتار کو ناپسندیدہ سے
کئی شاہزادے نے یہ بات جب
سنی تھی گردن پر ہو گندہ
یہ بوجھا کہ کس طرح کیجے ہلاک
انہوں ایک آتش کی راہ میں
وہ شہ اس مکان میں ہو کر رہا
کیا اسکو جس پیش پھر سرسیر
گئے ٹوٹ اسکے سر و دست و پا
پھر ابلیس بد ذات نے یون کہا
میری دانش و عقل دہ میر بہ
سراسر جہان کی تجھے غویان
نوازش بہت اسیہ مصروف کی
خورش خانہ خسرو نامور
وہ طیار کر پیش فرمان روا
ہوا کھاکے اسکو بہت شاد کام
کرای قدر دان شاہ فرخ سیر
بہ صدف لطف کبک و تبر و سفید
نزدیک عنایت کیا یون کا اب
موسی آرزو ہو کر شام و چاہ
بر آوے چراغ عاکیا عجیب
نوازش سے جھکو گردن چوڑ
یون گفت آپ شہ نے بہتہ کیجے
یہ کردار بد کر کے و آن آشکار
کیا بارہ دانشور کے طلب
تیرے تین ابلیس پیدا ہوا
ہوا وہ کھانا نصیب یون تھا

دیا اسکو گفتار کا یہ جواب
یہ ابلیس بولا کہ اسے نامدار
یہ جھکو جو زبیدہ تاج و سر
نہ میر ان دو دانشور نے
یہ بولا وہ ابلیس نہ پاک تب
تو ہوا اور جھکو پچھ کر
تیا کوئی تیرے چرخ و باب
گردن کندہ تیرے گرو چاہ میں
عبادت کو جاتا تھا کام نہ
شہ نامور کو تھی کچھ خبر
ہوا قید سستی سے دم میں
کہ حد شکر اسے شاہ کشتی
عمل تو کر سے چر شہ زندہ گر
میسر یون آباد شاہ جہان
کلید خورش خانہ پھر اسکو دیا
ملا جبکہ اسکو تو شام و بحر
کبھی مرغ لاتا کبھی پیار پا
کہ تھا خوش و لغز و نیکو طعام
خورش لاؤ گا اس کل فقر
پکا لیا بادل پر اید
چو کہ چہ تیرا مجھے کہ تو طلب
کہ در دن ایک یوسہ کشتی شاہ
نیک کامیابی ہو باہر بیا
کہ ہو نام تیرا جہان میں بلند
تو شیطان نے اسیہ تو میسیر
نظر سے وہ غائب ہوا نا پاک
لگے کرنے تیرے چوڑ سیر
اشکل ابلیس پید ہوا
سین دفع ہوئی یہ ہرگز بلا

یہ مذکور کیا جو تر سے راز کو
جو مرتاض تازی تیرا پدر
یہ شکر ہوا دل کراک اکر دور
رہ دین و دانش سے بود و بود
کہ اس کام سے تو کرے در گذر
یہ خون پدر اسکو منظور تھا
لگا کئے پھر وہ کراے نامدار
مکان ایک بیرون دولت
شکار ناپاک نے ایک چاہ
کیا جیاد و مکر تو یون میں
وہ خفاک میر حم ویداد گر
ہوا میری تدبیر سے اب تو شاہ
تو ہو باز شہ نفی اقلیم کا
یہ شکار ہوا شاہ خفاک شاہ
خبر ایک اور خبر میوہ دانان
پکائے لگانے و خوشتر طعام
پکا ایک دن ہفتہ مرغ و ان
نزدیک طربہ شہ کی آوین
غرض دوسرے روز پھر شاہ
وہ خفاک نے جبکہ کھایا طعام
کیا عرض ابلیس پھر شباب
یہ رتبہ نہیں گر چہ میرا لے
یہ خفاک بولا کہ اسے نیک خو
یہ کہہ دیکھو کھول کف ابلیس
دیے جبکہ یوسہ کشتی شاہ
جہاندار خفاک جیساں ہوا
پراس درد کا کچھ نیا یا علاج
وہا کہ حفصہ و سبب نامدار
تری زندگی اب تو دشوار ہو

گردن نامہ اسے مرو خندہ غر
تو اسکو شبانی کین قتل کر
لگا کئے اس سے کراے نیکم
وہ بیدار کب جھکو منظور ہو
پھر سے ہمد سے اپنے اکر نامور
ولیکن وہ ناچار و مجبور تھا
یہ کچھ کام شکل نہیں بینا
شہ نامور نے کیا تھا شب
کیا کندہ و وہین سر شاہ
گر شاہ آزاد اس جہان میں
سخت بیٹھا بجائے پدر
مبارک تجھے تخت و تاج و گاہ
خداوند ہو تخت و دیہم کا
تلقی لگا کر نے شام و چاہ
تھی اون دنوں بہار جہان
خزیدار و خوش فائق ہر طعام
خورش کو وہ لایا آتش جہان
یہ نہ کیا عرض اسے وہین
حفصہ جہاندار فرسخ نہاد
نہایت ہوا خرم و شاد کام
کراے شاہ خفاک عالیجناب
مگر شہ کے لطف و عنایات
تسے دل کی بر لاؤن یہ آرزو
ہی دل میں ابلیس کی تھی ہوا
ہم سے وہین پیدا و مار سیاہ
بہت اپنے دل میں پشیمان ہوا
کیسکو بھی اسکا نہ آیا علاج
لگا کئے شہ سے کرای شہ بار
خرد چارہ سازی سے ناچار ہو

ہوا اسکے صفاک اندوہ لین	اکا کہنے فریاد و زاری میں	یہ کہنے لگا پھر زور کیا	اگر اسے مرد خیزا چارہ ساز
کسی طرح سے چارہ سازی تو کر	شکاری سے باخبر نوازی تو کر	ابا شاہ نے جب بہت نکسار	تو بلا وہ پھر یوں کہ کیا چار
نہیں اس چارہ کوئی اور نغز	کہ سا بنو کو جسے آدمی کا تو نغز	حری جان کو پھر نوچے کر بند	سے پھر نہ تو اس قدر درد مند
بیا با جو بلیس نے یہ علاج	آدمی سلطنت پر ان بدست صفاک	لگا کر کے داع خداوند تاج	

و آوارہ شدن همیشه و رسیدن نہاد شہزاد بستان پلباسی گیر و شناختن اور اوخت

یہ ہر ملک و کشور میں پہنچی	والی زرا بستان و عقید بستان با او	کر صفاک شایستہ تاج
کے عہد و مارسلہ پنے پاں	جسے دیکھ اور لے ہیں ہرگز	کو ڈرنے لگے لوگ ہر شہر میں
بزرگان ایران کے جمید سے	جوئے مخوف تھے سو وہ آنکے	کمہریت باز بھی پے بندگی
بیان کر کے احوال ایران عام	کیا عرض یوں کامی نہ ہو لکرام	تو ہاتھ آئے وہ ملک بھی خود تر
یہ شکوہ ہنر شکر بیکران	کیا شاہ نے ساتھ لکروان	و لے کام دل کچھ نہ حاصل ہوا
شکست آنکھائی ہنگام جنگ	کر ایران ہوا شاہ جم بد رنگ	تو جو او ترسہ لشکر جم ہوا
رہا کوئی بھی پھر نہ چارہ جم	کسی مت تنہا گیا شاہ جم	ہوا وہ نصیب اسکے تاج و کلاہ
کے لوگ صفاک نے پھر روٹا	کیا یوں شہر کو باو جہان	مفحس کسان ہر طرف جاوے
کروں پھر ہر گاہ میں تیرے	نہ ہو گھر ہر عمل انعام دون	گیا او میں حکم شہ ناسخ
کہ لاوے اسے جو گرفتار کر	رفا مند میں اسے لیا بیشتر	غم و فکر دنیا رہے دل سے دور
سندھ و پنج پرستند جم	شب و روز با خاطر برم	نہایت غریب اور بچارہ تھا
ہر اک سے پھپھانا تھا وہ لکیر	نہ ہر گز جانا تھا وہ آب کو	گرفت رسیدہ و غم دیدہ تھا
غرض رفتہ رفتہ بعد بیچ و غم	گیا زرا بستان میں وہ شاہ جم	سکے ایک تھا دفتر رشک ماہ
وہ ویر سے حسن میں غریب بھی	دلایم و دلدار و محبوب بھی	گرفتار جنگا نو و سسے رہا
وہ ابر و بھر یا تنع بران	وہ مژگان نچے بلکہ سکان	ہزاروں ملائے تہ خون خاک
وہ قامت کمون یا قیا کمون	قیامت سے بالا وہ قیامت کمون	کہ ہر گام پر فتنہ بریا کب
لبوں جو کچھ کے ہوا آشکار	دم عیسوی سے نور زینہار	ہوئی جس سے ترک و کئی ترک تمام
سودا فنی و سن کے وہ صنم	نہ مردوں تھی و نہ عورت میں	وہ تھی پہلوانی میں بھی استاد
جو در پیش آتا تھی کوئی تنگ	تو خوف و اندیشہ لبس بید رنگ	بی زرم جانی دلیسہ اند وہ
ہر بندہ کی تھی وہ داستان	خردمند دانشور و مکتہ دان	شعور و فراست میں تھی بیست
اوی سال میں جو منو جہر شاہ	سوز بستان لایا پناہ	شہ زرا بستان نے پائی تلف
دلیس و نہر مند صاحب جمال	جہان میں تھی وہ دلربا جمال	پہنچے دل و جان خرد ارستہ
شہ پاپ کو اسکے انکار تھا	کیس کو نہ دیتا وہ زہار تھا	اگر وہ ماہ پیکر جسم و تک

تکے وصل کی پہنچی میں ہوں
سواؤں میں اپنے اپنے وقت کو
کہ چوک تو ہو خواہ شاہ جم
کہا تھا یہ وہاں نے جا کر شباب
یہ عزمہ جو تو نے سنا ہے مجھے
وہ ہم افغانا ومان جو گیس
یہ بھی اگر زوی دل شاہ جم
میں جابون نے بچانے دیا
تسے اک شجر کے گیا بیٹھ جب
پڑی اسکی برشید پر غم
یہ پوچھا کہ تو کون ہو ایچوان
کہوں کیا کہ رکھتا تھا تو عظیم
ستھ غم ہر ش بادہ تاب ہر
کہ ہر خاطر غم وہ کوسرور
کہا یہ کہ اسے بالوں سے ہر بان
اسے اور ہر گز نہیں کچھ ہوس
کہ اسے تو میں صرف چاہی شرب
یہ لکھ کر دیکھی بس وہ سرور
یہ سمجھی ہیں وہ بہت دستان
اگر کہ گیا عشق جبرئیل کا
تو بیٹھا ہوا کہ یوں نہ رہے
بس اب دیکھ کر اس برتار کو
کیا جب طلب ہے جبرئیل کو
کہا جم نے جانے میں آخر خد
رکھے جان ہر گرامی مجھے
غرض شوق ہو تو وہاں آفتاب
اور اب اسکو دیکھا تیرا شیدا ہوا
شہ جم کے رکھ ہاتھ میں اپنا
کینز ان کل چہرہ آئین ومان

عربی سے وہ ہم لکھ لکھوں
کہا تھا کہ اسے خست فرخہ ہو
اور اسے کہو طفل فرخہ نیم
حضور شاہ عالیجناب
تو راز نہاں سب بتایا مجھے
سرا کہ باغ تھا شاہ کا
کہ اس باغ میں تلکے اب کوئی ہم
وہ ناچار مجبور شاہ و گیا
کہ ہو دور دل سے غم الم
تو حیران ہوئی اس میں ہلکے
عیان کر یہ مجھے تو راز نہاں
بہت حشمت و جاہ و شک و غم
کہ دل رنج سے سخت مبتلا
ذرا کھینچ کر کلفت کر لے لے
وہ باغ پر ہی اک ایوان
طلوع رسا غم کی رکھتا ہوں
وہ اسکو ہونچا دیکھ شرب
پر ہمارے ساتھ آئی ومان
کہ ایزنیون میں ہو یہ جوان
گر قمار الفت ہوئی دلہا
تو تمہارا کیوں کیا میں
تجھے یاد می آئی لے لے لے
تو سوچا یہ جبرئیل فرخہ خد
ولیکن وہ بولی خد کہ مجھ نہ
بہت پاس خاطر ہو میرا لوسے
کہ شاہ بھی ہو اور سرور و شرب
از عشق کا دل میں پیدا
خدا مان میں ہی ہے اسے
ہو میں جم کے لگے وہ جو کمان

زنی مائل کہ دایہ خشت کی
تسے میں کھینچے جو طالع تو
یہ شکر فیدہ سرت فرزا
یہ شکی نے عزمہ دلفروز
غرض میں سبب سے وہاں
اور اس باغ میں بھی وہاں
ذرا جی کو وان اپنے ہلاک
ہوا غم جو آئی تو ہر دن
کسی کام کے واسطے ناگمان
عیان جم کی صورت سے تیری
دیا اسکو جبرئیل سے جواب
پر اب گرہ و بخت بر شتم ہوا
خداوند سے باغ کے اثنا
پر شرب جب سنا یہ سخن
اگر چہ وہ وقت رسیدہ ہو
پر شرب سے شک و صف جوان
میں عمل اور شہاد دلتوا
وہ باغ پر جب ہوئی جلہ گر
ہوا زور غم سے رنج لالہ رنگ
لگی پر چھنے کیون کہ امر حلال
کہ اس کینز کہ پہ نال ہوا
اگر تجھ کو ہر آرزوی شرب
جو جاوین پیش بہت دستان
پدر ہو مرا شاہ زبلمتوان
مجھے جو یہ پروا لگی نہ ہو
سنا تھا یہ جبرئیل نے پیشتر
کیا باغ میں شاہ جم پھر ہوا
کئی سیر کرتی وہ اک حوض
جگم پر ہر و شک و گلاب

کہ ہم شناس و خردمند تھی
ہوایوں عیان مجھ پہ از زمان
بہت شاد و صمیم بھی وہ ملو
کہا قادیان سے کہ اسے نیکو
نہ تھا تھا خواہ شکر و کام
جو وزارت جم کی طلب گامی
صبا کی طبع سیر کر آسپے
وہ ٹھہرا ذرا مادل باغ داغ
کینز اس پر ہر رو کی الی ومان
در شہرہ بھی شکست خستہ
کیا جرج نے میرا خانہ خراب
خواب پریشان و شستہ ہوا
ابھی جلے وہ زمین جام شرب
کئی باغ میں پیش شک و جم
رنج غم اسکا ہر شک و فر
لگی کینز وہ دفتر دستان
ہر دو دف خنگ و شرب کا
تو صورت کو جبرئیل کی دیکھ کر
طرح غم کے ہر جی ہو چنگ
گر قمار شوش رنج و طلال
اسیر محبت ترا دل ہوا
تو اس باغ میں ایچوان آفتاب
مبادا بلا کوئی آوے وہاں
میں اسکی ہون کہ خستہ دستان
جسے چاہوں اسکو کرو میں طلب
کہ اک دخت ہر شک و شرب
ہو کی شاد و خرم بہت ناز ہوا
ہو کی فرش شاد ہر چہ
شہ جم کے پھر ہوا و شرب

کلیا شیشہ در جام پھر دوان طلب جو حکم اس پر پھر دے یوں کی بر سر شمعان جو ہوا بادہ کش کما پھر یہ شمشید سے اسکان لگی کینہ پھر یوں وہ شک تو دیا شاہ شمشید نے یہ جو اب عجب چیز ہو بادہ آنا یزین کرے دم میں یہ بزدلوں کو دلیر خوش کے غم سے کو نیا دہ کر ز بس مجھ کو بھی راہ کی ماندگی کہ جب شید شاہ جہان ہو ہی یکایک یہ خاطر من گداز لک اب تو تے میں گشت کی دیوار پر کوئی شوق سے جیسے بند ہو جو یوں بیٹھے میٹھے کو تو ہم تو فرمائی انہیں سے اس ج کہ زن پشیدہ سی کرے وقت کار ولی پھر سہی کر سے کیا کرے دلیری و تدبیر و زور و ہنر یہ سنگ پر بر و ہوئی شرم گین لکان ہاتھ سے آگے جم کے گئی تو پھول جسے چاہا اس کو لونا پر یہ دھبی اس رزم کو پا گئی لکان سے ہوا پھر جس دم رہا وہ ہر زور تھی نازنین کی کان لگی جی میں کینہ کیا احتیاج غرض قوت و زور و دم و کیک تصویر میں جم کے پیا پھر شتاب کو تو جو بیٹھا ہو پھر ان کے	ہوا دور غیش و نشاط و طلب تو پھر جام ساتی نے جم کو دیا یہ کینہ لگی جی میں جو خوش رہ دور سے اب تو کیا رہا جسے خوارش بادہ ہر عقد کہ ہر بیشتر مجھ کو مل شراب کو دل سے کرے دو کلفت یوں پیسے ہے جو کوئی کرے کا شہر غم دل کو بس دور بادہ کرے تھا ہوا بادہ ناپ کی جہا نذر شاہ شہان ہو ہی شیشہ شہ جم کو ن میں طلب پڑی اوس پر پھر کی جو نظر ملاوے لب یا سے لب ہم تو کچھ شرم سی آگئی پیش جم کروں صید اسکو میں ک تیر نکر پشیدی تو اب زہن ہار کو سے پھر ہی کر تو بچا کرے کے مرد ہر زن کے کان شیر عرق آگیا پھر پریں میں کیا نذر بھی اوریت سا فری بہ عرق جم بسزا بنیا کر دل یہ بات اس کے بھی حیاں کیا گری مادہ بسمل ہو زور گیا کہ ابل میں جسے جھگڑا ہوا شیشہ شہ جم کی دیکھو من آج ہوئی آفرین خواہر شک تو پر پھر دے ایک جام شراب نشانہ کردن تیر کا گرد سے	کما نازنین نے کاب بیدنگ کیے خوش جم نے پیانے جام کہ ہر یہ جوان بیکان بادشاہ تسے واسطے ہو و حاضر طعام کہ ہر بادہ تو کچھ نہیں چکا اور کبھی کر پناؤں تو تیتاب ہو دل تیرہ کو روشتانی سے جو ہو پھر زور قوت بھی بادہ کش کے نفع سب نذر گہا ہی تن کیا جب فصاحت خیر سخن لگی کینہ پھر میں یوں لستان کسی کما یوں کجاوشہ تو دیکھا کیتھے کو تو رہیں تو وہ دونوں تھے نہ گرم راز تیر طلعت کے پھر دوین تیر و کمان شہ جم یہ بولا کاسے نازنین اگر لاکھ زن ہو شجاع و دلیر کہ زن زن ہر آخر کو اور مرد حاملے مرے کہ یہ تیر و کمان وڑے دل میں نازن و محبت ہوئی کما پھر یہ جم نے کہ ہے نیاخ مراد اس سخن کو بھی ہر شکاہ پیا جام پھر جم نے اور بیدنگ بھراک دم میں پتھا وہ نازنگ کوئی گھینج سکتا تھا اسکو میں ہوا بس یقین یوں کہ شمشید طلب گار جم کی ہوئی ملین شہ جم سے پھر پ لیکر لکان تو جس مرد زرخ پہاں ہو دل	پلا و اسے بادہ لالہ رنگ ہوا دور نذر شہ مل سے تمام کیا جم نے لیکن اسکو تینا وہ بولا کہ تیر اور زور مجھ کو جام نظر اسے مجھ کو جب تیرے طور میں بے صبر نے بادہ ناپ ہو جسے کو فت ہو مومیائی ہوئے تو ہو جوان بیکار خوش لگے جم سے خوشتر ہمار جم لکان لیکن بت وہ شک چمن کہ کوئی یقین ہو مر یہ لکان مرے باپ جم کی لاوشہ ملاکر ہم اپنی منقار کو اور دوسرے نیا زور اور شہر کا نا لگی کینہ شمشید سے یوں کہ بان جہان مرد ہوں وان یہ لازمین قوی اپنے نزدیک ہو شل شیر شعور زمان پیش مردان ہو کر نہر دیکھ میرا تو اسے لستان زیادہ شہ جم کی الفت ہوئی کروں گردن تیر کا مادہ کو کہ ہو کہ آخوش شمشید شاہ لکان کینچھا ایک مارا نڈنگ کہ بیٹھا ہوا تھا جہان بیشتر ولی جم نے گھینجا تو وہ نازنین تہا میر پو شیدہ خور شمشید ہوئی دل کی اسے صہین ہوس یہ کینہ لگی وہ بت دستان ملاقات کا اسکی سالی ہو دل
---	---	---	---

سزا دہم آتش ہو شوق سے
سمجھ یہ کیا شام بھی و بھین
کما آئے یہ جبر اک قلم
جو دیکھا تھا طالع میں شیر سواب
نکر دیر ہو وصل سے کامیاب
سناو سنے دایہ سے جنت سخن
یہ دایہ سے لولی جو تونے کما
جو صورت کچھ کے مقابل ہوئی
تو اوزنگ دیدیم کو یاد کر
بریر ہوئے دیکھا جو یہ حال جس
یہ جنت ہو کچھ بزم طرب
یہ کتنے لگا کر اسے گلزار
سو پر زبان کی جو میں نگاہ
لگا روئے حرم ابرے اختیار
کیا شاہ شید کو یون تباہ
دو مار سیتگی میں لطف پر
گلاب ہو دیو پر گشتہ اختر کمان
کہیں ہر اسیر ملا سے بزرگ
کہ ہر آپ جم یہ شہ نہا مجھ ہو
کہا پھر یہ خلوت میں تو ہی جو جم
شہ جم ہو لا کہ اسے دستار
تعلق بہت ناز میں نے کیسا
کر گیا تو انکار گر لاکھ سے پر
بہانہ تو کہتا ہر اب بار بار
ترے وصل کا مجھ کو مژدہ دیا
ترمی ہی تناس سے دیدار تھی
نہ آرام جان ہی کچھ مجھ کو تاب
غرض آخر کار لایا او حسد
ہفت شاہ اسیر ہوئے خواہنگار

گردن اسکو بھاب میں دوق
کو میری طلب گار ہو ناز میں
نگہ کی وہین دایہ لے سوو جم
ہوا آشکارا بالعات سار
خوشی سے ہونم بستر کی شتاب
ہوئی اور دیوانہ وہ سیمین
زر و می کرم رست لاؤ خدا
تو میں باغیخت درخت میں ہوئی
دل پرالم سے کہا ٹالہ سہر
تو پوچھا کہ کیوں تو کی چشم خم
یہ اس وقت گریے کا کیا سبب
جو دنیا میں ہیں ماقول شہ
تو دیکھی شہید جم ارشاد
کہ کچھ دزدل میں شکست قرار
لیا چین یک دست تاج و کلاہ
وہ صورت میں ہیں دیو جوت
بجز نام اسکا نہیں کچھ نشان
ہوایا کہیں لقمہ شیر و کرگ
ولیکن چھپا تا ہی یہ آپ کو
نہ پوشیدہ رکھ ہمہ جا میں ہیں
سرا پا غلط ہی یہ تیرا گمان
ولیکن یہ انکار کہ تار با
کر ونگی نہ جھگڑے میں اب ریز
نہیں چاہیگا پیش کچھ زینہا
اور اس رستاں مجھ کو قفس کیا
دل و جان تیری طلب گار تھی
نہ دل میں شکستہ اور نہ کھوئی
مراغہ یہ دل مجھے کھینچ کر
نہ اقبال میں نے کیا زینہا

یہ اس لنگو سے تھی اہلی مراد
ہم گفتگو دان نہ تھی کوئی تھی
لیا جم کو چنان اور بزم لہا
طلب گار تھی چکی سوو جوت
وہ دختر کہ تھی ناشق زو یار
اور اپنے ہونے میں خوش تر
پھر تہ میں دان کوئی تھی
شہ جم کو دایہ لے سوو جوت
لگا لکھنے نا اچھر سہر یار
نگہ کر کے اب تو سو پر زبان
کیا کس طرف کا تیرا خیال
شہد گان کے وہ اہل ام
مجھے یاد آیا وہ جلاہ و شہ
کیا جو رنج شکر تے ہائے
جہان کا کیا شاہ خحال کو
نہیں ہو قیر شاہ جہاں
خدا جائے جتنا ہو یا مرن
یہ قصہ بیان جبکہ جم نے کیا
کینر و ملک کینر کیا و ان
کہا میں نہیں ہو دیو کی زبان
مجھے جم جو تھی تو امتیاز
بہت کر کے یہ غور اور لکھار
کہ مجھ کو لیا میں نے چھان اب
یہ دایہ جو تھی ہوئی ہی زبان
کہ تھے خدا سے مجھے کل نیر
تری شیفہ ایک بدست چون
خدا سے یہ خواہش تھی آنا
غینت سمجھ تو مری وصل کو
کہ تجھ دل زار دیوانہ تھا

کہ دایہ بھی اپنی تھی اس خست کی
کہ اسے دختر خوش دہر با
شہ جم شہ نا جو سہری
کے تھی تناس سے ہون لہا
کہ مشوق و طلب ہو اچلوہ کر
وہ دایہ کو اسے دکھائی شہید
اور اسے دہائی جو کبھی شہید
ہوئی ناز بھی نرگس اشکبار
ہو اسے ملان تندر کمان
مگر جسے تھوٹے پایا ملان
غور و دوسے ناز کرتے ہیں
بزرگی و انورنگ دیا و علم
کیا انور اس جلاہ سہر با
و یا تاج و تخت اک تاراک کو
نہیں حال سے اسے کچھ آگئی
ہو او اسکا احوال کیا تارگی
تب و تخت و ایہ جہیں کہ
نہ ہی دایہ اور وہ بت شہ
یہ کتنی ہو کینا پس کر پر زبان
مگر کوئی شکل ہو تا نہیں
وہ بولی کہ اسے خضر و نامدار
تو موت جان ملک و مجھ کو انجان
خضر دار ہو راز اختر سے مان
یہ سکر شہ روز و شام و سحر
کہ فنا ہم ایک بدست ہون
کسی طرح تیری ملاقات ہو
کہ تجھے ہوئی آپ میں کام عو
تھے عشق میں جسے بیگنا تھا

<p>تو صد حیف ہو اور میرا غصہ کروں آپ کو ایک دم میں تو اقرار کرتا تھا کیوں نہیں رہتا کیوں ہی پوشیدہ آنا کہ رکھتا ہوں دو دہریے میں اور آجواں لوگ اتنے آنا کہ زن سچاں کیجے راز زمان قسم ہے مجھے اپنے ایمان کی سچے اہل مکان کو نہ پاسے خطر کیا ظاہر آگے پریش کے نام ہوئی ساتھ ہمیشہ کے جلوہ گر ہوا ساتھ گھر دیکھ بیوند ہم ہوا اتصال مہ و آفتاب نشانی یہ بیٹھا خدنگ مرا بہت کم لگی آہن پیش پر رہی ہم آغوش ہر روز و شب لگا کھینچے اس کے اسے شوخ پشیم لیا جامہ عیب کی پہن ہوا زرد تھار و رشک چمن سو آیا اہل مین پل سر زنگ کیا جفت وہ شاہ عالم پناہ شہا پہن جو تھکوا مرده دیا ہوئی حاملہ اس سے بدستان مرے دل کو مسرور و شادان کیا روانہ کروں سو فحاک شاہ درویش خوشتر ز روسم دے تو جو رو تندی کے در پے نوا دغا ساتھ اس کے ہی بیدا و آہ بیٹہ ز روسم رہتا نہیں</p>	<p>نوشوق سے گرم آغوش اب نہیں تو کروں شے سینہ کو چاک مقرر ہو تو جو مجھے ہو یقین جو کچھ راستی ہو تو وہ بات تو مجھے راستی سے نہ کیوں خود تیرا سکو ہو بچے مباد کہین نہیں ہی پسندیدہ عاتلان قسم ہے مجھے اب تری جانکی تکر خون و اندیشہ اسے نامور کہا قصہ پھر چم نے اپنا تمام کیا جا کے اراستہ تخت زر ہر خند و بیان حکم بہم مرد نہ رہیں ہوئی جا خواہا ہو چہرہ زریز رنگ مراد کئی روز گذرے کہ وہ سیمبر ہوئی اک جوان گزرا رہا تو چین برہن ہو کر آؤ شو کیا چاک اب شرم کا چمن وہ بھی حاملہ اون دنوں گلین کہ پاس سے جسے اس پہنچا ہوا رکھا پہن ناموس یکسر نگاہ یہ دیکھ بھی عرض تھے کیا شہم بہان اگیا ناگمان یہ بولا کہ خوش تو نے فردہ دیا مقرر او سے باند حکم جگاہ مجھے لطف اور قلم سے یہ بولی کہ اے خسرو ناچو جو نے اپنے کشور میں اگر پناہ سخت و دہم رہتا نہیں</p>	<p>پھر کہ وہ ماہ رخسار سے تھا گئے لیے مجھ سے ہو چکنا تر بان پر یہ لالی کراؤ نامار تو کہ مجھے راز فتنہ عیان یہ کہنے لگا تب شد نامار مراد شمن جان وہ کہتے ہی کہ زن کا نہ ہرگز وفا پیشہ ہی کہ ہر زن نہیں ہو غازیہا دل جان ہو نہیں تری دوا سوا میں ہوں ہیں شاہ ہم طرف قصر کو لیکھی سپہ شہ اد کی جو رسم و رور ہیں بھی ہوئی شہ کی شکوہ و شکوہ عجب رنگ کی اکٹھری بھی سچ عیش کے کوٹے پینے جام کھینچے خبر دی کہ وہ ماہر و اور آئی وہ جب خبر ناز نہیں اوڑا نے لگی سر خاک تو ولے رنگ کر تو ہو سیکھیا دیا حکم تھا تو نے یہ پیشہ رہ نیک سے کچھ کھو نہ نہیں کوئی چاہ میں اس پر نہیں ہوا جلوہ گر ہم مقصد کالو شہ زابلستان ہوا شاد تب ہو جا کر شاہ ہم کا دھر فزون ہو مراد و جاؤ و قار وہ بیہوش و بیاباں ہو لگی مری جان بر تو نہ کر یہ ستم شے اپنی گردن پناقی و بال</p>	<p>تو مجھ سے و الارام و دلدار سے جہاں کے ہوں درویش و قار یہ کہہ لگی رونے بے اختیار یہ آج تھک چھوڑے کروں بلکہ جان کیا و شہ نہ جب بہت کسار جہاں مرا ایک تو بخت ہی شہہ دو ستر تجھے اندیشہ ہی یہ نہ کہ لگی کہنے وہ گلخندار کہ بدخواہ تیری نہوں نہ ہوا یہ جب بیان آئے قول قسم پھر پھر کے ہاتھ میں جم کا ہاتھ بندھا عتد جس طرح آئین بھی جو نے عقد پر بخت و درویش کا شہے چاہا نہ وہ بہتار وہ باہم لگے عیش کرنے ملام تو کرنے لگا اسکی وہ ہستہ بدستہ ہی ہر دہوا شکیں ہوئی اس قدر پک پیک تو کیا راز کہ تو نے جسے نہان کیا عرض آؤ کہ سن آپدہر ولے شہہ ننگ تو را نہیں جان میں کوئی اسکا نہیں بغیش خدا آستہ پایا طہور سنی دیکھ آستہ یہ بات جب یہ ہی یادی بخت کی سرسیر کہ مجھ سے خوشنود وہ شہر بار یہ نہ کہ وہ دلدار رونے لگی روا کہ نہ خوریزی شاہ ہم کہ شہا اپنے دل سے زاریاں</p>
---	---	--	--



اور آنگھو سے تھے او کے آنگھو فرز و سر ترار تہ خورشید سے کمان ہو تراب وہ دہم و جنت کمان وہ تر سے رسم و آئین کار ہر شہر ہر پھراس تاجداری نیاز رہ گئے تیرا سدا نیاک روز کہ کھینچوں مجھے آگستری ہار پر وہ نشور ہو جو گئے مجھے تو اتیں طرح چاہے مجھے کر پاک شہر جو کہ مجھے سے باہر مانتی کہ بنے عمر ہے اور سے باہر مانتی کر سے آخر کار یوں ہر گون ہو اتل جہشہ شاہ جہان لگی رہے بقیاب لیل و نہار	اوٹھانا تھا شہر سے سر ہان دکا کتہ ظالم جہشہ سے ہوا کسٹیلے جھلے جہشہ جنت کمان کھڑا کی کمان گیر و دار آہیجا ہوا اس خوشیاری بہر تجہ بنی پیش آگیا اگر دوز آگیا کتہ پیر یوں وہ سدا گر نہا کہہ کر گیا ہر تری آرزو فضائے پہا کو لیا نوب کو با وہ دوسرے لایا اور کرا لای چہاں جہشہ ہو ایسہ وفا ہو ہوا جہشہ آسکو یہ جرخ دونا ختر یہ گئی سوئی ترابستان نہا کہہ کون خواہد ہو دین	گرفتار خواری تھا وہ کمر ہوا خندہ زن چال یہ دیکھ کر خرابی یں کیوں ہو گرفتار تو کہ ان لشکر و فوج و جاہ و شہر کہ مجھے نصیب ہو یوں پھر وزیر و بد کا بھی اندیشہ کر کہ دیکھئے ہر کو جھکوب جس طرح برو دکن نہ رہے کویا ہر اگر اس قدر جھکوب نہیں پھر کہ تیرے واسے ایک آہ دیکھا تجہ بنی ایک جہشہ ہو دین کہ جہشہ تار ہے یہ لیل و نہار شد آگوش نہ ہو لیل و نہار لوہیچہ و الم سے ہر گون	ایسے تمام اسکا جہر تھا زرد خوشی سے وہ کھاک پیدا کر یہاں بس طرح کیوں ہو انوار تو کمان بادشاہی و تاج و علم جواہر اسکو جہشہ نے پیدا یہ مغرور و ولایت یہ ہوا اسقدر کر گیا ملک جھکوب اس طرح کروں یا ظلم سر کو تہشہ سے یہ گرفتار کے دگا کتہ جسم یہ جھاک نہ پھر کسی کو کس چہر آریسہ چہر آریسہ ہر گون نہ وہ رنگ کا کہ جھکوب اعتبار ہر اک دم ہر مودہ دیاں ہر گون جب اس ناز میں کو پھر جہشہ
---	--	---	--

اُسے کام تھا تا اشکبار کجی تھا اوٹھایا بہت اُسے بیدار دہر کے خلق تھی ایک کو شہسوار	سد اشغل تھا وہ دراز کجی تھا پھر آکر کو وہ مر گئی کھانے زہر اور اس میں دوسرے کا تھا نام اردو	تھی آشنا وہ غور و خواب سے دو ہر تھیں شاہ جم کی کہیں اوٹھیں شاہ خفاک کے کہ طلب	وہ بیگانہ تھی مصر اور تاب سے اوٹھیں لوگ لائے بکرو و بھین رکھا اپنے گھر میں بے غف و دراب
--	---	---	---

خواب دیدن خفاک و رسیدن ازان خواب ہولناک

وہ خفاک تازی پس از قتل جسم دو مرد جوان کو وہ خوف و ہاک غرض غم کو اُنکے ایک کر تمام یہ یکساں پیدا ہو تین گرد وہ گرد دلاور کہ تھا نو جوان شکر کے ہاتھوں کو باندھا شباب ہوا دیکھ کر خواب وہ ہولناک جسے وہ بین بیدار بل حرم فتان خواب میں کیوں کیا ہمدرد حری زندگانی سے ہونا امید تو آخر شناس کہ حاضر ہوں بیان سُنی داستان خواب کی یک قلم نہ وہاں اسکی دہات کا پوچھا قریب یہ اندیشہ تھا کہ کہیں راست آب دیا تین دن تک نہ ہرگز جواب کلا سے شاہ اقبال را ہی ہوا فریدون کوئی شخص ہو بگا شاہ کہیں پہنچاں گا وہ پرایہ ایک نہا شد کہ پھر خواب میں کس زمان وہ ہر گاہ گزیرہ کا دوسر وہ پوچھے گا سے شاہ بے خوف و ہاک سُنی شاہ نے جب یہ تعبیر خواب جو ہو تو پہچانے کہ اُنکے بجا اُتار دیا وہاں پہنچاں جس جگر	جوان میں لگا کر نے جو رستم طلب کے ہر ذکر تا ہلاک کھلاتا وہ سا پنو کو پھر شام اور انہیں دو بین کاں لکھنا سو اُسے وہیں ایک گز گران رسن فال گردن میں کھینچتا ہوا دل کو اندیشہ و خوف و ہاک دل اُنکا ہوا ہول سے ہر اہل لگے کانپنے جسے دیوار در نشا ما خوانی سے ہونا امید کرین اسکی تعبیر کس بیان لگے ہوش اور ہو گیا بند دم ہوئی اُسکے بیدار تھی اب یہ سب کو ہو و شہ نامور پر غضب بیان کی نہ رہا تعبیر خواب تھی تجھے اب تخت شاہی ہوا بھد شوکت و شہوت و غم و جاہ سویا نیکی اسکو تا بن نیک جسے سر پہ مارا ہو گز گران کر گیا تجھے اُسکے یا نسے بد ز کر گیا پدر کو تو اسکے ہلاک ہوا دروغ سے وہ بے تاب تو جیت تخت پر پاؤں اُسے رکھا لگے ہاتھ و دھن یہ تھی آرزو	کے قتل اور گاہ غار مگر ی وہ ہوتے غریب و یا اجنب لگا کر نے بیدار وہ حساب کیا حملہ تینوں نے خفاک پر ہو مارا سر شاہ خفاک پر اسے لگے کھینچ بالی کوہ کے خواب میں اسقدر کفن لگے پوچھنے شاہ سے کیا ہوا یہ خفاک بولا جو یہ داستان کہا اُسے پوچھتے خواب سب جو زبان ہوا چرخ آفتاب یہ دریافت دلا شہ و دل گیا وہ اُٹھ کر جان و جاہ و شش ابھی جان برا ہو پڑ گز گر جو روز چارم ہوا شہ خفا ہوئی آخر نہیں آیا زوال وہ حتماً نسل کیان ہو دگا ہوا لیکن اتنا کہ وہ پیدائش لگے کہنے یوں قال و ہوا یہ پوچھا پھر اُسے کہ ظاہر کرو غرض تجھے چاہیگا خون پدر نہ تک ہوش قائم ہے شاہ کے لے جو ز خواب رہنے لگا کیے لوگ چاروں طرف کو روان	ہوئی تازہ رسم رسم ہر دوری روا جان پر اُنکی رکھتا گز گر پھر اُسے کہیں رہتا کہ ایک گز ہوا جس سے عابر وہ بیدار تو کبیر پیشان ہوا شہ کیا سخت اسکو زبان و ستون کہ لزان ہوا سر بسر و سنگان یہ فرماؤ کیا تسنہ بر پا ہوا سُنی تو کبیر پیشان ہوا یہ شہر کو ہو پلو باگر صبح تب تو حاضر ہو موبدان ان شتاب ہوا محتب برگشتہ خفاک کا نہ نہ مارا نہ یکے بجا ہوش تھی نہ کہتے تھے کچھ اسلئے ہوشند تو ناچار یوں موبدان کہا ہوا تو گرفتار رنج و ملال وہ فرما نہ واسے جہاں ہو دگا کچھ اُتار اُسکا ہو برا منین فریدون بھی ہو گا وہ شہ فریدون مرا کیوں بدلتی ہو کر گیا تجھے قتل وہ آن کر زمین پر گرا بس وہین تخت سے شب روز بیتیاب رہنے لگا کرین جستجو تا بگر و بستان
---	--	---	---

کوئی لگے و بیشک شکل جهان
یہ سنکر فریدون فرخ سنا
ترقی بہ اقبال تھاشاہ کا
سکے کئے جاہم کہ ہر غیض
کہا ایک نے جو یہ بیشک کمال
کر نیک ہلاک اسکو تدبیر سے
گئے ایس وہ دونوں شقاوت نشان
یکایک مٹی آسنے آواز سنگ
نہ غلطان ہوا پھر ذرا بیشتر
یہ بولے کہ جھکو بے بیان
جہاں آفرین نے رکھا اب نگاہ
کے کچھ منہ پہ آئے کہ زینہار
بیابان اور کوہ کی راہ سے
گندیاں کشتی جو وانکی طلب
تہ ہرگز ذرا دل میں آیا خطر
مکان وہ دنیا یا تھا صفاک نے
طلم یک تھا وہ درون کان
نایاب ہوئی وہ بلا سے عظیم
کیا اگر سے وہاں آنکو ہلاک
یہ کا وہ پوچھا کہ کسا ہر وقت
بعد فرخی چہر شہ نام و ر
کو صفاک پیدا کر سہ کہ ان
او دھیر لیگیا لشکر بیکران
رہی فوج ہتھوڑی باقی بیان
لیا مال و زر اور نور طلسم
گیا چہر شہ شاہ گیتی سپاہ
تبان پر چمپندر و سیمر
وہی خواہران جم نامور
کہ اک دیو سیکر کی صحبت میں

یہ سون تو بر جہاں بگمان
ہو ادل میں آئے وین شاہ
ظہر اسکے تھا دولت جاہ کا
جو ہوں اسکے حکوم ہر درویش
ہلاک فریدون ہر اپنی محال
بہانے سے جیلے سے ترویر سے
او کھار اوین ایک سنگ گران
ہوا شاہ بیدار بس بیدار
بداندیش جہان کے دیکھ کر
ہلاکس طرح یانک سنگ گرا
بجالیہ شکر لطف آہ
زیادہ کیا آنکا جاہ و وقار
سپاہ و ششم شوکت و جاہ
ندھی اور ہوا شہ وہاں پر غیض
گئے سحر خار سے سب در
کیا تھا بلند اسکو نا پاک نے
بلا ہا سے دشوار تر تھیں جہاں
سیدو اور رازد ہا ہی شمیم
پہر گئے گیا شاہ پھر ف پا ک
لگا کئے یوں کا وہ نیکیخت
سخت زرین ہوا جھوہ گر
جو کچھ جھکو معلوم ہو کر بیان
نرہ پوش جہان جنگی لایان
طلم و جرم حائیکے یاسان
یہ تھوڑا خزانہ نہ جھوڑا طلسم
بعوے شہستان صفاک شاہ
سوین شادمان شاہ کو دیکھ کر
لکین کئے یوں چشم کو کیر
گرفتار ہم اک مصیبت میں

کہ ہو جا آسان نہ مل نام
خوشی سے اسے اور تہ مولی
بجیہ جہاں دونوں کو گند
فریدون کو بس قتل آگے کیجیے
زیادہ کرنے یہ اسکو جواب
ایس لیکن بادل پر مصفا
سکوہ سے اسکو غلطان کیا
ضمن کو کیا شہ نے ورنہ
رہ کر سے پھر خوشان ہو
اگر کوہ سے ہائے گرا کبھی
ولیکن فریدون سمجھا وہاں
بعد فرخی پھر شہ نیکم و
جہاں دجلہ تھا شہر بغداد کا
کیا وہاں دریا میں مچوڑا
وہاں سے جہاندار گیتی ستان
بست و در کوہ نظر آئے تھا
گیا اس مکان میں شاہ لیر
فریدون افسون اسید پر تھا
وہاں ایک وزنگ آیا نظر
کہ یہ سخت صفاک تازی کا
پھر اک شخص ان شاہ کو گلیا
یہ بولا سو منہ وہ نرشت خو
درون طلسم اسکا ہوا
ہوا سنکر خوش شاہ فاق گیر
خدا کا ادا شکر نعمت کیا
ہوا قتل جہان مقابل ہوا
یہ بولیں کہ ہم تھے ایشیر بلا
تھا یا تھا ہے جو رنج و غم
وہاں سے سید و تھا ہم یاس

ہن آوین شہابی سے بکست کام
زیادہ فریدون کو بہت ہوئی
صد لیگے یہ چشم دیکھ کر
نہ تاخیر کو راہ بان و میجی
نہیں لازم اس کام میں خطر
نہ دامن کوہ سوتا وہ تھا
کہ تاریزہ ریزہ ہو سرشاہ کا
ہوا بند وہ سنگ غلطان و
وہ سرگرم فریاد و افغان ہو
تو صانع فریدون بھی ہوا بھی
کہ یہ کام انکا ہی تھا بیگمان
وہ صبح و آج ہوا وہ نور
فریدون کو کا وہ وہاں لیگیا
روانہ ہوئی فوج بھی بعد ان
ہوا سب سے امداد س دران
فلک بھی اسکو دیکھ کر شہ تھا
دیر سی کو جسکی نہ ہو پھر تھا شہ
کہ باختر ہو سے دیوا فراز دا
سکل بیاقوت و اعلیٰ گھر
مولے اب فریدون تازی کا
اور اس شخص شاہ یوں کسا
فریدون کی کر تے گیا جھو
رکھا ہے یہاں گنج و اعلیٰ گھر
تصرف میں لایا وہ ندر میں
کہ جسے خداوند دولت کیا
فریدون شہستان میں داخل ہوا
کیا ان کے تو نے جھکو رہا
کہیں کیا وہ شاہ علیہ جواب
او دھار و تاسیہ کا ہر اس

ہوایہ بارے خدا مریان یہی اپنے دل کی جواب آرزو وہ بولی کہ تجھے تھا اسکو خطر کہ ہندوستان کو مسخر کرے تجھے جیکے جادو ہو سچے گزند کہ بدخواہ تیرا سد اخوار ہو	کہ بچیلجہاد و شتم بھگوان کہ جنگ جہان جہان میں ہو جس کو تیرے کیا ہو ادا دل غمزدہ کو وہ خوشتر کرے وہ بچوئی ہو زیر جبریں بلند لو دایم جہان میں جہاندار ہو	پھر سے دن ہو پھر مددگار یہ بوجھا فرید دل ای دلیرا کہ شاید زمین ماتھے آگے تو ہم دانتے ہو بچا ہر اک جو کا مئے چاہتا ہے یہ عالم تمام سپے تیرے اقبال دور قرن	لو آیا تو اسے دار شہناج و تخت سو ہندو خفاک اب کیوں گیا سوا اسکے یہ ہے اسے آرزو صنوساز و جادو گرد ہو شمار وہاں یہ ہر ایک کی بیخ و بن گنبدان ہو تیرا جہان آفرین
---	---	---	--

نشتن فریدون بر تخت کیاں کہ قہر ساختن خفاک را و تسخیر کردن ملک

ہوایہ خفاک کا تخت گاہ ۴۰ ہو اہم سر عرش و افلاک تخت ہو یکن کامران وہیری سکران ہو بار و قی افزای تخت کیاں گیا پاس خفاک کے بھاگ کر کسی طرف سے لاکے فوج گران نمایان ہو جہر سے فرکیان کے یہ وہ پاس اپنے گزر گران تسے دیو گردان جنگ آرمہ ہو ایتیری داخل شہستان میں یوں اسے نہان کیا راز کو نہیں سجا اندیشہ کچھ زینہ سار کہ اب سوچ کچھ تو شہنشاہا بیسے وہ همان کوئی آفت دہر ہے ادھر سکران اس سے ہو شمار تہہ مناجات کچھ خفاک نے تری بات کا کچھ نہیں اعتبار نہ اب ناظم شہر بھگوان نور گز نمونہ و برخت سے ذرا کام کا اپنے ہو چارہ گر کیا حکم خفاک نے پھر دین	نصیب شہنشاہ گیتی پناہ کہ بیٹھا جہاندار فیروز تخت بہم زمی خسرو کامران فرزندہ نور شہنخت کیاں وہاں جا کے اسے کسی یہ خبر سو شہر آباد آئی دوران خداوند دولت ہو وہ فوجان یو ایزد سے بھگوان جو ان کے انھیں قتل سب کو کیا تصرف کیا تیرے ایوان میں کہ نا کوئی لشکر میں بدل ہو راجا جیسے شہر لیل و نہار اسے کیونکہ همان کہا چاہے بڑا یہ غضب ہو بڑا قہر ہے او دھرائے پہلو میں ہو لوار نوی خواہش مرگ ناپاک نے ذرا بھی نہیں راستی زینہار نہ خدمت کچھ کوئی زیناد تو نہو کامران افر و تخت سے نہ بگڑے ترا کام وہ کام کر اگر گردن رکھے اب سر پازین	سرا پاکستان ہوایہ گمان شہستان ہو افریت صمدین کیا شاہ نے ملک تسخیر جو تھا کندر و نامی کی پہلو کہ شہان شہ گرد گردن بلند بزرگ او نہیں دیں داکہ زور وہ سر کردہ ہو لشکر و فوج کا بجاء و شتم او سے و آن کیا زیر پا اپنے تیرا تخت ستم گار بچھا یہ سنکر خبر کیا یوں کہ همان کوئی ہو گیا یہ گفتار سن او کھایا چرباب کے جو کوئی گز رہ گا و سر کیوں خواہر ان جہاندار پھر اخر میں اس کا لشکر تمام ہو اندر و بر بہت خستگین ترا خوف کے دل پریشان ہو اوسے کندر و نے یہ پانچ دوا جلا شہریاری نو جو بخت سہی جیکے گفتار ار باب ہوش غرض کر کے طیار لشکر تمام	ہو آوازہ یکدست باغ جہان ہوئی رشک باغ ارم انجمن ہو کامیاب نشاط و طرب طلسم زور و مال کا پاسیان ہو ان و لیر و قوی از جہند دلاور ہر پرور ہر گزور سپہدار و ممتاز و فرمانبردار وہ توڑا طلسم اور لیا مال زور ہو ایگان تیرا برگشتہ تخت کہ بیوچا فریدون وہاں انگر جو رخ آئے سوسے شہستان کیا دیا کندر و نے یہ دیکو جواب شہستان میں شہری کر کے انگر رہیں بچانہ اس سے بہم سوسے آدمی اس کے جا کر تمام لگا کئے یوں اوسے آرزو دین تو مارے خطر کے گریزان ہو کہ بھگوان اب یہ گمان خسرو کرے ناظم شہر کیونکہ مجھے تو آیا ستم گار کے دل میں جوش روانہ ہو او ان کے وہ تیر کام
--	---	---	--

فریدون شہ نامو رتیا جمان کہ آئیکے تہ سے وہ نہو تہ سب	دوران شاہ تھاک آنا دوران ملکگار عہد فریدون سب	مے فوج پہیل تھی ضحاک سے سنا فوج کے فریدون کا نام	نہ راضی تھا کوئی بھی تاجاک سے دل اکھا ہوا خرم و شاد کا م
دلیران مردان و برنا و پیر وہ لشکر جو یون ہو گیا غفلت	کہ تھے پہلوانی مین وہ بنظر تو پیدا کر دل مین بھجایہ تھا	فریدون کے اگر یہ سب فوج کہ تہا نہیں خیر خواہی کوئی	کہ تھا فوجی خناس و کریم و خلیق نہیں چاہتا میری شاہی کوئی
کیا مشورہ دل مین پھر یہ دین ہوئی رات جس م تو وہ بھیا	کہ تنہا سلج ہون اب بہرین ہوا غرق آہن مین سر تپا	سو خواہاں فریدون چلون یہ اس دم نئی صورت ناکار	کہ کوئی نہ بچانے پھر زنیار فریدون کے شوق مین گرم ناز
مکند ایک لیکر گیا پھر وہ مین ہوئی شعلہ نیر آتش رشک تب	چرہ ہا پھر سہ یام کاخ برین دل اسکا ہو اگر کم مین غضب	ہو دیکھا تو ایوان مین سرخوار شبابی سے ایوان مین آلی گند	کہ وہ ایوان کے پہو چکا شہ کو گزرد مقابل ہوا اوسکے وہ آنکر
بلند می سے پادخواہ آیا فرو وہ گزرا اسکے سر پر چوڑا قبا	فریدون کی اسکو چو دیکھا تو رنج تو ضحاک کو پھر ہی کچھ تاب	اوٹھایکے وہ گزرا گاؤں سر فریدون کے پھر یہ ارادہ کیا	کہ اک ضرب اور اسکے سر پر لگا کہ باتی ہر اسکی اچھی زندگی
ملا دیکھے اسکو تہ خون و خاک ایسے قید کر کوہ کے درمیان	زمین تاکہ تاجاک سے پہو پاک یہ ہے یہ کہ قتار بند گران	صدر غیب سے لیکن آئی تھی فریدون کے جن م سنی یہ صدا	تو ضحاک کو قید دوہین کیا رکھا سرنگون اسین تاجاک کو
کہیں کوہ تھاک دنا دند نام انسانی اسے سال لکھ ہزار	دوران غارتھا اثر دھات تھام ہوا بعد اسکے گرفتار و غوار	کیا بند بچا کے ضحاک کو یہ دنیا کہ ہر چند ہر بے شباب	لیکن جہان مین ہر ہر تیر بات کیا ہر نکوئی نہ کار و گمر
کہ نام نکوئی رہے یاد گار ہوا جبکہ ضحاک پر تھیباب	بہشت نکو نام ہے برقرار سناوت ہوئی شاہ ہر کاب	فریدون مین چھشت ہر تو سب نامداران و گردان ہر	کہ تھے دولت مال سے شاد ہر برستند شاہ آفاقی گیسر
شتابی سے حاضر ہوئے آن کر کیا شاہ نے اونہ پٹھ و گرم	حضرت عادل و داد گر فرز تکیا آکا جاہ و چشم	کیا عرض یون ہم مین دوران سر سخت ایران و توران چین	ہوا خواہ شاہ شہ دور مین رعیت نوازی پہ باندھی مگر
نوازش گری شہ نے کی نینار نکوئی جو کی شہ نے زیر ملک	نوام نکوئی بھی جواب ملک تو بیشک ہوا غار و انجمنیک	کشلوہ کیا دان در گنج و زر ہو کار فریدون کو بے بیگان	فریدون دی عترت آسمان فریدون کے بیٹوں کی اید و ہمتان

تقسیم کردین فریدون ملک بہر سپہ سالار و شکستہ شدن ایسوج از دست آہن

شہریت اقلیم کے تھے سہ پور جیسے جب جہان باد شہزادگان	کہ تھا انکا نام ایرج و سلم و تور ہوئی یون عشا شاہ جہان	مکڑا وہ ایرج و سلم و عشا سہ دختر جہان ایک در سہ یون	خردمند و انشور و خوش لقا فرزین حسن مین ماہ انور سے ہون
تو انکو وہان کہ خدا سپیچے یہ بولا کہ گرد جہان پھر کے تو	نہ تاخیر کو راہ ملک دیجے جو سے مدعا اسکی کہ جتو	کہ کوئی مرد و ناتھا صندل بنام تھے جبکہ فرمان شاہی ہوا	طلب کر کے اسکو شہزاد لکرام تو رخصت ہو وائے وہ ملی ہی ہوا
بہت ملک مین گشتا اسے کیا کے تھ مین دختر ہے شاہ مین	مے جبکہ شہر مین مین کیا یہ پھر وہ خوش و سیمین	تو لوگوں سے دان چلو چیان پہدار کا دان تھا مہر و نام	کہ سب تھانے شان جہان کیا دان رسول مبارک پیام

فریدون کا پیغام یکسر کس بہشت وشت و فرودشان پہری طلقون کو کیا کہ خند فریدون کی دل میں یہ آیا خیال و یاسم کو روم و خاور و چین سور روم و خاور کے سلم و تور یکایک دل سلم بیدل ہوا سور تور لکھ کر کے نامہ شتاب ذرا سچ اب اسے خداوند تور کیا ملک ایران کو ایرج کو شاہ یمان کا جو حال بھی ایران کم جو نامہ پڑھا تور نے سر بس بہر نیک بدتر سے شامل ہوئیں گر اس نامہ پر کو بسوے پدر یہیں تخت ایران سزاوار تر بخل یا رسول خردمند یان کہ دونوں برادر بعد از درود نہیں خوب بہ دم و ایمنی راہ ستم جو کہ کتر کر سے مہتری یہ جو حق ہیں ایرج کے خوش نگو شتابی ہوئے اسکا ایران روئی و یان روانہ ہوئے بیاہر فرستندگان کی طرف سے دیا کیا عرض پھر یون کہ بیاہر اگر میری تقدیر ہو کہ معاف تو کہہ بیخبر ہو کے یکسر پیام پیام درشت اور پختہ سخت کیا ہے یکدست تقسیم ملک جو مجھے نہیں تو خدا سے دور	اور اقبال شاہ میں نے کیا کیا شاہزادوں کو شہزادان بہت مال اور گنج آنکو دیا کتاب میں ہوا پیر پیر نہ سال ملا تو کو ملک توران و چین رہا ایرج ایران میں باہر سو چین ایرج وہ مال ہوا رسول ایک بھیجا کہ لا جواب کہ ہرگز نہیں باپ کو کچھ شعور کہ ہر جائے آسائش و خند گام غنیوں کی ہر نرم کوئی میدم ہواد میں اپنے غنیمت کتر یقین جانو تو کہ یکدل ہوئیں روانہ کرو اب تو ہر خوشتر یہ ایرج کو لائق نہ زہمار ہو کیا سلم نے تہہ یہ اس بیان کہ یون کہ اب زیر جی کہود کہ ایرج کو دے تخت و تاج و کلاہ خوش ہے کہ کتر کو ہو ہر تری کہ ایران ابست بردار ہو قیامت کریں ایکے پاویان جو آیا حضور شہ نامہ را درود آئے اور شہ را درود گزید اور زبان ہر پس بیخبر تو پھر میں گزارش کروں حین بیان شوق کر حقیقت تمام کہ سب حضور خداوند تخت کیا تینوں کو یعنی تسلیم ملک نہ زہمار باہم خبر الی کرو	فریدون کی جس دم میں یہ نوید کیے بیٹے سوے دیار میں مجھے وہاں سے پھر سواران کہ دون ملک تقسیم ہر ایک کو وے ملک زہریراں تمام وہ کرنے لگے بادشاہی ہاں فناخت کی خاور و روم پر لکھا تھا یہ مضمون کہ تہہ میں ہم و یا اسکو اور رنگ دیم دور شعبہ اور تجھے ملک بسادیا تقسیم ہر مجھ کو بس ناگوار لکھا پھر دین سلم کو یہ جواب تہہ ساتھ میں اس سے تہہ یہ پیغام بھیجا کہ اسے بادشاہ رہ راستی پر وہ آجا کر کہ شہ فریدون روانہ ہوئے ہو انصر و عقل کو تیری کیا یہ کہ غرور میں کہ تہہ میں ہم کوئی گوشہ ملک کافی ہوئیں و گزہ سواران جو یا کہیں پھر ایران ایرج ہوئے خوش ادب ہو وین ہر کدہ کدہ لگا پوچھنے یون کہ دونوں میں یہ بندہ تمہارا گندگار رہے یہ کہنے لگا شاہ عالم نیاہ کہا جبکہ یہ شاہ آزاد ہوئے فریدون یہ نہ کہ ہوا تہہ و گرم یہی کچھ نہیں بیٹے کی زہمار مجھے اب تمہاری تاج و سریر	ہو انوش کو دل کی برائی اسے ہو اشاد تب شہر یار میں ملک زادگان اور وہ جو شان کہ باہم برادر نہوں کیسہ جو مقرر کیا شہ نے ایرج کے نام مجھے سخت و دہم سے کام نہ آیا پسند اسکو بخش پدر نہ زہمار ایرج سے کتر ہیں ہم کہ مجھے بھی اور تجھے ہر خرد جہان جنگ کینہ ہر صبح و سا تری مصلحت کیا ہو شہر یار کہ اسے بادشاہ شہر یا جناب بے قتل ایرج کتر سہہ ہوں بزرگی و خردی پہ کچھ نگاہ تو بہتر ہے پھر در تہہ و ہر یہ پیغام بھیجا جہاندار کو کیا دور پس دل تہہ خدا سنہوار اور رنگ افسر ہیں ہم عجبت ہو اسے اور باقی ہوں دلیران رومی و ترکان چین خبر شہر یار دیکھے اسکا جواب لکھا سر کو اپنے سرستان وہ بولا کہ یان تمکو کترے میں یاد کہ لایا پیام ایکے شواہے پیام توران میں سدا بگناہ تو کہوئی زبان پھر فرستادہ یہ بولا کہ آئی نہیں آنکو شرم فرزوں کی فخر و جاہ و وقار نہیں کچھ کہو کچھ ہو اس میں تو میر
--	---	---	--

فرار گوش دل سے غمخیزی بند شہ نامور سے یہ سحر جو اب کیا پھر یہ راز نہفتہ عیان ارادہ کیا از رو سر کشی اگر میں بھی تیرا بدگار ہوں وہ ہیں کیسہ جو زیر چرخ کین جہاندار نے پھر کیا یوں بیان تو ہر فرد اور یہ نہیں سمجھتی تاب وہ دیکھ لے ہو ہر دو جنگ داران پستہ بیدہ عقل در اسے نکو کہ تا جان پیر سے نہ ہو گئے گوند سنی گوش جان فرید و نکی بند جو دنیا و دولت نہیں پالکار لو گذر این استیج را درنگ کہ میں خود ہوں اور وہ ہیں بزرگ مجھے دہر میں کچھ نہیں حسب بیاہ یقین ہے کہ پھر مجھے الفت کریں برادر ہیں تیرے سر شمشیر کین عزیز ہیں بھی اک ناما گلو گھوڑ تجھے پھر بخوبی وہ نصرت کریں یہ کہہ کر فرید و علی نامہ لکھا سر تخت شاہی سے آیا فرود تجھیں بھی ہر لازم کہ شفقت کر سر نامہ جب شاہ نے مہر کی	کہ ہمارے نہیں دو چرخ بند فرستادہ نصرت ہوا پیشاب کہ پرخاش پر ہیں گز گشتان کہ تجھ پر کریں آگے لشکر کشی معاذ ترا وقت پیکار ہوں تو کیا فکر رکھتا ہو ایچان میں کر اسے نور چشم سعادۂ نشانی جو اسے بے روزگار ہوا شباب فرہم کیا رشک بیکران یہی ہو کہ تو صلح جو گئے ہو تو امین رہے زیر چرخ بند لگا کئے یوں ایرج ارجمند تو غم کھائی کیوں دوم شیار بہم صلح بہت ہو اب جنگ سی بجاء وحشم بھی ہیں مجھ سرنگ ہنیں کچھ تھا سے تاج و کلاه بزرگانہ مجھ و شفقت کریں تو ہر صلح جو اور محبت کریں ترم اس میں در و دل استا کریں محبت کریں اور الفت کریں رغم اس میں یعنی یہ مضمون کیا کلاہ ٹہنی سر سے لایا فرود سرکین سے گذر محبت کرو تو ایرج لے تو مافی پھر راہ لی	رہو راہی اب میری نصیب فرید و علی ایرج کو کر کے طلب کیا سلم اور تور نے اتفاق کہ تھل پر تیرے باندھی ہیں تویرے بھی ہو یوں عیان ہیں یہ بلا و یمن ایرج نامہ جو ترسے ہیں وہ دو گون راہی عری ہو یہ حالت کہس میں ہیں یہاں تھانے میں تاب جنگ عری طرح شاہی اب در گذر نہ آرام جان آئند رہا کہ رہتا اسے شاہ فرزند یہ کینہہ اگر ہر راہ رنگ ہی حضور اس کے جاؤں میں یہ سب کردن عرض یوں ہو یوں فرمان مرے ساتھ کسوا سے خوشم کین فرید و علی ایرج پھر یوں کہا بہت خوب جانا عری تیرا وہ کہیں پڑ سکے او نکا دل کینہہ ترا مجھ کو دیدار حاصل ہو پھر کہ تم ہو بزرگ ایچانان گرد کہ راہی باندھی ہے بندگی کئی روز وہاں جبکہ جا میں گذر یہ اس قدر ساتھ بنا دیر	پے کینہہ خواہی نہ باندھو مگر کہا بھائیوں کا وہ پیغام سب رکھیں پرستار تیرے دونوں اتفاق ترا جھین میں ملک یہ ہو سول وہ گز گشتان کھینچ کر قلع کین وہ لاؤں عمل میں ہوا شاہ ہو سے تجھے اب کینہہ خوش گز کیا بزرگ شاہی ہو گوشہ کسر نہ فیج اس قدر ہے نہ بہا ب جنگ بزرگہ دل میں کچھ خواہش تاج و کلاہ تو امین شمع کا سہ ہوا میں کچھ مجھے الفت تاج و کلاہ پے تاج شاہی اگر جنگ ہی تو وہ اس کو دل میں دن آراہ مبارک تجھیں جو کلاہ و سرور کہ ہوں بندا خسرو دوم حسین کر اسے پور صد آفرین مر جسا کہ وہ دونوں دیکھا ہیں اب آپس سر سر آجاسے پھر زور و تہ قربن اسرت ہوا دل ہو پھر اور ایرج تمہارا برادر سے خود پہ آیا براسے پرستہ کی تو پھر اسکو نصرت کرو تم اوھر کہ تھے واسطے راہ کے ناگزیر
--	--	---	---

داستان میدان ایرج نزد سلم و تور بے فوج پرانہ زانکسا مع نامہ پیر خود قتل نمودن
 انہا ایرج را از رو کین و شمشیر از نزد فریدون فرستادن و نامہ نمودن فریدون سے
 شہ دوم و توران و چین لم بود کہ تاج کو جہا چشم پر غور وہ کئے تھے ایران کی طرف وہ دیوار کرتے تھے سیلاب نرم

دره توران میں کر فرام ہو سے
 فریدون نے نامہ ہی ہو کر لکھا
 لکھو اور ایرج غافل غندہ خود
 کہ ہر جیغ کشتہ وہ نامدار
 کہا تو سے کام اہتر ہو ا
 ہوا نسل ایرج کا اب ناگزیر
 گیا اور کون جو اس کے حضور
 ہمارا ادب کہہ کر کھانگا
 نہ اپنی جو زندگی اسے کہیں
 مجھے چاہیے اب نہ تاج و کلاه
 یہ کرتا تھا بھرا اور گفتار نرم
 سر کسی زردہ بیٹھا جو تھکا
 میرا کھلے رکھا دست دراز دینا
 نہ فضل مجھ کو خدا سے تو ڈر
 نہ کہ ہاسے خون برادر ردا
 گیا بھرا ایرج نے ہر چند پر ہدا
 سر نامور تن سے کہ کے جدا
 نہ کہ اس کے اب سر پہ تاج موی
 کاتے میں نالکشان مردمان
 فریدون اسے دیکھ گریان ہوا
 وہیں توڑا لے وہ کون علم
 آگھاڑے سالان گلشن تمام
 ہوا کشتہ یون ایرج نازنین
 کہ ہو غم ایرج سے اسے نامور

ایرجن ایرج وہ نامور ہو سے
 کہ سکر وہ دو تون کے چیل
 شردمند و خوش منظر و غور و
 سرخا نہ جانہ نہ زہر ہمار
 کہ ایرج سے دل بہتہ شکر ہوا
 نہ کہ نہ ہم ہیں نہ تاج و سریر
 تو بولانہ ایرج سے کہتے تور
 ہوا ملک ایران کا تو بادشاہ
 تو ایرج لے پاسخ و یا پھر بین
 نہ گنج و نہ کشتہ نہ فوج و سپاہ
 لے لے لے ہوتا تھا وہ تندر
 وہاں سے وہ پیکار کی بس تھا
 کہ نہ برادر بس آیا پسند
 نہ سے ہاتھ سے پاس خرم بد
 مری جان پر رسم کر خیر و ا
 نہ آیا سر رسم بیداد گر
 حضور فریدون روانہ کیا
 بیٹھا اسکو بالائے تخت شہی
 لیٹے اسکا تابوت پیو پوریاں
 وہ خود خاک غلطان ہوا
 نغان اور نالہ تھا دان بعدیم
 جلا کے گل و سر و سوسن تہا
 کہ سر کر کہیں اور تن پر کہیں
 ہی زرد و کین چہشت باغ فکر

ایرج کو پہونچے تیرے میں ان
 خوشی سے ہرمان اکی قس باکی
 مگر اب جو برپا ہوا یہ قباد
 سو فوج میر سلم نے کی نگاہ
 ہمیں قصد تھا ملک ایران کا
 بھری آہ اس بات سے توڑنے
 کہ اسے بے دین و سر کہہ تو
 شہید و زیان ہم تو تیرے چوٹی
 کہ اسے بادشاہ جہانگیر گرد
 ہمیں مجبور لازم ہوا تیرا عباد
 نہ گفتار ایرج کی بھائی آدہ
 وہ کہی نہ راز پرہ خشم کہیں
 بہت کہ کے جب تیری لکھا
 یقین جان یہ تو کہ انجام کار
 ہمیں کچھ مجھے خواہش سرور
 وہیں کہیں کچھ نوجو آب گون
 لکھا یون کہ تو نے جسے پیر
 فریدون پر کھینچے تھا وہاں نظر
 وہ تابوت کھلا تو آیا نظر
 فرما خوش آیا فریدون کو جب
 نہایا تھا ایرج نے اک کشتان
 یہ کہتا تھا کہ یہ کن شہریار
 ہوا سو ہوا لیکن آ کر دگار
 کہنا شک کردن در و غم کا بیٹا

کہ فریاد آگاہ ایرج ہرمان
 اسے لیکے وان وہ باغ و جہان
 تو اسے پھر سہات پر بہ نملو
 بنا یا فضا اپنے میل سپاہ
 شے اب ہی اندیشہ توران کا
 رکھا خون ردا اسکا مغرور سے
 نہ ہرگز شہر و ارا فسر سے کہ تو
 رہے تو وہاں شاہ پاناج و گنج
 نہ رنگ آب ہیں ہر طرح میں ہر گز
 کہ ہوں بندہ شاہ عالیجناب
 نہ الفت ہمار پہ آئی اسے
 اٹھا سر سے ایرج کے ماری دین
 لگا کٹنے ایرج کا سے نامدار
 تجھے رنج پہونچا لگا کہ دگار
 کہ دن رات دن محنت چاکری
 کیا اسے ایرج کر لیس غرن خوشا
 دیا تاج و درز بھایا سکا ہر سر
 کہ آج سے کہیں ایرج نامدار
 وہ چیدہ تھا زریان میں ہر سر
 وہ بولہ کہ ہو وین یہ پوش سپ
 سر اسکا کیا دھن لیکر وہاں
 کہ افسوس آ کر دوش روڑ گار
 تر سے فضل سے ہوں امیدوار
 سزا بہ منو چہر کی داستان

تولد شدن وخت از بطن شیر ایرج وخت راشدن او با پشتنگ کہ
 او ہم از نسل فریدون بود و تولد شدن منوچہر و کینہ خود اسے او

جہانگیر

شہنشاہین اربع کے شاہجہان
 کیسے دیا شاہ کو یہ نوید
 خدا دے اسے ایک فرخ پسر
 وہ بھی حسن بین ایک ماہ تمام
 جہان دلاو لطفنگ ایک تھا
 ہوئی حادہ جیشہ رشک فخر
 بہت شاہ کو شادمانی ہوئی
 کہ جب تک خلک پر مدد و مہر ہو
 ہوا جب جہان وہ منوچہر تب
 کہا یوں فخر کے سوے سپاہ
 درگج شاہی کشادہ کیس
 منوچہر سے مردان سپاہ
 جو پوئی فرسمل اور نور کو
 فریدون یہ رکھتا ہوا بزم
 کیا شور و یون کہ گنج و گنہ
 عوض غریب ریح کے شیتے ہن ہم
 حضور فریدون وہ بیجا مہر
 ہے جاو دان عالم افروز تو
 زرنفل اور گوہر شاہوار
 وہ پیلان محمولہ سپہ زور
 کیا ہنگر گراہ شیطان نے آہ
 اگرچہ ہن چھوٹے پا خطا
 تنہا یہ ہو اپنی شام و سحر
 رکھیں اس کے مارک پہ وہیم زور
 بلا یا منوچہر کو تب وہیں
 فطر کر تے گنبد شیلگون
 ویا اسکو پیغام گایہ جواب
 اگر تھے اب یگانہ و خط
 وہ سام نریان و قارن لیر

گیا ایک دن تو یہ بوجہ بان
 کہ جو عالمہ ایک ماہ آفرید
 کہ لے پر سگالات خون پیر
 فریدون کی رکھا پیکرہ نام
 اسے ساتھ اس کے کیا گنجد
 تو اس کو لہ ہوا اک پسر
 سر نواسے زندگانی ہوئی
 الہی جہان میں منوچہر ہو
 بہتر پہلوانی کے سکھ گلاب
 تھا را منوچہر سپہ بادشاہ
 سپہ کو زور و ہم گوہر دیا
 گزرا ریش یہ کرتے تھے شام بچہ
 منوچہر سپہ مرد پیکار جو
 کہ چھوٹے اسے اس طرف بہر زور
 روان کیجے اب سپہ بدر
 اسے کہ ہر گنج و تاج و علم
 جو پوچھا تو رکھ کر وہ شرک پر
 ہمیشہ کہ سببشن نور ذر تو
 سر پر زور و تاج گوہر کار
 حضور جانا نہ کہ ران کر
 جو سرزد ہوا ہنسی ایسا گناہ
 ملے تو خط بخش جو خسروا
 سو خواہ آوے منوچہر گر
 کہیں پیشکش اس کے گنج و گھر
 بچا یا نہ کسی کو ہرین
 ہوتے تھے بفرہاد کی ہرین
 کہ جاہر و ناپاک تو کہتے تاب
 کیا قصد خون منوچہر کا
 وہ کاوہ کہ جو جنگو شل شیر

کہ جو کوئی یان ماہر و باردار
 یہ حکمت بخش ہوا شہر بار
 آفرید کے نور عینہ وہان
 کیا پرورش ناز و نعمت کے شاہ
 فریدون کی تھا نسل وہ جوان
 ملکہ آوہ اربع کی ہن شکل تھا
 وہ لایا بجا شکر و دوکار
 سپہ اسکا اقبال نام بلند
 سکھائے سپاہین و رستم کی
 منوچہر کی تم اطاعت کرو
 فراہم ہوا لشکر سپہ شمار
 کہ غم عدد و سوزی اب کیجے
 قوی باز و وہلوان و دلیر
 یہ نہ کہ بیتل میں گاہرس
 منوچہر کو بھی اللہ کی پریاں
 عرض باز و گنج ہمایا و حل
 دعا و شاک شہنشاہ کی
 وہ تھے جولا یا تھا پھر سب
 وہ دیبا سے زور و زور
 کہ اسلم اور توہر کا یہ پیام
 بحالت زدہ ہم ہن تقصیر سے
 ہماری یہ تقصیر ہو و معاف
 تو ہو تخت شاہی پہ جلوہ کنان
 فریدون دیکھا جو تھے تمام
 کہا یوں کہ اسے بفرخ بختا
 بفرہاد وہ شہ سوے پیغام
 ہوئے کہ منوچہر بر جہان
 منوچہر کہ سر پر خود و کلاہ
 وہ گزشتہ پور شیر و پیل

شہابی سے منوچہر کو و شکار
 کہا یوں کہ اب ہوں یہ سپہ
 تو بہرہا ہی و فخر و لستان
 رکھا ہن اسکو نورت کے شاہ
 ہن نہ دلا شہر و سپہ بان
 منوچہر نام اسکا شہر رکھا
 دعا مانگتے حساب یہ بیل ہمار
 نہ ہوئے ذرا چشم بد سے گز نہ
 پھر کے رکھا سہرہ علاج ہی
 دل و جان تم اسکی خدمت کرو
 دلیران جنگی و مردان کار
 شہابی سے اربع کا غم نہ بے
 حضور اس کے روباہ و کم جو شیر
 پریشان ہو گئے ہوش و حواس
 یہ کیجے کا سے بادشاہ بان
 کہ شاید فریدون کہیں قہر بل
 کہ لے ہن شہنشاہ سردری
 کے شہ کے آگے کہ ر و طرب
 وہ نہرین ملتھا سے شہ و پیر
 کہ بندے ہن ہم اسے نکلنا
 ولکین ہن ناچار تقدیر سے
 کہ روکنہ سے اپنے سینے کو صفا
 ہم اسکی کرین چاکری جاو دلا
 سنا اور یوں سر کو کاپیام
 شہجہ ہر سعید او مبارک پیل
 ہوا خندہ زن اوکی گھنار پیل
 جن اربع ناموز ہے کہمان
 سونوار آسکا لیکر سپاہ
 کہ ہن ہلوانی میں سے پیل

یہ مرد اپنی جنگ اور بہادری یہاں تک پہنچ کر نہیں رہا تھا کیا غلہ بھرتا بگاریوں نے اب کیا اس کا جھانک وہ ایسے اگر دیوہ قوی جو ہر مردمان یہ غیاہر کے جواب پہلے غرض تیز و مثل باد و صبا کہا چھوڑ کر بیٹے منوچہر کو اور اس کے جو لشکر میں ہیں بہادری وہ دونوں جفا کار سید اور یہ بولے تیرے فرزند رنگ یہی مصلحت ہو کہ ایک کرسپاہ	منوچہر کے ساتھ پہنچ گئے وہاں نہیں چاہتے کہ ہر شاہ ہوار نہیں ہی چاہتے ہی سب تو پیدا ہوا اور ایک نامور نہر و آذر مائل شیرازیان سنا جب کہ ہوش و دگر کہیں کام جہاں سلم اور تو تھے وہاں گیا جو دیکھا تو ہر مرد و پیکار جو قوی زور میں مثل پہلے مان تھے شگہ پانچ بہت برخطر کہ ہم گرنے پہلے کہیں قصد جنگ چلیں ہم سے منوچہر شاہ	بچھ کر سے شہر ہو گیا وہاں تو سب پھیل گیا سب سے رسول نہم ساتھ ہی سب کے جو کچھ کیا اگر ایسے نہیں تو منوچہر سے کہ بہت باندھی ہے کارزار نہر ایک دم پھر نہ تھکے وہاں وہ پانچ جو تھا اس کا بول نہ ہار جو انہر و شیران سنگین پلٹیں نہر و آذر ماہر جو ان مرد پھر آراستہ ایک کی انجمن مبادا منوچہر سے وہاں کہیں چلے گا یا نہیں ہم سب جنگ	یہ کا ہی جو سب تھا ہر فرزند کہ ہر گز نہیں کچھ نہیں ہی تو سوا اس کا کما فات و بگا خد فرزندہ مثل سہ و دھڑلہ بچھڑے وہ ایسے کا غور سہا لیں ہیں سو خوار و روا کیا سلم اور توڑ سے آتش کا مل جو ان گرو شیراز طلبہ کار پیکار و نافر و دہا فرکینہ خواہی ہو راسے زن شبانی ادھر آئے مانند شیر نہیں تو یہاں سب میں کچھ رنگ
---	--	--	---

جنگ منوچہر با سلم و تور و فتح یافتن منوچہر و شستن تخت و وفات فریدون



کیا اسلام اور تو نے جیسا یہ غم
 سواران زخمی و زنگان چین
 فرید و نکو پوچی یہ جس دم غم
 صبری کرد غم نہ باندھو کمر
 منوچہر نے یون گزاشتش کیس
 کیا اس طرف شاہ نے پھر وہاں
 پہلے سر پہ گزرو تیغ و سنان
 صف جنگ اگر سب جیس ہوئی
 سوار است گرد و لا و قیسا
 بجائے تعین تھی قائم سپاہ
 گیا بڑھکے آگے دلا و قیسا
 کلا سے بے پردہ زد کہ تو سنجے
 دیاتور کو اُسے پھر یہ جواب
 تمھاری وہ محفل میں لایا پناہ
 یہ شکر نہ پناہ کچھ اُسے دیا
 سنا تھا جو کچھ تو سے سب کہا
 کردن قتل میں سلم اور نور کو
 رکھیں جنگ کو آج موقوف ہم
 ہوا خیرین دست میں وقت شب
 سواران جنگی و مردان کار
 ہوا گرم بانار کین و ستینر
 تن و جان کا کچھ نہیں تھا دریغ
 ولیکن بتایید لطف اکہ
 گئے کہنے باہم وہ دونوں لہیم
 منوچہر براج شبنم کرن
 شبنم کار کھتے ہیں نہ غم نہ
 غم غم سو پہلا سو کیس سپاہ
 گئی نصف سے راستہ میں گز
 بعد شب برون وہ آیا جدھر

اچھکر منوچہر سے کچھ نرم
 نہ دازدایان نوران زمین
 کہ خاور سے اب لشکر کیا دھرم
 کرتا آوین ایسا در بھی بیشتر
 کہ اس جہاندار کشور کش
 منوچہر کو با سپاہ گران
 نہ پروا سے سر نہ ذرا نکولان
 رہ صلح مسدود پھر سپاہ و
 سو چپے ہ کشتا سب فوج نہاد
 منوچہر تھا رونق تلب گاہ
 وہین دونوں آگے دان پناہ
 بھلا کام کیا گزرو بیشتر سے
 کہ پوچھا یون پنہام تیر اشتاب
 کیا غرق خون تھے ارج کو آہ
 غل ہو کے میدان پھر گیا
 منوچہر کے یہ باتیں نہا
 گردن غرق خون ہر دو موقوف
 کرین شہر پر باہان مہم
 بس کی وہ شبیانشا طرب
 چھے آگے صف زین و سپاہ
 ہوئی ایک بر باد و ان رستخیز
 وہاں کام سکو تھا باگز و تیغ
 منوچہر کی غالب آئی سپاہ
 کہ غالب رہی آج فوج غنیم
 تہ اسکو ہم زبر گردون کرن
 کیا چاہتے ہیں وہ غفلت میں
 کین گاہ میں آپ بٹھا وہ شاہ
 جہان تیرہ لیس ہو گیا سہر
 خبردار پائی سپہ سہر

ایلان تو مند منسکی سوار
 پہ کینہ خواہی شتابان ہو
 کلا سے شیر مردان جنگ آزما
 قرب تک کے بلیں نہیں کچھ بھی دور
 اجازت مجھے دیجئے ہر جنگ
 جو انان جنگ اور نصف شکن
 سواران جنگی تھے ششہر
 کہ تھا ایک علم رخ و زردوش
 کہ تھے کینہ خواہی میں مانند شیر
 پہلے نرم لاسے سپاہ گران
 منوچہر سے جا کے کہ تو ذرا
 تو زنتار اس بات سے ہوش
 کہ دونوں کو نفرین کریں غافل عام
 رہی تہہ لطف قیامت تلک
 حضور منوچہر فرسخ نہاد
 عیان ہونزا و گہر پید رنگ
 امان اُسے پائی ذرا جان سے
 گیا لیں وہین سوے آرا نگاہ
 دلیرانہ آیا سوے زر نگاہ
 تھے آگے میدان میں کینہ خواہ
 دلیرانہ کا پہلو نوک سنان
 زمین خون سے لگے ہوئی لارا
 کہ آیا نظر او نکو اپنا گزند
 سوا سوا سے مصلحت ہوئی
 کہ وہ بد نہادان سپہ دار
 کہا ہو خبردار لشکر سے اب
 لیے ساتھ اپنے پہلے کارزار
 سواران جنگی لیے سونا
 طرف اپنے لشکر کے اب آئیے

دلیکن نہ زہنمار پایا گذار
یہ پہنچا جسے چاہی منو چہر کو
جہان نور بد بکشت قہار زرم ساز
آگھایا وین اسکو دین برج سے
ہوا شاہ جبہ نور پر فتحیاب
گیا بھاگ کر درمیان حصار
نگہبان ڈر کا کو اک گرد و تھا
پھر اک تیر مارا بہت زور سے
دلیکن نہ زہنمار کاری پڑی
تن اسکا کیا تیغ سے چاک چاک
ہوئی فیمین فوج گرد حصار
منو چہر نے اسکو بھیجا پیام
اگر شیر دل ہو تو اے پہلوان
یہ شکر سے غیرت آئی وین
منو چہر شاہ ولایت سستان
شہ روم و خاور کو شکستہ جب
کیا عرض امت کھینچے تیغ کین
وزیر خردمند رخصت ہوا
شنشہ نے سب پر لطف و خوشی
ظفر زیب ہوئی شاہ کی جمنان
پیادہ ہوا دان منو چہر بھی
یٹھا یا منو چہر کو تخت پر
جہان ہون رفتی آج کل
پھر آخر فریدون جہان سے گیا
ہوا پھر فیض خدا سے کریم
کہ سام کو اپنا تخت رکام
یہ کہتے تھے ہر شام وہر بامداد
جہان میں نور زہنمار و ہوسدا

ہوا اگر ہم ہنگامہ کار نہ زار
کینگاہ سے جب شہ نامجو
دلیرانہ پہنچا شہ نیزہ باز
لکنا ناز میں پر سر کین سے
سو سلم آیا او دھر سکتا ب
ہوا جا کے محصورہ نابکار
دلیر و جوان و جنگ آزما
اگر منو چہر کے آن کے
ہوا شہ غضبناک پھر اسگھر ہی
سپہدار کا کو ہوا یون ہلاک
نقحہ قلعہ میں پھر کا گذار
کہ بس تیری ترکی ہوئی بام
تو بت جان کر انہی گل سگان
وہ غیرت سر زرم لائی وین
مقابل ہوا ایک تیغ و سنان
ہوا لشکر آگیا برا گندہ سب
خبر ہو نہ پے شاہ کے زمین
کہ شمول لطف و عنایت ہوا
عنایات شامانہ معروف کی
ہوا بت عنان تابا ہا جہان
کیا پھر فریدون بامد خوشی
وٹھا اسکے تارک پر چہم زور
کہ آتا ہی ہر دم پیام اجل
وہ سر و سہی گلستان گیا
منو چہر بھی بادشاہ عظیم
کہ تھا کاروان و ول نامدار
کہ ہم اسے بہاندار فرخ نہاد
یہی از زور و جوی سہے دعا

ہوئی وقت شب تیغ زانی و کلا
شبانی سے پہنچا سوز و مگلا
جو اک تیر مارا لبس شبت کو ر
بدا تیغ سے کر کے سر تو زکا
نہائی وے سلم نے تاب جنگ
منو چہر بھی سو حصین منین
سو زرم و پختاش ناکل ہوا
منو چہر نے کھینچا دوین تیغ
مکر بند اسکا بکڑ کین سے
لگا کٹے پھر شاہ فیروز جنگ
رہا سلم بدت ملک قلعہ بند
ملا دھنگا کھجکو تو غون خاک
مقابل کر کے اب ہوتا ب
کل قلعہ سے سلم جنگی سوار
کیا زرم شمشیر اسپر رہا
سپہدار خاد کا تھا اک زیر
سر رحم آیا وین شہر بار
غرض سلم اور توڑ کی فوج کو
جو تھا منصب سکا وہ کام تھا
جو زور یک پہنچا وہ کشور کشا
جبے یا توہ الوان شایہ تبت
کہ پھر یہ سام و دریاں سے
بہت بند کی پھر منو چہر کو
فریدون جہاندار اب جو کمان
بسان فریدون کیا عدوان
سپاہ امیران و فرز آنگان
ترسہ جانی مل سے بدین سنگار
لکھون زلال و دیم کی پاشان

ہوا غرق خون پھر ہزاران جوان
کیے قتل اگر بہت کینہ خواہ
تو قالیبت اسکے ہوئی جان و در
حضور فریدون روانہ کیا
گریزان و ہا سے ہوا بید رنگ
گیا ایک فوج اور گھیرا وین
منو چہر کے وہ مقابل ہوا
لگائی سر خیم پر پے دریغ
سرتاک ٹپکا اسے زین سے
کر و قلعہ کو گھیر کر خوب تنگ
ہوا تنگ زیر سپہر بلند
بنا مدوی آخر تو ہو گا ہلاک
خدا جسکو چاہے کرے فتحیاب
دلیرانہ آیا پے کار زار
کہ تن سے ہوا سلم کا سر جدا
وہ آیا حضور شہ بے نظیر
کیا اُسے پیمان و عہد ستوار
وہ لایا حضور شہ نامجو
زیادہ کیا بلکہ کچھ مر تب
فریدون پیادہ گیا پاشوا
فریدون بامد نشاط و طرب
کہ اپنے بنیر سے کو جو نہانگے
وہادی کہ فام جہانین تو ہو
وے نامہ شکی رہے جاودان
رکھا لطف و احسان سیکو شاد
ہو سے سب ثنا خوان شاہ جہان
کرین چاکری تیری لیل نہار
کہ شہ جیسے سر بھی ہو جہان

داستان نول شدن پسر نجانبہ سام جزیر و دش خون سرخ و نام نہادون ان باز آمدن درستان

<p>شبستان میں سام کے اک پسر یہ کہنے لگی تجھ کو اسے نامور وہیں سام نے آکے دیکھا اُسے یہ کہتے تھے دان مردانِ حق عالم یہ شکر ہو اسام بل شکر مبین مکان دان جو تھا ایک سیرخ کا ہوا حیران رجم آیا اوسے نہ سیرخ کو صرف الفت ہوئی کوئی کاروان آفاقا اود مصر بیان شام کو خواب آیا نظر ہوا جبکہ بیدار وہ پس لوزن خوشی سے بھرا سکی خبر کے پہلے کما ایک نے یہ کہ اسے یہ شعور سپید اس کے موہین اگر سر بسر فطرین ترستے گوہرِ ناز خوار ہوا صیوم سام گھستے روان اکہی مرے حال پر رسم کر فطر کی جو سیرخ نے ناگمان</p>	<p>نور ہوا گل رخ و سیمبر خدا نے دیا بچہ اک طرفہ تر ہوا خوف و اندیشہ پیدا اوسے کہ فیض ہرگز نہیں پور سام اٹھا لیکیا زال کہ بسم بین یکایک وہ سیرخ اودھر کو گیا اوسے آتشیانہ نہیں لایا اوسے کہ بچو نکو بھی اک محبت ہوئی جو گزرا تو شادان ہوا دیکھ کر یہ کہتا جو کوئی کہ اسے نامور تو پھر ولین اسے پہلے شادان روان سو الہز مردم کیے کیا تو نے خوف خدا دل گور تو کیا عیب ہر اک نظر آپ کہ غزیرہ وہ پیش پروردگار سو کوہ الہز آیا روان کہ پھر پانہن جلد اپنا پسر تو دیکھا کہ ہر تمام گریہ نمان</p>	<p>سینکھنے کے انداز پر موعام کہ جو نہ چپکے ہو قد لالہ و رکھنا اسکا مان باجگہ نال بریزا دیا دیو سپہ یا پندنگ سو کوہ الہز زلالا اوسے جو دیکھا تو اک کو دک خیر خوار طرح اپنے چوکنے باصغر خوشی وہ سہتے تھے باجم شہر و رواد وہ سیرخ سے نال کو لگیا تو پھر ز زندہ ہوا و شادان ہوئی نازہ تر الفت و مہر پور پھر اک خواب دیکھا ہر روز رکھا دور آنکھوں سے فرزند کو کہ تر بھی البعض سرور شہر نروشان ہوا دیکھ کر بے قوا خدا سے وہاں شہر کی التجا پدیرا ہوئی اسکی یکسر دعا وہ سیرخ آیا دین پیش سام</p>	<p>کئی دایہ یہ دیکھ کر پیش سام وہ نکل خوار اس کے کسیر پیش تو جب تھا صورت پہ اسکی کمال خلوت جو انسا نکی بے پروا رنگ شبستان اپنی نکالا اوسے پھر چر سر خاک کہ وہ تیر خوار اک پر نہ ریش کرنے وہ نال کی ہوا نور حمان پھر و فوج نراد محبت سے ساتھ آہ اسکو کھا جہان میں بخوبی وہ آباد کر کہ ہی نور دیند آنکھوں کا نور نظر آئے وہ مرد فوج سیر کیا خوار یون پور دلسند کو تو ناحی پسر کا بد اندیش ہستہ دل میں ہی کچھ صوری نہ تابا بہت ناری و گریہ کر کے کسا ہوا حال پر اس کے لطف خدا ناتقصہ خواب اسے نام</p>
--	--	--	---



یہ سیرنگ کے سام سے پھر کیا
 کیا نال کو کاروان سے طلب
 کیا یوں کہ سب سے یہ اپنا پس
 ملے اپنے سیرنگ نے چند پر
 شتالی سے پہونچو نہیں وائے انگر
 مجھے یاد رکھنا تو لیل و نہار
 غور و فکر کا بس پروردہ ہے تو
 لگا کہنے پھر سام فرسخ سیر
 کروں تیری تعلیم صبح و سہ
 یہ نور سے ارشاد شہ نے کیا
 حضور و پھر پھر نال کو پو
 طلب کر کے انجمن شتا سونکوں
 سوگردش انجمن و آسمان
 دلیر و شجاع و تو ملی پہلوان
 کرم سے عنایت کیا نال کو
 آگے سے حاکم شہ نال کیا
 جو نال میں پہونچا مل نامور
 کیا سام نے ہر طرف سے طلب
 کہ تو تربیت نال کو فرد و شب
 یہ اگر فن میں تم اسکو کمال کرو
 نصیحت دگا کہ نے پھر نال کو
 یہ اگر وہ سام نہروا زما
 ریاست و غرض کا کسی خوبیا کی
 یہ ہمارا کمال جو ہر اسب تھا
 اور اس بار شتا کا تھار و جانیام
 کہ جو ہر اسب سے پھر بلطف و شہ
 ر کا جاسے تھا و سپہ دم اسکو دم
 ہوا اس کے جانور و سیرنگ و ان
 کر کے جسکی مہبت غالب تھی

کہ دایہ ہو ملین خبر سے فرزند کا
 حاکم کیا آگے با صد طرف
 یہ لائق تاج و او زنگا ندر
 کہ نال سے یوں کا و نامور
 تری شکل آسان کروں سکھ
 فراموش مست کیمو ز نہار
 ترا گرد علم سے نام نکو
 کہ شہر مندہ ہوں مجھے میں سکھ
 تلافی مری تاکہ ہو جسم کا
 کہ لے او نہیں جا کے تو پیشہ
 کیا سبکے سام مل ناجو
 کیا حکم پھر یوں کہ ہے بخردن
 نظر کر کے بوسے یہ انشوران
 یہ ہوگا سہرا فردا ز گردنشان
 جہان میں تفاخر و بار نال کو
 یہ ہمارا تسلیم کمال کیا
 تو پھر بہر تسلیم فرخ سیر
 ہو سہرا نیکے جب فراہم وہ سب
 نہر پہلوانی کے سکھلا و سب
 چہر مند و شہیار قبال کرو
 کہ اسے پور دانا و فرخندہ خو
 سو کشور گر گساران گس
 بہت خلق نے پائی اسکو دلی
 سو تھی اسکی اک دختر و نقا
 سہن پور و شور و لالہ فام
 کیا نال سے دخت کو تختہ
 کہ کچھ کلان تھا درون شکم
 کیا نال نے باہر اسب بیان
 بہر و مان پیل اور دیو بھی

بہت باخبری سام اس کی
 پھر اوان سے سیرنگ نے نال کو
 ہوا پھر مل سام خسر و یں
 جو شکل کوئی پیش آگے تھے
 پھر ہی ہر مری دل میں تھی
 یہ سنکر کیا نال نے یوں بیان
 روانہ ہو وائے پھر نال سام
 خدا سے کیا عہد اب استوار
 گئے جبکہ پھر شہر کے متصل
 وہ شہزادہ تب لیگیا ان کر
 کیا حال آگے زمین بدشاہ
 ذرا طالع نال دیکھو تو اب
 کہ جو طالع نال شتا ہا بلند
 شہنشاہ اپان تازی و زور
 کیا سام پر لطف پھر شہار
 حضور جہاندار سے سام نال
 نہر یہ و ران جہان دیدہ کو
 یہ کہنے لگا وہ یں نامور
 بتا وائے داب شاہی نام
 بفرمان شاہ جہان ہر دم
 تجھے میں سو پناہ لے لے ستان
 ہو حکمران ملک بل کا نال
 ہونی پھر آگے آ رہو و سوس
 رہ چاک کی نسل سے تھا مگر
 ہوا نال جس دم بے شخ و خوشی
 عرض حامد رشک کشن ہوئی
 ہوا نال کو پھر بہت مضطرب
 و لہو لاکا سے سرور انجمن
 نہر جو دگے پہلو سے زن و عینک

گیا پاس وہ کاروان تھی
 لے آیا خضر و یں نامور
 لگا کہ نے سیرنگ کو آئینہ
 تو پھر تو جلایا دیکھو سچھ
 زیادہ ہی مجھکو محبت تری
 ترا بندہ ہوں آتشہ طائران
 بہت نال میں تھے وہ شاد کام
 کہ مجھکو رکھو یں یا و دان با وقار
 ہوا خوش منو چہر کا شیکہ دل
 گئے شہر میں وے بعد کو فر
 شہنشاہ نے بخشا عہد و کلاہ
 حقیقت گزارش کو و ملک سب
 جہان میں یہ ہو گا پیرا رجب
 سلاح و زور و خلعت پر گہر
 زیادہ کیا اور پچی اقتدار
 عرض ہو ہو کے شادان کمال
 فراست شتا سان سنجیدہ کو
 لگا سے ارستادان صاب نہر
 کرو تربیت اسکو ہر صبح و شام
 سوگرد گساران و راب ہر غم
 تو داو و دہش خوب کرنا بیان
 رکھا خلق کو شاد و فرخ کمال
 ہونی میل خاطر اسکو عروس
 فرزند و دانشور و نامور
 طلبگار و دختر کا مہراب کی
 گرفتار غم و قست نال ہونی
 جلایا وہ سیرنگ کا پرشتاب
 حکم میں ہو اک چہ پیلین
 شکم سے نہ نکلا گاہ شتا شک

یہ سنکر دیا زال نے یہ چوہا
بیابان کی لی افسے پھر وہیں
پھر اوس سچا کر ہلاؤ سکا چوہا
غرض زال نے پھر لاکر شہر
وہ پیدا ہوا جس پہ سلیقہ
مبادا کہ وہ دایہ منال ہوا
وہ کہو کہ تھا حدیث میں کل سام
سو یکسر رستم شہ خوار
تھا وقت بہت زال نے بعد از
یہ سنکر وہ سرور و شاد
وہ رستم کہ تھا کو دے بیلیہ
طعام اوسکو آفر لگا پسند
سہ سالہ ہوا جبکہ وہ شیر خوار
کہ اس طرح کو دے یہ بچہ روزند
سو گر گسار ان و ما زندان
یکایک دل سام آیا دھر

کہ تدبیر فرما ئے کچھ شتاب
وہ لائے وہ سمیغ لایا گیا
کہ بچہ کچل پئے بخوف و باک
ہکیا رستم رو دایہ کو لب شتاب
جسے دیکھ حیران رہ فرزن
کہ مٹمن ال نے اوسکو بت
رکھا رستم آخر شتاب کو نام
کہ کر کے بولا وہ سام ہوا
بخوشی سے کیے سو کابل و ان
برنگ گل تازہ خندان ہوا
اوسے ہفت دایہ کا ملتا تھا
تو پھر پانچ آنے لکین کو
بخوبی ہوا اسی پر وہ سوا
لکھیا کہین زیر پسینہ بلند
نفرمان فرما زوایا حیران
کہ دیکھے زخم رستم نامور

وہ تدبیر جس سے نہ خوف جان
کہ زال سے پھر کرانے دتر
لگا اوسکے پھر زخم پر یہ گیا
کیا چاک پہلو می زن اس طرح
ہن ایک دوا یہ کی نام میں
لگا کی جراثیم پھر وہ گیا
شہید پیر زال نے کچھ چکر
بعینہ مری شکل بچہ پیر
یہ بونچی خربکہ بھرا
بجلا کے شکر خدائے کریم
کبھی تہی باقی جو چھہ استہ
وہ کہا جاسے تھا گوشت و کما
لیا ہاتھ میں اپنے گریز پر
یہ کہتے تھے رستم بفضل خدا
سر زرم تھا سام جیکے شعاع
محبت نے کینیچا تو وہ سہاوا

ہے جان کی خیر اسی مہربان
پلایا وہ زن کو تو بہوش کر
کہ ہوتی رستی لفظیں الہ
بتایا تھا سیرخ نے جس طرح
روان اشک کرنے لگے پھر وہ
ہوئی تندرست اوسکے وہ شکر
شبابی سے کبھی حضور پدر
بجاسے جو کیسے اسے شیر
کہ پیدا ہوا رستم نام جو
لگا دینے ہر اک کو دینا رستم
تو شیر اوسکو دیتے بڑوگا
تعب میں تھے مردہ خاص عام
ہے لوگ حیران اوسے دیکھ کر
تو مند تر سام سے ہو دیکھا
لڑائی تھی دیو و جن کیل ہزار
روانہ ہوا سوسے زابستان



روان تیرے کابل سے محراب بھی قرب آ کے پونجا وہاں سے اور اک سر پہ رستم کے تھا تاج زر فرود آئے گھوڑوں سے مورخ زلال کہ امی پوئے تکلیف مست کھینچ تو ہوا سام پھر تخت پر جلوہ گر نصیب لطف سام بل سلطین کہ امی پہلوان جہاں شادہ نہین چاہتا عوالت آرام پھر خندک شان گرزو شمشیر لون کیا اکت تیرے جبین طرب نہین نال اور سام سے خط وہاں پھر کے کون لشکر کشی وہ اس یاد کوئی سے تھا شاہ او دھڑکایا قصد پھر سام نے یکہ لکڑی بھین سام فتح سیر منہ چہر شاہ جہانگیر کا لگا پوچھنے وہ کہ کیا ہو فغان بہت خلق کو اس پہنچا گوند لیا ہاتھ میں گرز سام دلیر شب تیرہ ہے اور اچھی چٹاپا کئی الفوہ چپا رہ وہاں مل گیا سویل دوندہ دلیر کیا کام آخرباوس فیل کا سپاس داند جان آفرین کہا دل میں باغی نہیں مجھ سے کسی طرف تیرا ایک کوہ سپند کہیں ایک سنگ گران قلعہ پر رستم سے قصد بیان کرے سب	وہ پونجا و لے سام سے پیشتر بہت خوب تھا ایک پل بلند گئے جیکہ وہ سام سے سام کے اور تیریل سے وہ پیادہ تاب یہ لکڑی دھادی کہ پروردگار طرف چپ کے محراب فرخندہ شناخاں وہ رستم سے سام کا دعا دیکے پھر یون گزرا شن مجھے چاہیے اپنے زور خود یہ گفتار سن سام شادان ہوا نشہ می کا جس دم طور جہاں میں ہوا رستم پہلوان کردن تازہ آئین صحا اب یہ آئی خبر سام کو بعد ازان کہا رستم فرال کو پھر یون گئے زلال اور رستم سویشا اوٹھانگا گمان رات کو اکیلا کہ پیل سیف شدہ نامور بھری اس چرخ رستم کو گوش ولے حاجیوں نے کیا دیکھ بوند نملا اور اک شست شست غرض تو گزرد وہین قفل بند جو مارا زور ایک گزراں یہ سنگ خبر زلال حیران ہوا طلب رستم نامور کو گیا نریان کا جس طرح ہو ماجرا بجگم فریدون فرخندہ خو پراگندہ وہین ہوا مغرب شائبہ ہو سو کوہ بلند	سوزا بل آیا بلطف و فتوی گئے پیشوا زلال محراب ت ہوا سام خوش دور سے دیکھ یہ چاہے تھا پھر رستم خرد سا تفاخر تڑا ہے مری آرزو سودہ بہت بیٹھا وہ زلال آنکر ہوا سام رستم کے گرم سین جہاں جب تلک ہی تو آباد نہ عیش و طرب سے رکھوں کام پھر تن رنگالان کروں سخن ہوئی بادہ کش نیم عشت میر نہ شاہ جہانگیر کا محب کو سے پھر کے طاقت کشی تیرے گمان پہنچ زلال و سام تو رخصت ادھر چاہی آرام روانہ ہوا پھر سوی باختر وہاں مست پیل سفید کشتا کیا مردان تے یہ اوس میں دوان ہر طرف ہو وہ پل بلند چلا سو سے بازار مانند شیر تو ابوان سے اس وقت باہر نجا گر نرندہ پچوان کے سر اک ہوا ہوا جا کے فخر زلال شل شیر تو پھر پل میں سے ابوان گیا وہ لایا بجا اور خوشی کی دین جہ خون نریان یہ بجا اب اور اوس کوہ پر حصا بلند نریان کے سر گرا آئے کہا زلال نے یون کہ امی پونجا
--	---	---

یہ ستمگر وہیں رستم نامہ آ سوا سام دلیگر واندیشہ مند سپاہ گران لیکے وہ میرکاب سہ سال اور اک ماہ تک ان مقام کیا افسے رستم کو خست و تو چارہ گری کر سکے کچھ وہاں کئی اونٹ حمل بار نمک سے باندھ بار نمک میں صلاح کہ آتا ہر آب کار وہاں نمک تو ہر گوشہ آبی بڑا پھر عقب اس کے سب پہلو ان لہر مقابل ہوا کو تو ال حصار ہوا کشتہ آخر جو سردار و عجب طرفہ روانگی انبار بھی جو دیکھا کہ ہے سنگ را کا کھر لگا کتنے یوں دیکھ کر پہلو ان کیا فتح سینے یہ حصین حصین یہ نامہ بڑھا زال فرج تمام کیا تو نے فتح حصین متین لگا لگ اب قلعه کو کرباب جو پہونچا یہ نامہ تو وہ پہلو ان ہوا شاہ رستم کو وہ دیکھ کر غرض سام نے جب تیرے ہا سنا کار نامہ یہ ستم کاب بسوی سوچہ آتا ہوں پھر	روانہ ہوا جانب کو ہزار مہا داکر رستم کو پہونچے گند نمک کو ہیر کے کی پہونچا شتاب رکھا سام فر اور بنا کچھ نہ کام اور اس کے کہا یوں کہ یوں ہوا یہ سنگ لگا کتنے وہ پہلو ان کہ در کار تھے زمین فر شہد کہ یہ بات تھی وان توں صلاح وہ بولا کہ لاؤ اسے یاں نمک ہوا اگر دانہ وہ اونکے کثیر خروشدہ ماند غران شیر ہوئی گرم وان اسے کاب زرا گزراں ہو سب بندار و کہ دیکھی تھی مردمان کبھی اور اسکی جو دیوا بھی کبھی کہ یہ کارسان نہیں بیکان کہ ہم نہیں جکا پنج برین دل و سکا ہوا خرم شاہ کام ہزار آفرین صد ہزار آفرین دہانے تو پھر اس طرف شتاب روانہ ہوا جانب سیستان نثار اس کے سر پر کیا ستم تو پھر شوق چشم و سر پر کھا ہوئے اہل ایران و ان میں طنز	یہ پہونچی خبر سوچو ما ندران وہاں جنگ لڑو کمر پیش تھی جوانان جنگ آور و پلین پھر واسنے اپار و پہلو ان اکیلاہن کاروان کاباس کہ کندہ کروں کچھ حصار سکے شتر بان تھے پہلو ان در در یہ پہونچا یل نامور وہیں آئے لیکے مردان ہوئی رات جس دم کہ تار کثیر خبردار ہو قلعه کی سب سپاہ بشیر گزرو سنان جنگ دلیروں کے تاراج کر دیا کیا پھر وہاں رستم نامدار سوا اس کے اک گنبد زنگار لکھا نامہ رستم نے پھر ل کو جوار شاہ سو کجا لاؤن یہ پاسخ لکھا ای خرم مند پور فقط دل کو میر نہ گلشن کیا کہ دیدار کا ہر تری شیان کیا زال صد طرب پیشوا سو سام رستم نے نامہ لکھا اسے اس قدر شادمانی ہوئی ہوا دل یہ ہر اک کا امیر	کہ رستم ہوا جانب در روان سو یکدست موتوف او سو بھی ہوئے گرد اس قلعے کے خیرین روانہ ہوا سو سے ما ندران اگر قلعے میں جا تو سے ہر اس نچھوڑ و غنم وان زندہ اک بار ہر اک گرد و تھا صورت ساربان خداوند ڈر کو یہ پہونچی خبر کیا قلعے میں جبکہ وہ کاروان تو پھر ہر جنگ آوے باندھی ہوئی آکے رزم آور و کینہ خوا را صبح تک گرم بازار جنگ بہت مال و سباب وان لیا سو غنائہ حکمران حصار بعد لطف و خوبی تو شکر ہوا کہ اسے نامدار یل نامو رہوں ایساں یا وہاں آنہ رہے چشم بدشعبہ ہر خطہ دور روان زریمان کو روشن کیا جدائی تو تیری بہت کجکوشان بعد شوق او سکون میں لیا رقم مزد فتح و نصرت کیا کہ پھر تازہ گویا جوانی ہوئی کہ سارے بادشاہان اس کو خوا یہ باقی بھی قصہ سنا ہوں پھر
--	--	--	---

داستان شستن نوزد تخت

منوچہر پد خود و وصیت کردن منوچہر اور راند

جو گزری بشاہی دست سیال	تو آخر شناسان حبیب کل	لگے کئے شاہ منہ چر کو	کہ اسے شاہ و لشور و نامجو
قریب آئے اب تیری حلت کن	بسر تو بس خلافت کن	یہ سنکر جاندار کشور کشا	طلب کے لوز کو کئے لگا

<p>کہ میں ہوں کمربستہ سوئے عدم سوختی پرستی تو رہیو مدام وہ پیدا ہو اسوی خاور زمین تو مت ہو جو اوس پر خاشاک رہ کینہ خواہی سے پوشش ننگ بقصد خبر داز رہ سہر کشی یل نو جوان یعنی فرزند زال منوچہر کرتا تھا جب یہ بیان یکایک ہوا خسرو سہر فراز منوچہر کے بعد باکر پوسہ رکھا سر پہ دیہم شاہنشہ نہ داد و دہش کی نہ لکھا فدا یکایک ہو اوس سے بے اراد سہر گارے جبکہ دیکھا یہ حال تجھے وقت جلنے کے کرتا تھا یاد ہوئی سلطنت اندون کچھ خراب اودھر تو یہ نامہ لکھا اودھر پھرتے مین نامہ گیا شاہ کا جو نزدیک ہو نچا پل شیکم تو بیٹھ اب سر تخت فرماندہی یہ لایا زبان پر پل آہستہ منوچہر کی دفت ہوئی اگر جو نو ذرے پیش لیا ظلم کا نہو خوف اوس کے تم زمینا کر کیا شاہ سے سبکو گرویدہ پھر</p>	<p>مبارک تجھ تخت و تاج و سلم نہ غیر داز رہستی رکھو کام کیا خلقی ذرا اختیار و سکاوت قبول ایتلے اب کچھو دین کو کے نصرتیری طرف بہرنگ کے جب بداندیش لشکر کشی میں پہلوان کوئی جسکے مثل ملکہ اودہ نو ذرے تھا گرہ کینان گرفتار سیاری جان گذار</p>	<p>تو مت چھوڑیو رسم و آئین اد جہان میں ہوئی تازہ لہری وہ ہر مسل خاص زبان پاک تجھے پیش ہر اک معتمظیم تجھے ہاتھ سے اوسکو پہونچ کر خبر کچھو سام اور زال کو وہ اسل ندان کا ہونہ تکرار کچھو دن دنوں شاہ بہار تھا نہ جانہ ہوا پھر شہر بے نظیر</p>	<p>رعیت کو رکھنا تو آبا دوشاد ہوئی نام موسیٰ کے پیغمبری کیا اوسنے فرعون کو اب ہلاک تسے اہل توران ہیں رنجیم تو عاجز ہو بس زیر پنج بلند لکھا چھو اوس سے اے ناخجو کے یاوری آکے لیل نہار کچھو دروختا اور نہ آزار تھا جہان سے سفر کر گیا ناگریہ سر تخت نو ذرے ہوا جلوہ گر نہ قائم رہا خسرو نامور سوا بندہ سیم مزر بادشاہ کہ آؤ ادھر اور یہ ملک لو لکھا یہ کہ اے پہلوان جہان کہ کر کن خلافت ہے سام ہوا بداندیش ہوا اور ایران زمین کے سام سے جا کے کسیر پان شتابان ہوا سوئی ایران زمین جہاندار نو ذرے سے بیدار گر اطاعت کرن ملکہ ہمتبری اوسے قید کر پونہین شاہ جہان شعبہ روز کرتا مین فرمانبری کروں تازہ پیمان شہنشاہ جھکا یا سر عجز خون بندگان کہ نو ذرے سے آکے ہو اگر جنگ</p>
<p>پیشنگ ایک مرد بزر و آزا پیشنگ ایک تھا اوسکا افراسیاب</p>	<p>سید را قلم توران کا تھا کہ پیشنگ جسکی ہوا خرابھی</p>	<p>سرافز تھا نسل ہیو تو کی یل زور بند و دلیر و جوان</p>	<p>اوسے جنگ نو ذرے غلوری تھا اوسکا ہمسر کوئی پہلوان</p>

جنگ افراسیاب پیشنگ با نو ذرے فتح یافتن و شستن تخت

<p> شنگ و سگ کئے لگا ایک نو شہابان ہوتا خیر مست کھہر دا ہو امیل خاطر سوز زم زمین کردن کج سالار ایراک جنگ بچہ فراسیاب و سگ بولا گویا اور اپنے یہ گردان لشکر تمام یہ بولا شنگ و خردمند پور یہ سنکر سپہدار فراسیاب لبشیر دگر دوسنان جنگ سپہدار کو بچہ یہ پیچی خبر خوشی سے وہ ہر روز کھر نور گئے ساتھ نوذر کے مردان کا کردنین ہر دلیہ اندہ اب تھا اک تازیان گردا فرسیاب کرے آنکے مجھے اب کارزار برادر سے اپنے یہ بولا زمین کو دا اسب کو سگ میدان گیا قباد دلاور ہوا کشتہ جب بچہ انوہ و کچھا تو فرسیاب ہوا خون سے رو زمین لالہ زار ہوا جبکہ خشنده بچہ آفتاب او دھم لشکر آرا توران زمین سہو کسینہ تھا وقف بیکان ادرا فوج توران ہوئی چیرہ د ہوا آب تب عازم کارزار کئے ہر اگر غیرت فرسیاب یہ سنکر وہ فرسیاب لیر بیان کیجے کیا جو ہم جوبھی کہیں سہر نوذر کے دیکھہ زر </p>	<p> کر اے ہر نووش طالع و بیکار کہ لینا ہی خون سلم اور تور کا یہ پاسخ دیاباب کو بچہ زمین کردن ملک متخیر سب بیکار کہ ہر چند نوذر دلاور زمین زمین ہمسہر قارن الی سام یہ گفتار ہو عقل و دشت ردانہ ہوا سگ ایران شتاب کہ حسبت باندہ سے ہو جنگ کیا سام نے ارجان سے سفر تھا دل میں آد کچھ اندوہ و سواران جنگی صدر و صل ہزار کردن غارت ایراک لشکر کو بڑھا فوج سی لیکے تیر و شتاب نہ تاجیر کو راہ دے زمینار کہ اے سپہان کج ہو گرم کین ہوا تازیان سے ہر دلاور وہ قارن دلیہ و جو انر و تب لمک کو سپہ لیکے ہو بچا شتاب بچہ زمینان شب ہوئی آفتاب تو قارن بی جنگ فرسیاب سپہ لیکے آیا بی رزم کین نہ جان کا تھا اپنی کسک و فوج دل اہل ایران کو پہونچي شتاب پکارا یہ میدان میں تاحدا تو اگر مقابل ہو ہر شتاب ہوا آنکے رزم جو مثل شیر شان پر شان ضرب بر ضرب تھی گر اوقت پیکار تھا خاک پر </p>	<p> ردان سگ ایران ہو لیکر سیا جو قہقہہ سناہ تو افرسیاب کہ شایستہ جنگ شیران شتاب یہ سنکر ہوا خرم و شاد و دہ ولیکن منوچہر کے پہلوان زمین خوب ہوا نہ نوں غم جنگ یہی وقت ہو کجائے ہفت جہانان شمشیر زن سے ہزار خزردان ساسان و پہلوان یہ سنکر ہوا شادا فرسیاب او دھم بھی نوذر یہ سنکر شتاب ملکدادہ نے نامہ سگ شنگ مقابل ہوئے جبکہ دونوں سپا ہوا آکے میدان میں رزم جو بیسر کا وہ کا قارن نامور قباد اوس جو انر دکانام تھا وے خشت یولاد کی ایک سرب سوے تازیان لیکے آیا سپا ہوا گرم بازار جنگ و ہر د سواران جنگ آد و دیکھہ خوا گیا کہ کے آپ تہ فوج کو ہوئے گرم پیکار جنگ آد و ہزاروں کے کشتہ و خستہ و جہاندار نوذر نے دیکھا یہ جب کہ ہرگز زمین اس میں کچھ نمانا جسے نصرت و فتح دے کر دگار ہوئے تیرے دونوں طرفی روان ستیزہ کنان ہو گئی شام پہ عرض رزم موقوف کہ وہ دہ </p>	<p> تو نوذر سے اس کج ہو کسبہ خواہ گیا بھول آسایش و خور خواہ منرا و رزم دلیان ہو زمین ہوا بندہ سے غم کے آندا دودہ حضرت اس کے حاضر ہیں کیسے بچان یہی صلہ ہو کہ کجے جنگ شہابی سے کہ کار نوذر تمام جو انر و شایستہ کارزار سپہ کے تھے سالار بافر نشان کہ اب بخت بد خواہ آیا پنجاب ہوا عازم جنگ فرسیاب لکھا یوں کہ اے شاہ فرزند جنگ تو باہر ہوئے پہلوان کینہ غم کہا یوں کہ ہووے جسے آند کہ سردار لشکر تھا باکر و فہر نہ ہرگز طلبگار آرام تھا جو کھائی تو دمی جان ہو بکام ہوا ساتھ بد خواہ کے رزم خواہ کسیکے کسک کا تھا کچھ بھی درد وہیں پھر گئے سوے آرا نگاہ کہ کیسے تھے مردان پیکار جو قیامت ہوئی ایک برپا ہان زمین جنگی سہر لکھستان کہ لشکر ہوا بیدل و فیرہ اب جو کشتہ ہوا حق یہ خلق خدا کرے بادشاہی وہ لیل و نہا ہوا کار منہر ہوئی سنان ہوا غم کوئی نہ کچھ کارگر بچہ سے نہ مکہ سے نہ خواہ گاہ </p>
--	--	---	---

<p>کیا تھانہ بدخواہ سے لہجہ خیال بہر شاہ دلیک و اندوہ کین سران سید کو فراموش کیا ظفر اپنے آتی نہیں چھ نظر یقین ہی کہ پھر دشمنان شریہ عداوت کو تن سے مرا سر اگر دل اپنے بیٹوں کو حضرت کرد وہ فرزند جو طوس دستہ تھے یہ سالار دوران کو بھیجا پیام رہی جنگ موقوف دور و نیک سواران جنگی بچیں و سیر او دھرتیا صحت آرا وہ افراسیا ہو کشتہ شاہ پور میدان میں فراموش نہ آئید لشکر رہا روان سو فارس جو تازیان ہوا جیکہ آگاہ افراسیاب کلک ہو اسوے وادی روان شیر زندہ وہ بھی ہوا تازیان بیک گردش چرخ پیدا کر ہوا عبادان جہاں افراسیاب ہوا تازیان کشتہ جنگیام</p>	<p>ولیکن جہاندار تھا پر ملال سخن باب کا یاد آیا دیرین جہاندار نے پھر یاد لکھا کہ لشکر ہے اپنا دیون سر مجھے یاں لکھا میں نے کہے کہ تو قائم ہے نیک نام پر یہاں سے سو بارسل بھلیو او نہیں لیکے آغوش پر سیر کہ لشکر تنگ گیا ہے تمام رہا لشکر اسودہ زیر ناک ہوا جلوہ گر قلب میں شہریار کہ ترکان چین جسکے تھے ہر کا پڑا تفرقہ فوج ایران میں اند میدان میں قائم وہ نوزار گرفتار ہوں تاکہ شہر دوگان تو فوج اب بچیں لک کو شتاب شہر بیکرنیہ تھا آسمان ہوا آخر کار نوزد اسیر نہ نوزد رہا ورنہ وہ کرد سر فریدون عالمین ب اگر زبان سوئی فوج سب لیا</p>	<p>مازم کوئی شہ کی سسکا کا کہا تھا نہ چہرے نیہ کہ بان کہ بدخواہ کی غالب آئی سپا اگر بھلے گئے تو کہہ دے جانیے یہ بہتر ہے کشتہ ہوں میدان سران سپہ سے یہ سنگر کیا کہ تخم فریدون سے تاکہ تو کیا شاہ فی سوی پاریش ان لڑائی میں دور ورتے جنگ مگر تیرے روز وقت بگاہ وہ شاہ پور قارن سلان پیا کچا کچا پور ترک چین چیرہ دم وہ قارن بھی دانستے گریان غرض شاہ نوزد ہوا قلعہ بند ہوا اسدہ قارن نامدا جو کم رنگی فوج گرد حصار سپہار دوران یہ سنگر خیر ہوا اسکے آگے گرفتار ہوں جہان میں با حکمان نفرت سپہار کو پھر یہ ہو چکی خبر ہوا پرالم سکے افراسیاب</p>	<p>دیباستے وہ دوسرے لایا دوشکا سمجھے فوج ایران کو پوچھو زبان یہ سوچا کہ ہو کام اپنا تباہ حفاظت کی اب جا کہاں چکا سخاوت نہیں اب زندہ زندان میں کہ جز جنگ چارہ نہیں ہی شہا رہیں زندہ اسی سرور زمین تھے دیدہ تار گوہر نشان کرو تیرے روز چھڑے جنگ گیا سوی میدان پھر اپنا نشان مہر سو ستیزہ و کینہ خوا سپہار ایران کھائی شکست سو ملک پارس شتابان ہوا مخالفت کی گھبراہٹا پلیند لگی ہو باہم دہان کا زار تو پھر طلوع سے نوزد نامدار نقاب کو اس کے گیا زود تر ہزار دود و صدا بھی پہلوان پھر اقبال کا اس کے آیا زور کہ غالب رہا قارن نامور بہت دل کو اس کے ہوا</p>
--	---	---	--

فرستادن افراسیاب خروان سماساس بہت سیستان کشتن نوزد و اغریٹ

<p>سپہدار نے نیر ارادہ کیا خروان سماساس نے می بیان مگر کینہ خواہی پہ بانہ ہی نہیں لکھا شاہ محراب نے زال کو مقابل ہوئی جب سپاہ عد شکستہ ہوا منفر سپہاوان</p>	<p>کہ ملک اب بیا سچا زال کا گئے شکستہ سالار فوج گران زندہ پوش ہو گیا گز کین کہ ہوں متفق تیرا ہی نامجو تو باہم ساز ہو گئے کینہ جو ولیکن کچھ سہ کو ہو بخا زیا</p>	<p>روانہ کیے پھر پے کارزار سخی زال نے جس دم خبر روانہ ہوا سیستان کشتاب ہوئی پہلوانان کا بلستان خروان نے اگر عود و سپہ پکڑ کر ز توڑا خروان کا</p>	<p>سواران جنگ آزماسی نہر کہ بدخواہ کا لشکر آیا دھر کہ تاخیر کی تھی نہ زہنا تاب رفیق سپہدار ز ابابستان کچا کچا ہوا مارا سر زال پو زمین اس کے خون ہوئی تیز</p>
--	--	---	---

خرد و ان سو گشتہ جب تہ
گر زبان ہوئی او کی ساری پنا
مور غصب سکے افراسیاب
کیا قصد یہ کر کے وہ کی نہ جو
کیا پیشوایہ خبر سے کے زال
وہ قادر تھا سمرہ شہزادگان
جو نوز کے پر رده تھے مردان
سرک کو سلاح و زور گنج و مال
ولیکن ہی زال کو سوچ تھا
نہیں مین کیا جو ہون باد
تو کر کے بداندیش کو یا پمال
بلن اقتدار و مصلحان
اوست زال نے ایک نامہ لکھا
اگر آوے یا شک تو ای نامدار
بداندیش جو وہ جو افراسیاب
گیارہ سے زابل کو وہ نامدار
ملکر او کے پاس آتی مسیحا
برادر نازی کی تھی آرزو
کہ یہ پر تاعت نکی تو نے بس
دیا پاس اوستہ کہ امیر جو
جفا پیشہ تھا بسکہ وہ شہر پاک
غرض سیستان مین یہ پہنچی خبر
کیا نامدار و نکو اوستہ طلب
وے چاہیے شاہ والا شکوہ
نہیں یہ سزا دار تاج شہی
کہ وہ دار شحت ایران ہو
منوچہر کے ہاتھ سے وقت تک
خبر کے کی جانب گزراں ہوا
ملکرادہ زو اوستہ جو کانی

لڑایا ساس پھر بدنگ
پراگندہ لشکر خراب و تباہ
کیا قتل نوز کو اوستہ شہزاد
کہ لاؤں پراہوس و سحر کو
کیا اوستہ اعزاز و نکاح مال
سوا او سکے تھے اور بھی ہلاک
سوانے لگے ہر طرف سے وہاں
کیا زال نے نیکے فرزند زال
کے تاجور تھے ایران کا
کیاں کو یہ زندہ تاج و کلا
ابھی ملک ایران تھے تاج
بڑا بھائی تھا جاکا افراسیاب
یہ مضمون فرزندہ مرقوم تھا
تو اقلیم ایراکا ہوشیار
نحال و سک و ایراکا پھر تاج
یہ چاہے تھا سو عازم شہر
نقعی ساتھ اوستہ جو ہوز فخر
کیا بخطر بھائی کے روبرو
ہوئی تخت ایران کی شکوہ
خدا کے لیے تو نہ بہتان کر
برادر نازی کی زمیندار
سو گشتہ اغریٹ نامور
کہا یوں کہ مین کمر باندہ
دلیر و جوانمرد دانش پرور
نہیں لائق تخت فرماندہی
شہنشاہ ہاشوکت شہنشاہ
سو گشتہ جب سلم بیدار
وہاں خود خاکے پناں ہوا
سنو دار شہی کردہ ذوالکلا

وے حملہ آور ہوا زال
تاج کمان زال سے پھر مین
سوا پھر وہیں کے پراہوس
وہاں سے وہ دونوں گزراں
مجنوبی او نہیں سیستان مین
سوا او شہنشاہ کمان لال
فرام ہوئی پھر فراوان سپاہ
کہ کمانداران کو تکریم سے
ابھی طوس و ستم نادان
جو شاہ زبردست پر کچھ
جوان ایک تھا حاکم شہر زور
ملکرادہ اغریٹ و کاکا تھا
کہ مین بہت کی فرام سپاہ
ترجمی چاکری اہل ایران کرین
روانہ سپاہ پر شکے اس جہ
خبر سے اوستہ مین افراسیاب
کیا لاجم مشرل فراسیاب
ولیکن لگا گشتہ افراسیاب
جو دشمن مین اوستہ موافق
مری تاب کیا جو کون مری
رکھا جو رو بیدار و نا حق
یہ سنکر ہوا زال اندوگین
میر ملک سے خضم کو سنجیدہ
شہنشاہ نوز کے دونوں پر
سوا او کے نسل فرزندوں کر
کیا زال نے جب بیان مین
ملکرادہ طہاسب او کاکا
غرض ہی سپاہیک کاکا
سنا زال نے جبکہ یہ نامدار

مصر ساس پھر مین
نزارون کے قتل ترکان مین
گئی ساتھ او کے سپاہ گران
طرح سیستان کے شہان ہو
رکھو جمع خاطر و لوستے کسا
کہ اطف مصر و ہر ایک پر
جوانان زرم آور و کینہ خواہ
کیا خرم و مشا و تعظیم سے
نہیں بادشاہی کے شایان
سنو دار و مو جے تاج و مسلم
سنو دار و رنگ شایان کر
جو ہوز و خوش خلق شیرین کلام
ولیکن نہیں کوئی بادشاہ
ترے آگے کار نمایان کرین
سوزال اغریٹ نام جو
سپاہ گران کیے پہنچا شتاب
کہ رضاش کی تھی نہ زنا زاب
طرح شعلے کی کھا کر بس بیج و تاب
مار تو جان مین سنا فخر
نہیں مجبور دعویٰ بجز چاکری
کیا تہ سے بیچارے کا سر جدا
زیادہ ہوا اور بھی لال مین
شہنشاہ اوستہ سے نوز کا خون پیہ
شہنشاہ فاش و عقل سے پھر و
کوئی سو تو محب کو کہ و ہم خبر
تو کہنے لگے موبان کہیں
فراری ہوا بادل پر خطہ
جو اغزو و شور و غوغا
تو یوں قادر نامور سے لکھا

کر لے آخری سے سوز کو پیا
دستان آمدن ملکہ زاده زو پسر
مراود من القصد فارسی

طہاسب ہمراہ قارن طرف سیستان و جلوس بر تخت شاہی ایران

حضور ملک زاده پوچھا وہ بی خوشی ہو و من ساتھ قارن کو زو مرا جلدوہ گرفت شہی پوچھا کیا شاہ پھر سوی افراسیاب کیا خوار ہو کر جو پور پشنگ ترا بجائی اغریث نامور روا تو سہر کھا برادر کا خون رہی پھر نہ کچھ قدر افراسیاب کیا اور سنہ ہر فرد و شب عدل جہانین باقبال دیباہ و جلال	دبازال کا اوسکو پیغام طرف سیستان کی ہوا تیر ہوئی اک جہان کو خوشی تو نہ درا کی لایا نہ ہرگز وہ تیا نہ غرت ہوئی کچھ حضور پشنگ تھے پاس حاضر ہوا آنکر کیا فوج ایران فوج زون ہوا ناگوار اوسکو آقام غور جہان کو کھا خوب آبا و دشا رہا شاہ فرمانروایع سال	کہا یون کہ چلیے سو سیستان جب آیا خداوند تلج و ہم سو ملک پارس روان کی جا کیا بجاک بد خواہ توران میں پشنگ دس بولا کہ تلج و جار کیا تو نہ اوسکو ادسکو ہا نہین کام تیرا سرے دور جہاندار زو خسرو دین پنا دل زال زرا در سب پہلو پھر آخر کو پوچھا پیام صل	رہا شاہی اور گس شہی دہا ہوئے گرد سب دس فرمان پیر مرا و اس ولایت میں پھر تصرف ہوا شاہ کا ایران میں نہ آئی تھے شرم کچھ زمینار خدا کا نہ ہرگز کیا خوف پاک مے سامنے سے ہوئے در تو ہوا جبکہ ایران کا بادشاہ شب روز تھے شاہ کو مع خون گئی جان قارن سے اوسکل
---	---	---	--

دستان شستن گر شاہ بر تخت و باز آمدن افراسیاب از شخیر ایران

مرا ہا یک بعد گر شاہ شہ پشنگ ملاور کو پوچھی شہ بعد لطف تقصیر افراسیاب سیاہ گران لیکے پور پشنگ پھر اسیاب لیکے افراسیاب مگر کہ رستم کو اب سر گروہ لگا کہنے رستم سے بچال زر تو کار آرمودہ کہیں نہ ملک ترجی مصلحت کیا ہو تو کہ شتاب یہ بولا تھن کہ ہون مر و زرم کو داؤن اگر اس کو دھتک کہا پھر رستم نے اسی پہلو دکھا لے تھن کو پھر سر بسر وے ما دیان ایک تھی سخت جنگ	خداوند اندک تاج دکلاہ کہ اک طفل ایران کا تاجو معاف دسور کہے کیا تو نہ ہوا سو ایران روان نیک کیا چاہیے اب تدارک شتاب اودھر پھرتا ہونین صندوہ کہ حیران ہونین کیا کروں جو کہ نہ ناز پر و در وہ زیر فلک جو ہو تھک و منظر سو سے جواب کردن خیرہ بد خواہ کو ہی غم تہ تھہرے آگے شیر دیک مجھے چاہیے سپ گز گران وہان گلہ سب تھو جس در نگار اوسکے تھے جسم پر لاد رک	وے تھا پیر مذہ زای زال پشنگ پیر دل میں لگا کہ تہ کہ لشکر کشی سو ایران کو کہ زیر گان ایران یہ سنک وہ بولا کہ من تو ہوا سا یہ سنک مے شاد سب نامجو ہوا ایک ریش دشوار کار تھے کیونکہ پھون و کا زار غرض آزما تھا رستم کو زال ببازد پر زور و دست دماز یہ گفتار سن خوش ہوا زال حصو اوسکے لائے وین گرام کہا پشت پر ماتھ جس سب کی اور اوسکا تھا اک بچہ پشنگ	کہ تھا بادشاہ جہان فردسا کہ شخیر ایران آسان جاب یہ کہینہ خواہی تو باندھاب لگے زال سے کہنے امی نامو ستیزہ ہے کار جوان گرد کیا سینے اقبال سبات کو کہ جس سے گزیران تلج و قار نہوے شیر مردان جنگی سلو کہی باہنین جنگ کا کچھ خیال شہین کچھ طلبکار آرام و ہاز دعاوی کہ باہم مو تھے لطف تھن ہوا دیکھ شاد کام وہ شہزیر خم ہو گیا بس تھی ہوا دیکھ خوش بل صفت کن
---	---	---	---

یہ چاہے کہ ڈالے کیا فی کند کہ ماورج کرے کی جو خواتر تہمتن کے آخر کو ڈالی کند یہ چاہے جباوے تہمتن کا سر غرض خورش تھا نام اوس کی کا کیا زور اوس نش فرستد کیا خورش کو زین ہوا پھر سوا سپاہ گران ساتھ دیکشتاب گیا آپ بھی بعد دوروز کے جو جسے کرے رزم کی آرز سلیوہ کی تھی پردن شاد کام کوئی چاہے بادشاہ دلیر نزد فریدون سے کوئی اگر فریدون نسب شاہ فرخ نہاد یہ رستم سے بولا کہ اے نامور تہنا یہ رکھتے ہیں سب پہلوان دو ہفتہ میں تو یہ پوچھو اتان ملک	کرے تاکہ اوس گرہ کو پائی غضبناک اور مردم آزار تر شرش لایا وین زیر بند کہ اتنے میں شہم بھی چون شیر توانا زور اور وحشت تھا کہ رستم کو بس لچکا چھینکے بعد کا کیا بی بی نامدار روانہ کیا سے افرسیاب مالا جا کے بس رستم گردے وہ کیا پیر سے بس کر دوز اور افواج ایران تھی میل تمام کہ یاج کی ہیبت ہوتا شیر کین سو تو دوجکو اگر خیر دلیر و جوانمرد کی قہقباد کہ باغداد اور شش کو زین کہ کہ تو چلے ہو بادشاہ جہان زیادہ نو دیر زیر فلک	لگا کہنے رستم سے پھر گاہ کیے اسے ہن بشتہ زین خون غضبناک ہو کر وین مادیان ہوا جبکہ میدان میں اغرہ زین کند اوس کے سر پہ ہوئی جبکہ ولیکن تہمتن بھی پر زور تھا در گنج پھڑال لئے واکیا ولیکن ہوا مضطرب بال زر یہ کہتا تھا ہر روز افرسیاب ہوا زال بھی پیر دینہ سال یہ تھا زال کو سپع شام دیکھا روانہ کیے سہ طرفہ مردان کہ سنی کیا آنکر یون بیان ہوا یہ خیر شکے دل شاد زال روان ہوشیابی ہو کی قہقباد مددگار دولت ہو یا دوزخ یہ سنکر دینہ ہل ہل شکوہ	کند سپہ پست ڈال ہی پہلوان مبادا تجھے بھی کرے سرگون دوان آئی مانند شیر زبان تو ہیبت سے خیر ہوئی مادیان لگا کھینچے تب یل احسنہ زور اوس کو قابو دینے رکھا تہمتن کو گنج فراوان دیا نہ لایا وہ تاب فراق سپر کہ رستم کی کو دک کہاں سکوتا نہیں اب کج لکھ ایران مجال کہ نادان نہایت ہر گشتا شہ کہما زال فریون ہر اک سو کہان کہ ہو کہ وہ البرز میں اک جوان ہوا بند سے غم کے آواز اول یہ کہہ چلے احوشتا فرخ نہاد مہیا ہو تجکو وہاں تاج و تخت روانہ ہوا سو سے البرز کوہ
---	--	--	--

روان کردن رستم را برای طلب کیقتباد و بکوہ البرز آمدن کیقتباد و نشان دادن کیقتباد در تخت

او ترکوہ البرز سے کیقتباد لگا کہنے دل میں عجیب جوان کہ تند اس قدر تو نہ جابجوان مگر ایجو اندر نسخ نہاد ترے ساتھ اک مرد عاقل کو یہ بولا تہمتن کہ اے نامور جوانمرد ہے کیقتباد و سکام یہ سنکر وہ بولا کہ میں ہوں تہنا تجھے تخت ایران مبارک ایم دوبارہ سفید آئے ایران سے	کہ میں کچھ بیٹھا تھا سر و شا تماشی خورش اور گر گر ان اور تر ذرا سپ بٹھہ یا مجھے دی نشان شہ کیقتباد مکان تک تجھ اوس کے دل کو پیر میرا ہے پہلوان ال زر تو جا کر کے یہ اوسکو پوچھا پیر پر بدنام کتہا ہوں یا ہمیشہ ترا بخت دہات بکام سرخنت شاہی بٹھایا مجھے	ہوا رستم گردنا وان گذر ہوا میل خاطر کہ ہوشین می وقل یہ دیکھ طیار ہے وہ کہنے لگا پھر کہ آتو یہاں لگا پوچھنے پھر کہ ای پہلوان کہا اوستے مجکو کہ جاسکو کوہ کہ ہو پہلوانوں کی یہ آرزو تہمتن فرسہ کو دیا پھر جھکا تہمتن سے بولایہ پھر نامور دم صبح پھر بادل شادمان	وہ شہزادہ حیران رہا دیکھ کر تہمتن کو آزدی پھر وین وہ بولا نہین مجکو درکار ہے تو اوستن مور کا بھی دن نشان بتایا تجھے کہ یہ ان نشان وہاں ہے ملکر ادہ ہل شکوہ کہ تو شاہ ایران جو اسے ناچو بجا شرط خدمت کی لا کر کسا تجھے شب کو اک خواب آیا نظر اور ترکوہ سے آکے بیٹھا یہاں
---	--	--	--

ہوا اس طرف کو تراب گذر
 سمجھے مجھے اور میرے باب کو
 غرض سو ایران و ہین شاہشا
 یہ سرحد بین پہونچ جب ایران کے
 قلوں نے کیا نیزہ او سپرد
 تو کشتہ قلوں دلا ورمو
 رہیں تھے نہان دشت میں قہر
 اوسے اوسے یکہفتہ مہان کھا
 قہار دلا ورمو کو باکر وفسر
 جو لشکر سے لشکر مقابل ہوا
 او دھرت ساساں کی یادیں
 وہیں ال سے رستم نوجوان
 پیاروں کو اب آکے افراسیاب
 تو پھر نہ ہر شیر نہ دوسے آب
 یہ کہنگا سوسے میدان کسیر
 اوسے دیکھ کر دیان سے ہون
 کہ پھر پوزال اور رستم جی نام
 کہ انھیں غفل آیا جو تو بہر جنگ
 تھن نے بھی گرز کو کھدیا
 کمر بند او سکا پکڑا کین سے
 گیا لوٹ لیکن دواں کمر
 او دھرتے بھنی وہیں نگران ہ
 گریزان چو ترک و سالار ترک
 لگا کر نے فریاد یون باپ سے
 ہوا کی قباداب وہان تاجدار
 عجب صاحب زور پیدا ہوا
 بیان او کی قوت کا مین کیا کو
 کمر بند میرا جو لوٹا وہین
 یہ پھر مصلحت ہستی ہو ہم

بلطف خدا اسے یل نامو
 دو باز سفید اسے یل نامو
 روانہ ہوئے رستم و کیکاو
 ہوا سترہ وہ بھی تکی کے
 کہ سینہ ہو رستم کا و قہر
 گریزندہ یکہست لشکر ہوا
 روان شب کو تھو تھو زہر فلک
 بشغل می ناشادان رکھا
 سترخت شاہی کیا جلوہ گر
 سو رزم ہر ایک مائل ہوا
 ہوا ساتھ قارن کیمین
 یہ بولا کہ اے پہلوں جہان
 مے ساتھ ہو رزم جو تو شہا
 اگر سائے آوے افراسیاب
 ہوا غفران جاکے مانہ شیر
 لگا کئے سالار ترکان چین
 رکھے اٹھ مین اپنے ہر گرز نام
 تو کیا احتیاج سنان و خنک
 ہوا فریاد اوسے جنگ آزا
 او بٹھا کر تھن نے لبز سے
 وہ چھٹ کر وہین گریزاں
 لگب کہ تھن کے پہونچی سپاہ
 ہوئی سرد گری با زار ترک
 کہ پہلے ہی کہتا تھا مین اپنے
 وہ ہر مرد جنگ ورو ہو شہا
 نہم نیچہ شیر ز او سکا ہوا
 کہ لبز روئے مین شہا
 تو مین ہاتھ سے اوسکے چھوڑ
 نہون کینہ جو کیکاو اور ہم

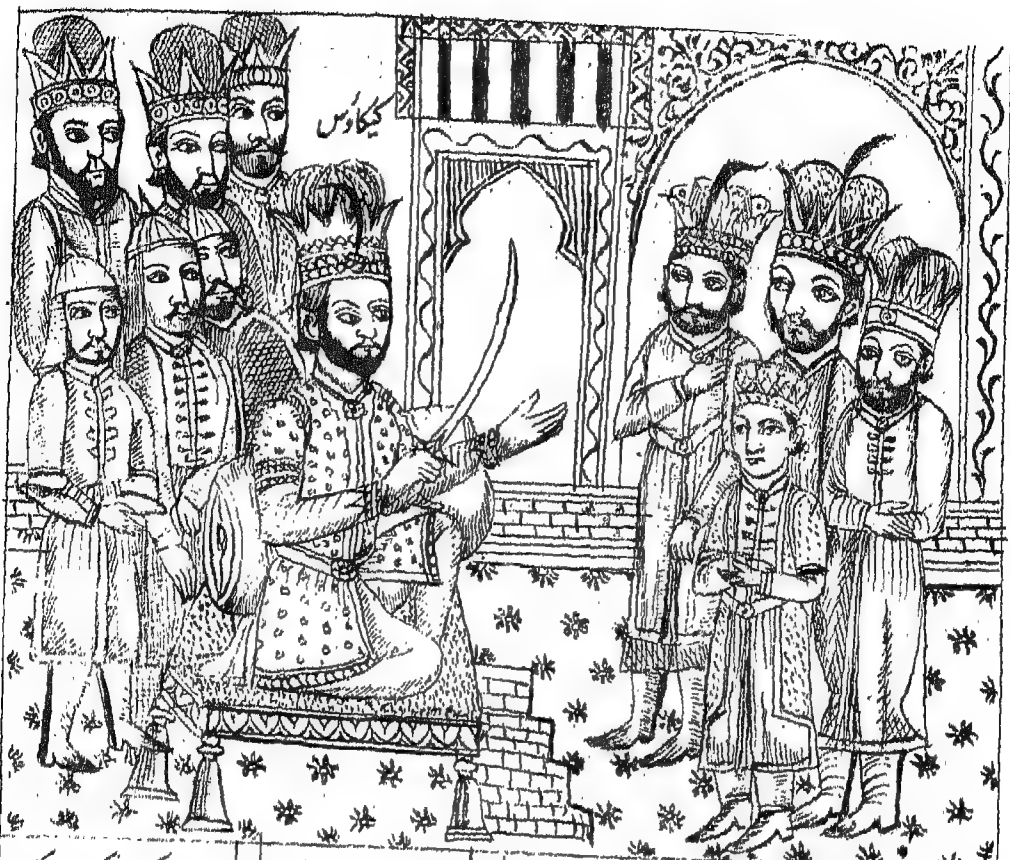
یہ کہنگا وہان نوش کی پیش
 لبز باوٹھے تاسو ایران
 قانون دلا وریل باو قار
 تھن قلوں کے مقابل ہوا
 وہین نیزہ رستم فرس جھین
 لصد شادمانی وہ دونوں جوان
 غرض فتر رفتہ وہ پہونچ دیان
 ہوئے یکہل لے مین یہ وجہ
 کیا قصد چھ سو افراسیاب
 او دھرتے تو قارن یل نامو
 ساساں کیمین و غرق ہون
 مے دل مین ہی جاؤں کہین
 نکر قصد جنگاں و سس ہوا پیل
 تھن یہ بولا غفران کیمین
 کہا یون کہ اب ترک فرما
 بتاؤ کہ سہ کون پہونچوں
 مقابل تھن کے آیا وہ ترک
 فرار و سرخچہ و کھلا و خنک
 کیا ترک نے زور پر چند پر
 یہ جاہا کہ لیجا سب سے شادشا
 لبز تھے مین اس پہونچ اوسکے
 ہزار و صد و شصت جنگی جوان
 اور اب جو تھن پوشنیک
 کہ ایران تو تھن کیمین مصف
 بہت دین تو ایران مین ہر پہونچ
 یل بلین رستم او سکا ہونا
 جبار کے یکبارگی نہیں سے
 ہوا سو دھرتے اسے پردہ
 کسی حقیقت جو پیش نشنگ

کہی پھر یہ رستم نے تعین غراب
 تھے سر پہ تاج شاہی کھین
 طرف سے تھا گشتاں کے راہ
 سو رزم و پر خاش مائل ہوا
 قلوں کے جو مارا وہین سینہ پر
 ہوئے پیشتر اوٹن کسے ران
 یل نامو زال زر تھا جہان
 تو پھر زال نے روز رستم وہاں
 تھے پہلوں شاہا ہم کاب
 گیا سوسے میدان کی کارزار
 زمین پر گرا سب سترنگوں
 کروں خوار و شین کو آکے کھین
 مقابل ہوا و سس کیسی مائل
 اوسے سس لاؤں زیر شین
 مقابل تو مجھ ہوا آکے شتاب
 یہ سکر کیا مردان نے بیان
 زبان پر یہ گفتار لایا وہ ترک
 ابھی باز کھینچا لیجا و خنک
 رہا وہین دست اٹھ لی نامو
 شہا حوض و شہا کیکاو
 ہوا گرم ہنگامہ کارزار
 ہو شہا ہا تھن رستم کے ہا
 گیا حوض خاطر حوض شہا
 مجھے رکھیا اسان سے تعاف
 دے اٹھل سے ساساں کیمین
 زلوں و سس پھر اپنا لشکر تمام
 پکڑ لیجا تھا رستم سے
 دے اب گذشتہ تو مت یاد کر
 تو ان نامو نے لکھا نیک

کیا دیکے ولایت کو نامہ روان	نوشتہ نامہ صلح پشنگ والی توران کی قیادت	سو کی قیادت شہزادہ ہارون
<p>حضور جہاندار ولایت گیس اگر تو نے خون ایسے کیا کیا اوسے پاداش تو دے پس بہت سہل کر گینہ خواہی ہوئی کہ ہم تم نہیں غیر کچھ نہیں کرین تازہ پیمان و عہد تہا یہ پانچ لکھا شاہ زحیر وین نہیں عہد و پیمان بہ تم تہا لگا گئے رستم کے تاج جہا یہ سنکر وہ شاہنشاہ نام جو یہ بولے وہ شاہ قوی جنگ دیار رستم و زال کو گنج و زر بصد ملک توران و نینہا وہ لائے ترقف میں ملک وسیع بصد کامیابی فرست و ظفر ہوئی دج خوان شہ کی قیاد یہ سو جہا شہنشاہ کو کیا برگی طلب کر کے بولا کہ کاؤس کے معاون رہو اوسکے شام و صبح وہ بولے کہ ہم آئیں تہا</p>	<p>سپہدار توران کا نامہ دیا منوچہر نے اوسکا بدل لیا کالی غرض پنجوی کی پس بہت فوج کی پس تہا ہی ہوئی برادر میں کجیری ای شہزادہ نہ لکھ کشی پھر کرین زینہا کہ ہرگز نہیں ہے آغاز دین تھاری نہیں بات کا اعتبار نکری صلح اور تہتی نہیں طلب کر کے محراب و زال کو کہ جو صلح بہتر شاہ جنگ سے عنایت کیے خلعت پر گھر کر دنگا قرون تیرا غر و قار ہو و شہ کو شامان عالم طبع گیا سو ہی باریس شہزادہ فرید و کو ہرگز کیا پھر نہ یاد کہ آخر ہوئی اپنی انہندی غریز و تھارا بڑا بھائی ہے کہ فتنہ نہ پرا ہو بار و گر اطاعت سے پھیرین نہ نہرینہا</p>	<p>پڑھا کر کے وانشاہ فرست ہوا پھر اودھر غارم از اسباب ہوا پوڑھا سپ پھر کینہ خواہ یہ بہتر ہے اب آشتی کیجیے موافق فرید و کی تقسیم کے غرض آب جھون سے دریا اودھر سے ہوئی ابتداء طلم سیر نو اگر سوئے قول رستم کیا گزرتے میرا و سکوزو یہ بولا تھارا جو ہو مشور غرض شاہ نے بانٹا شطرنج کہا یوں کہ ای رستم نامجو شہ ہفت اقلیم نے بعد از ان بہت ملا وین کچھ شاہزادہ یہ داد ووش شاہ فری کی دیا رہا سو برس شاہ گیتی تہا شہزادہ کے تھے فرزند چار یہ ہووے خداوند تاج و میر سبھون نے پذیرا کیا یہ سخن کئی روز کے بعد پھر نگاہان</p>

داستان جلوس کی کاؤس بر تخت سلطنت ایران

<p>ہوئے بند جب یدہ کی قیاد لگا کر فراد ووش و شب کہ آت ہوا ہے بہت خوشگوار کہ ہرگز نہیں اب مجھ میں نرم فرید و ن و ضحاک و جیشد سے یہ جی میں ہر کشورستانی کرو</p>	<p>تو پھر شاہ کاؤس فرخ نہا لگا رہے مشغول عیش و طرب سدا فضل گل ہو ہمیشہ بہار ہوا دل طلب کا میدان نرم نہیں کم ہر کچھ و روت و تھو ہر ملک میں حکمرانی کرو</p>	<p>خداوند ازنگ و منہر ہوا ہوا ایک سا زندہ خاطر دہان یہ سن کر کیا قصد از فرزان مبادا اگر ہوں میں آرام گیر مشقت بھی لازم ہوا و نکل مال کچھ نیچوں اب سکے ماند رنگ</p>	<p>جہان پر و وعدل گستر ہوا لگا کر نے ترقیف مازندران وزیر و سک بولایہ شاہ جہان تو بر باد ہو ملک تاج و سیر کہ قائم سے افتر ملک مال کروں سک و خطبہ اپنا و بان</p>
---	---	--	--



یہ گفتار خاقان آفاق گھر
فریدون و جمشید عالی وقار
باین زور و قوت وہ شاہنشاہ
وہ گرساس ستم طوس جوان
ہوئے کیدل اس بات پر گرسب
پہونچے بھی مار کے وہ نامور
یلان سے ہما ندر کشور کشا
کہ ہم اور تم چلے شہ کے حضور
کہ تمباہنشاہ بادادودین
شنشہ نے گفتار لطیف و کرم
کیا اور نہ پھر زکا ز نذران
کیا زلال سے عرض اوجا
فریدون ہمیشہ سے پیشتر
کیا تہنخ سوسے مازنذران
لگے کہنے پھر سب سران سپاہ

ہوئے شکے حیران امیر و وزیر
سنو پھر شاہنشاہ نامدار
نہ عازم ہوئے سوسے مازنذران
وہ گورز اور گونامی بایان
کیا چاہیے زلال کو بیان طلب
روانہ ہوا سیدستان اودھر
یہ بولا کہ اب جاؤ تم پیشوا
کہ میں شاہ کو اس ارادے پر دور
نہ کیا کہ میں اور سناسپین
کہ میں پیش ال ستودہ شہ
یہ سنکر کہا شاہ فریدون کہ ان
یہ سنکر خبر من بھی آیا اودھر
کیا تھا ارادہ کہ جادین اودھر
حذر تو بھی کیلے شہ خضران
کہ ہمین ترے بندہ نیکیا

بغاہت ہو کر کہ ہر بات نیک
کہ میں خوب تھی یاد نشوگر
نہین کہ مناسب فرماتے تھے
وہان سے تھی یہ طاعت
وہین ال کو ایک نامہ لکھا
یہ سنکر تعجب ہوا شاہ کو
لے چلے جب ال سے پہلو
جب کے حضور شہ نامور
ہمیشہ تو شاہ جہانگیر ہو
وہین ستم کی پہونچی خبر
ارادہ اور طرف ہی دست
کہ میں تاکہ اس شہ کو جا
سنا کہ یہی خانہ دیو سار
نہ لستہ ہو زور و شہ سپہ
یہ عرض او شاہ عالیجناب

میں جہین کہنے لگے یون ایک
اطاعت میں او کی تھی دیو پر
کہ آتی نہیں کامیابی نظر
کہ شہ کو کہنے باز اس بات
رقم و زمین احوال سارا کیا
کہ بے حکم آتا ہے کیون نامور
یہ اونسے کیا زال سے تب بیا
لگا کہ نے تعریف شہ زلال زر
ولایت ستان تیری شہر ہو
وہ بولا دعا گو ہے شام و صبح
کہ ملک گیری یہ باندھی جو پت
فراسط اسے حسد و سرفراز
طاسے اور جادو وہاں شہما
نہ لستہ آئے اونسون و تہیر
نہین ہوا ارادہ قرین مواب

یہ پاسخ دیا شاہ نے زال کو خدا ہے مرا یاور و دستگیر تو اسے زال اور رستم پہلوان بدستوری آشاہ کشور کش معاونین او سکا رہو نگام دام	اے گردانا دفر خندہ غم کرون خاکے دیو و نگہ فران پر طرف ہر ہی یان رہو حکمران جو کچھ عرض کرنا تھا پہنچے کہا مددگار یاور میں ہر نگام دام	فرید و کسے افزون ہے میرا طلسم اور اسونکو توڑوں تمام لگا کنے چہرہ سے وہ نیلواہ مجھے کیسے رخصت ہو سیتا عرض شاہ سے پھر سیتا	منوچہر و جم سے نہیں ہو نہیں سیر بد سگالان کو چھوڑوں تمام کہ میں بند سے ہم اور تو بادشاہ کسے حکمرانی کوئی اور یان مخلص ہوا پہلوان چمان
--	--	--	---

رفتن کیا وں برائے تسخیر مازندران و گرفتار شدن دیوان معلوم

یل نامور ایک پہلا دتھا تو پھر زال و رستم کو کچھو خبر کیا لیکے وان لشکر بشمار جب آئی حاکم مازندران ہوا سانسے جو بے نام ستیز گلستان ہو وہ شہر کچھ کم نفع روانہ کیا ہو کے پھر نا ایک شبابی ہو کر تو اسے اہر من ہوا شاہ سے آنکر کہتہ خواہ گرفتار جنگال دیوان ہو سے ہوا اس مکان کی خوش آگین وزیر یرون نے مجھکو کیا منع تھا جہان قید تھا شہر یار زمرن	اے شاہ کا وں زبون کہا معاون سے ہونگے وہ آنکر یلان جہانگیر جنگی سوار تو پھر واسے دیکھو پہلوان تو کھینچا اسے پس تہ تیغ تیز زن و مرد و خشن منظر و خوش کسی دیو کو سرے دیو سپید وگر نہ نہ جانہر سوان ایک ہوئی قتل ایران کی ساری پراگندہ دل اور حیران ہو تضا اس گلستان کی جھانک وے بیٹے اُن کا مانا کہا ایسے شدن کیا کا وں در مازندران و	کہ سونا چھو پیناں شکشاہ یہ کہار جہاندار کشورستان بفرمان شاہنشاہ نامور زراعت کو کیسے جلاتا گیا کیا تا در شہر غارت کنان ہوا شاہ مازندران قلعہ بند کہا یون کا چلن تو رنگ ہوا یہ شکر شامان ہونا بکار ہوئی گویہ اور شاہ کا وں بھی کہا دیوار زنگے شاہ سے یہ شکر گماشاہ نے دیو سے ہوا پھر میں آخرا آئے خوار انکھبان سے بارہ ہزار ہرن	کوئی آکے جو تجھے بکند خواہ ردانہ ہوا سو سے مازندران کیا گویہ لشکر کو لے بیشتر مکان خاک میں سب ملا گیا بہت مال و زر ہاتھ آیا ہوا کہ غالب تھی فوج شہر ارجمند کیا شاہ ایران فرجکزیرون وہ لایا بہت لشکر دیو سار وہ گو دیز و گتیم اور طوس بھی کہ تم خوش ہو سے اس طرف نگر کہ اگر تمھا بائیں میں رو سے نہیں چارہ تقدیر سے زہار انکھبان سے بارہ ہزار ہرن
---	--	---	--

فرستادن کردار پیش زال لطف سیستان و مخلصی یافتن باعانت رستم

وقت ایسری سو سیستان سیان زال سے ماہر اسب کیا تو پائی منرا سینے آخر کو آہ یہ پیغامبر نے کہی جب خبر سو ہو قید اور ہم مو حواس نہ ہرگز رہی مجھکو کتاب جنگ ظلم نے قضا کے یہ فتح بلند	روانہ کیا شہر لاک پہلوان طرف سے یہ کا وں کو پھر کہا ہوئی کشتی بکست ساری سپاہ تو دیکھو وہین ہوا زال تر کہا رین شہر قدر اہم سے کہ کیسے ہو سے سست باز و فوج کبھی تیرے نام ایل رجبند	کہہ بونی دے تال زل زکھ کہ اس وقت میں ایل ملیں رہے زندہ باقی جہان چندن یہ رستم سے بوالصدا ہوئی یہ ہی وقت یاری وادہ کا تو بہت کو اب کام و ما شتاب خوشی سے یہ بول لیل نامجو	سوا وں پہلوان فریاد آنکر نہ لایا جو خاطر میں تیر سخن سو میں قیدی غیب اہر من کہ والی ہا راجہ کا وں ہر کہ حق نے تجھے زور بازو دیا سو شہر مازندران جاشاب کہ ہر جنگ دیوان ہری آرزو
---	--	--	--

وے دوری راہ سے خطر کہا نال ڈاس سوا پہلوان گبا دور کی راہ کاوس تھا بت لہوین ہین با عظیم تھن یہ لولا خط کہ ہین کرون قتل وان لشکر دیو کو تو ہو کامیاب ایسے ل نامور لگی کھنے درو جہا کی مجھے اب او کی جھوٹا کو جانا ہون دستا پنے کو کی لیا زینہار	کہ وان میر جہا نکلا یہ کہ ہین تین رتو ہو چنے کو تو اوس راہ سے اوتھن نجی ہر اک منزل سکی ہی رتو نجی بتا سید حق نہ ریر جہا چھوڑا لاؤن کاوس و گرو کو سے تھن تیر رتو نجی و ظفر سنائے تو کیا فائدہ ہو جھے بغض و ظفر یان بھرا تہوین دوستان رتو رستم براہ پر بلا ہنقخوان	مبادا کہ منافع کرین شاد کو نہین اسین ملکانی حیاتیار نہین آدمی کو وے وان نہاد تو پیرسات وین تو ہو پو کو طلسم اور جادو ستا نکو خراب دعائال تے دی کہ لیل نہار ہوئی خوب رو دایہ گر یہ کن کہ زندان مین ہین بندگان خدا روانہ ہوا رستم پہلوان فقط خورش تھا اور وہ شہسوار
--	---	--

برائے ربانی کی کاوس بطرف شہر مازندران و احوال منزل اول بند

ہوا گام فرسا بیابان مین وہا چھوڑا مین پیر خورش کو تھا و سو جنگ مانل ہوا پیر آخر ہوا شہر شکی زبون کہا خورش ہی ہو کہ پیر شتاک اگر پیر بلا ہو کوئی آشکار	سشام ہو پونا نیشان مین کیا خواب مین وہ مل نا جو ہزردمان کو مقابل ہوا روان اسکے تن کو ہا جڑن کہ تھکو اگر شیر کرتا ہلاک تو ہونا مقابل دلو زینہار	کیا صید اک گور کو وانشاب نمایان ہوا ایک شہر ثریان اٹھا شیر کے سر بہار و دست ہوا جبکہ بیدار وہ شیر ز تو نے کون چلتا سلاح و لب تو بیدار و شہسار کرنا مجھے	لگا کر وٹان اوسو کھا کے کباب طرف خورش کو وین آیا وٹان چکا کر کیا اوسکو دانتو لست تو حیران نہایت ہوا دیکھ کر بڑا ہی کیا تھانہ تو نے غضب شتائی خبر دار کرنا مجھے
--	---	--	---

احوال منزل دوم و ماجرا سے ہلاک نمودن اثر و ہا تیا بید ایزد نقالے

ہوا خورشندہ جب جلوہ گر خدا سے تھن نے کی التجا پیر ہستہ کرنے لگا وہ خرام ہوا پیر وہ دنال آہور وان کیا گور کو ترستے پیر شکار گئی جب گز نصف شب جہا	تو رستم روانہ ہوا بیشتر کہ مت رکھ تو نہ دوتھن رتو تو یہ سمجھا وہ رستم نشہ کام تو ہو پونا شہر شہر پہلوان اور آتش بھی کی سنگ شکار ہوا اظہر اک اثر دانا گمان	نظر چاہ و چشمہ نہ آیا کہین نمایان ہوا ایک آہو و بان کہ بیشک ہی بخشائش کو کا سپاس خداوند لایا جی تناول کیے بس بنا کر کباب کہ شتا و گز وہ درازی مین تھا	ہوا آتشندہ جب جلوہ گر خدا سے تھن نے کی التجا پیر ہستہ کرنے لگا وہ خرام ہوا پیر وہ دنال آہور وان کیا گور کو ترستے پیر شکار گئی جب گز نصف شب جہا
--	--	--	---

نه آیت نظر کچھ چپ و پاس جب اگر پھر ہوئی مجھ سے ایسی خطا کیا خواب میں جب یل اجبند جہ جہاڑ سے تھا اڑدیا میسیا بہر تہ میں بیدار رستم ہوا ولیکن نہ ہرگز ہوئی کارگر کراتے میں آیا سو پہلوان ہو دیکھا کہ رستم یہی وقت تنگ تھمن نے ایک تیغ ماری دین	ایک خوش برادر خوش و شاد تو سر ترن تیر کر دنگا جدا تو نکلا وہین اڑدیا میسیا او دھر خوش ہوتا تھا بھلا وہین گرم سیکار رستم ہوا قوی اڑدیا کی ذرا شست پر وہین کر کے واڑدیا زون کیا کام کیا خوش فیہ رنگ ہوئی خون ہو اسکر لکین تین	وہ بولا دوبارہ جا بجا پیادہ سو شہر ما شہر دان ہوا پاس رستم کے ستاد خوش وہ جب آگیا متصل ناگمان تھمن نے پھر کھینچا ایک تیغ یہ چاہا کہ رستم دیکر ہا وہ اڑدیا ہا کہ نہ آتش سے تھا کرا تھون کی کھلا او سو دو کر ہوا شہر جب اڑدیا ہر دمان	خوش آیا نہ آرام میرا ردوان ایک سون تیغ دگر سہوا جالفتشالی کو آمادہ خوش ہوا تب خروشان و جاکر نان دلیری سوزی وہین بدیع کرتا ہوا دوبارہ تن اڑدیا وہ ناچار سو عقب ہٹ گیا پھر اس اڑدیا ہا لے و تھا تو کر لے لگا شکر حق پہلوان
--	---	---	--

بیان احوال منزل سوم راہ ہفتخوان و طی کردن تباہید پروردگار حسان

روانہ ہوا اول سے پھر صبح گاہ ہوا جبکہ رستم سکونت گزین بہت خوب تھا اس کے بریں لباس پھر احوال رستم نے پوچھا تمام بیا باغین پوچھا کے ہر نقل و بیان تک وہ محفوظ و نہم ہوا ہوئی وہ بھی مستقر حال جب تھمن پہنچا یہ ہوا آشکار یہ بولا کہ تو کون ہر تیغ بتا	در از آئی اس روز در پیش تب آئی وہاں کہ ان تھمن غرض بیٹھی اگر وہ رستم کو پاس الکی کہنے تب یون بتا لاغلا جو کچھ چاہیے یاں سو موجود کہ پھر نغمہ سنج آپ رستم ہوا زبان پر وہ لایا وہین کہ ہر ساحرہ یا کوئی دلو سار ازین ساحرہ ہون یہ تو کھلا	شہر ہو چلا وہ ایک چشمہ پر صرای سے پہنچا تھمن کو تھمن نے اس کو نفل میں کیا کہ ہو یمن رستم حق پرست ترتیم سرا پھر ہوئی نازنین سجنا کر نینا ہر اک سو کار سنا جبکہ نام جہان آفرین کیا اس کو وہین اسر کنند تلم تیغ سو کر کے پھر اسکار	کہ سبزہ بھی تھا خوبان تارہ تہ تھا حراچی کہ طبع رجبی اور اک جام حراو شو لیکر مجھے وہ خداوند بالا و ست ہوا اسکے رستم مسرت ترین سوار از نہان پچھا آشکار ہوا تیرہ رنگ رخ نازنین غضبناک ہو پھر یل اجبند کیا خواب میں وقول نامور
---	---	---	--

بیان احوال منزل چارم راہ ہفتخوان

جووان سو بیا صبح دم رہہ نور وہ طر کہ گیا راہ تار یک کو جرئی ایک چوٹ آنکر تا نوں یہا نکا جو حاکم جڑا ہی فریہ تو ہو جان سو سیر آیا مگر مجھے تجھ آتا ہی رحم جوان طمانہ جڑا ٹھہر پھر اسقدر	تو ہو پوچھا خوب شبت میں سیر شہر پوچھا یل نا مجھ ہوا وہین بدار وہ نامور کہ جسکے مقابل تنوڑہ شیر گر نہ زندہ ہو یا لے ان سو تر کہ ضائع کیس تو نو ویران کہ نہی و دندان پھر سو سیر	کہ ہوتا تھا خورشید کم جلوہ گر کیا خواب میں وقت شبت پورا لگا کہنے رستم سو وہ شقیان تصرف میں ہر چند فرج پور وہ نہ جواد لا آہا یگا یہ سکر تھمن نے ہو خشکین کیا دشمنان پاس اولاد کو	اندھیرا رہے تھا وہاں بیشتر بت آیا وہاں دشمنان ناگمان کہ بولا دگر دولا ویر جوان پرند و نکا بھی یاں گناہین تو پھر ہا جانے نہیں یا یگا کہر کان اس کے اوکھا رویت کیا حال سو جا کے دھن او کو
--	---	---	---

دہشتوں صید افگنی تھا کہین یہ اولاد رستم سو گئے لگا لگا گئے یون نام میرا ہوا پچ اولاد بولا بتا یہ سمجھے یہ نیر و سہ باز دی فضل خدا ترسے تن سو بھی اب جدا کروں کیا خون و دشت تے لے لے راثر وہ جنگ اور ان جھنجکریں اگا قتل کرے چپ وراس بھر وہ اولاد واسے فراری ہوا وہ جاتا تھا گرا و دھڑا پہونچ اسکی نزدیک والی مکند شہر پہنچے دیا بازہ اولاد کو پہونچ صحیح تابندہ جہاں شکار کر دیو سفید اور کاوس شاہ یہ رستم نے جام وین بدینغ کر وین شہر و روز فرما بزمی وہاں تک اگر لچلے تو سمجھے پذیرا کیا اوشے اس بات کو گر خوار ہو اور سر کو سار رہا وین اولاد کو پھر لینا وہ لولا کہ نزدیک ہر وہ کان اور لک دشت پر گوش ہر دینا سرایا ہو تو سنگ و آبن اگر کہہ راہ ہو اگر و ان ملک ہوا سارا اولاد کے پھر و ان نہاں اک شہر نہ وہ نیگہ کہ آتش ہر روز تہہ جابجا وہ دیو سفید اور بھی دیو سب	یہ شکر سپہ لیکے آیا وین سمجھے ملک بتا نام ہر تیرا قوی زور نہ ہون بل بل ہر کہ آیا تو کوون سی راہ سی سہ منزل میں کہیں نہ ہر بل تہ تیغ یک دست لشکر کروں نہ ہر گز رخصا آپ پھر پیشتر سو رستم گرد آئے وین نہ آیا کوئی پہلوان پاس بھر وین دشت پیا خوار ہوا غرض شہر رو باہ تھا جگہ گرد لیا کھینچ اولاد کو کر کے بند	اسے دیکھ کر خشم بر سر ہوا کہ لے نام مارا بجا دیو یون دلیر و کاز نہ ہر دین آب ہو یہ بولا وین رستم نامور چہارم یہ منزل جو پیشتر ستا جبکہ اولاد نے یہ کلام سوار و نئے بولا کہ یکبارگی کوئی پہلوان پیشتر نہ تھا سیاہ مخالف گریبان ہوئی کیا پھر نہ آرام رستم نہ ہوا ہوا اگر چہ عاجز بل نامدار اوسے بند کر وہ پھر شہر	مقابل ہوا رستم نامدار یہ گفتار سنکر بل کو جوان سین گریہیں وہ مری نام کو رہا ہفتخوان سہین آیا دھر تو تو سہرا اے بہر اندیش تو لیس اوڑ گئے ہوش اسکی تمام کر و حملہ دوارا کہ اب بارگی اوسے پہلے رستم نے کشتہ کیا سیا یا مین کیسر پریشان ہوئی ہوا اوسکے ذبیح ویک ہوا ولیکن نہ چھوڑا اوسے نہ ہمار پھر اک شہر کو پاس پکڑا قرار ہوا اسراحت کنان نا بھر تو بولا یہ اولاد دسے نامدار
--	--	--	---

بیان احوال منزل پنجم راہ ہفتخوان

وہ احوال کر تو فضل بیان بصدغ اوشے کیا یون بیان لگا گئے رستم کاوس شاہ بتائے تو گر جاسے یوسفید مکان ایک ہی و میان دیکوہ دیا جبکہ زندان کا آسوش کہا یون کہ آسوش تائی تو کر وہی شہر نازند انکی ہر راہ سولا سکا ہے پہلوان جہاں یہ گفتار سنکر ہوا خندہ نون کروں یہ نہیں کس طرح ہو بلا جہاں تک تعلق تھا اولاد کا کہیں نہ تھا شب تلک کہ کوہ پر کر و رازہ شہر مازندران قر و زندہ ہر دیو کے آگ کی	ہو سے تھو جو زرم اور کینہ کہ اولاد کو کچھے زیر تیغ کر و ن رازند تہمت جا کر تو کشتہ کرو مین نہ ہر گز بچے یہ ظاہر کیا پھر کراہی نا بھر نکھبان یون دیو بارہ ہزار و لے قول اور عہد و چاں جہاں قید ہو بادشاہ جہاں کہ سنگ گران سنگ ہر جہاں گزاراوس مکانی ہر دھار تر تو و ان دیکھا پھر کہ زیر ملک بل بلیتن رستم پہلوان ہوا دشت میں بخیر و نور جو لو جہاں اولاد کو یون کہا سکونت زمین میں ہاں نہ رہا	وہ اوسے القصہ سب و ہتمان کہ مت قتل کر چھوڑا پہلوان مقصد جہاں ہو محل تباہ تو برائے تیری بھی دل کسی وہاں شاہ کاوس گردون کوہ بت آپس تھمن ہوا مہربان دراعت تجھ کر و ن پیشتر کہ ہر دیو زاد و نکی آرا گاہ ہزار دو صد فیل خلی یون لگا گئے اولاد سب بلیتن ملا تا ہون کیونکہ تہ خون و جا مقابل نہ آئی کوئی و ان بلا تھمن کو نا گاہ آیا نظر یہی ہو کر آتش ہو روشن جہاں کر و سترا و ن کا ہر شہر بھی
---	--	--

پہلے ہوا وہ سرست قمرین درخت ایک تھا اس اولاد کو	ہوا دشت میں پھر سکونت گزین دیا باندہ اور سوار بامامو	کہا تو ہر شہر نزدیک تر بہم گر چہ تھا عہد اولاد کو	روان یا گن ہو دیکھ وقت سحر وے راہ میں شرط تھی قتیاد
--	---	--	--

بیان احوال پر خستہ نسل ششم راہ ہفتخوان

دوم صبح اولاد کو ساتھ لے پہ اولاد دلو لاکر اسے نامور	روانہ ہوا رستم اس وقت سحر یہ نسل ہی پر خوف و ہوش	وے تھی کند اکی گردنیں بند نگہبان بین از رنگ بیدار	وہ رہا ہر تہا پیش بل اجمند نہیں بھنے اس لکھو تاب جنگ
نہ اندیشہ رستم نے ہرگز کیا تھن کے مار کے کہ جن دوست	جہان دیوار رنگ تھا وہاں کہ تاپہلو ان کو کہ دو پہن بیت	دیوارہ جا کر کیا جب غریب تھن نے ہاتھ اس کے کھنکھ	تو خیمے سے نکلا وہ از رنگ دیو پیراہ و دوسرے ہاتھ سے نکاس
اد سے خاک پر پھر گندہ دیکھا پھر پھر گزیندہ سب دیوارو	ہوا اور اس رستم روانہ ارشاد غرض کر کے ملراہ بیت و بلند	جہان اور دیو دیکھ تھی جن سکرہ جس وقت رکھا قدم	دیا چھینک وانگ سلہر من وہاں تو قف کیا ایک دم
روانہ ہوا چھہ بل اجمند مولا کہ خواب غفلت میں تھے	نہیں نے اس دم ارادہ کیا وے پہلو ان کو تھا کچھ خطر	جہاں شاہ ایران گرفتار تھا شہنشاہ نے پوچھا جو احوال	وہاں سے خواب غفلت میں تھے کہ تھن نے گھبراہٹ کیا
گزنار زینجر کا دوسس تھا لیا گھر رستم کو بس آن کر	نہیں نے اس دم ارادہ کیا وے پہلو ان کو تھا کچھ خطر	کہ یکدست تو زور و ہند گران پھر سردار تھا قدم کا بند دیو	کہ تھن نے گھبراہٹ کیا کہ تھن نے گھبراہٹ کیا
وہ دیو لاکر سینے بٹھل خیمہ حرس ہاتھ ہر دم دیو سپید	کیا تھن سے از رنگ گدا میں آیا بھی دین کر کہ مہر	خدا نے دیا اس قدر چھوڑا گردن قتل اس دیو ناپاک کو	کہ تھن نے گھبراہٹ کیا کہ تھن نے گھبراہٹ کیا
اطاعت مری کر تو اب اختیار ہوا دیو فرمان بر اسکا وہاں	کہ چاش بتر نہیں زینہار کہ پیدا ہوئی ہیبت چنگین	اگر جنگ کی دل میں ہو کچھ کہا اور دیوان ناپاک کو	تو سر نیز اور تیغ بران ہو کہ مت آؤ پیش بل نامجو
گزنار تھے جتنے ایرانیان ہوا کشتہ گرتھ سے تیر مردان	اوغین لاکے حاضر کیا چھرا تو زبانی ہی ہم کر سب بیان	کہا کہ رستم سند پھر بہرین تھن روان اس نکالی ہوا	کہ تھن نے گھبراہٹ کیا کہ تھن نے گھبراہٹ کیا
بیابان میں تھا وقت شبہ ہر یہ اولاد سے پوچھنے وہ لگا	وہ اولاد اور دیو تھا راہبر کہ یہ فوج کسکی ہی چھوکتا	پڑا ایک لشکر نظر دور سے وہ بولا کہ ہر فوج دیو سپید	کہ تھن نے گھبراہٹ کیا کہ تھن نے گھبراہٹ کیا
کہ نکلے ہر جب چرخ پر آفتاب ہو کی بات اولاد کی دلپذیر	ہر اک دیو ہوتا ہی چھرا کہ خوب کہ اس وقت تو اسے سر کندہ خواہ	کہ تھن نے گھبراہٹ کیا کہ تھن نے گھبراہٹ کیا	کہ تھن نے گھبراہٹ کیا کہ تھن نے گھبراہٹ کیا
سورج کے نور شید تابان ہوا تھن کمر سے وہیں کیٹتے تیغ	یہ نسل تھن شب تابان ہوا لگا قتل کرنے اوغین سپید	جہاں لشکر دیو تھا وہاں کیا ہوے پھر خردار یکدست دیو	کہ تھن نے گھبراہٹ کیا کہ تھن نے گھبراہٹ کیا
چپ راست تھا تیغ زن پہلو پھر یاد وہ بل بادل پر اسید	جو آیا مقابل ہو کشتہ وان سو خانہ و جام دیو سپید	یہی جیسے زہار تاب ستیز پڑا جادو ان تھا وہ کھیل	کہ تھن نے گھبراہٹ کیا کہ تھن نے گھبراہٹ کیا
پھر یاد وہ بل بادل پر اسید وہی دیو رہا ہر سہارا	یہ نسل تھن شب تابان ہوا لگا قتل کرنے اوغین سپید	یہی جیسے زہار تاب ستیز پڑا جادو ان تھا وہ کھیل	کہ تھن نے گھبراہٹ کیا کہ تھن نے گھبراہٹ کیا



اسکل غار سے وہ مقابل ہوا
 دلیری سے پھر لیکے نام خدا
 جہلیمن لیا اپنی رستم کو داب
 او دھریون کے مقابل لیا جو
 غرض بہادر غلبہ کشتی ہوئی
 زمین پر یکایک بڑی جو نقشہ
 لود تھا یا پکڑ کر کمرہ دیو کو
 نگہ کی جو رستم نے پھر سو غار
 کہ با جان دیو سپید لچین
 یہ کہہ کر کہا پھر کراسے نامدار
 پھر اولاد کو وہ جگر دیو کا
 دیا خردہ فتح جب شاہ کو

سو رستم گرد و مائل ہوا
 کیا زخم فم شیر اس پر رہا
 لگا زور کرنے وہ خانہ خواب
 کہ اب دیکھیں جانیری کیونکہ ہو
 ادھر اور ادھر سے ڈرتی ہوئی
 تو دیکھی زمین خون رستم تر
 دیا پھر شپک خاک پر دیو کو
 لگو کشتہ بہت پاکے دان یوسا
 ہر اک کی تھی دہشتہ جان حیرت
 کچھ انعام کا ہونین امید دار
 یل پلٹن تے حوالے کیا
 تو شادان ہوا خضر و نا محو

اسے دیکھ رستم ہوا تو خاک
 ہوئی خستہ اس زخم سوزانی
 جوان نے بھی اس قہم کیا خوب باز
 سکے تھا ادھر دل میں یوسید
 ہم ہو کے عاجز ہو پھر جدا
 یقین یہ ہوا زخم کاری لگا
 کیا دوہین نچر سے شکوہ پاک
 پر پوچھا انھیں قتل کس نے کیا
 ہوا کشتہ وہ جب تو سب مر گئے
 تہن بیو لا تھے اسے جوان
 تہن دہائے پھر اشاد شاہ
 لگا کہنے پھر شاہ باداد وین
 کہ اسے مر جا آفرین آفرین

پندہ لیکیا سو سے یوان پاک
 دے دو کر اسے کر کے عزت
 دلیرانہ باہم ہوا خوب زور
 کہ یون جان آج میں نا امید
 جدا ہو کے یکدم توقف کیا
 ہوا دل قوی رستم گرد کا
 نہ لگا لہر دل کیا اسکا چاک
 جواب اسکو اولاد نے دیا
 جہنم میں ساتھ اس کے کیسے گئے
 کردن حکم شہر مازندران
 گیا پیش کاؤس فرخ نہاد
 کہ اسے مر جا آفرین آفرین

داستان برتخت شستن کی کاؤس شاہ مازندران و نامہ شستن شاہ جادوان

جو سر در در پوئیوں کا تھا بند نام
 وہ گوہر زور و رستم اور طوس کیو
 یل نامور رستم پہلو ان
 راسات دن تک پہنچن طرب
 فرستادہ کا نام فرستادہ تھا
 شہ جادوئی پڑھا کر کے وا
 دیو جو اندر رستم سے نام
 سچے ساتھ رستم کے جب کہ جنگ
 بہمن ملک پناہ لے تو کر
 یہ مضمون پڑھا جب تو ہو کر خفا
 ہزاروں ہن بیان پوئیکار جو
 تو نازاں ہے اک رستم گردہ
 تھے ساتھ بیٹے بڑا کیا کیا
 تو جاخیز سے سوئے ایران زمین
 فرستادہ لیکر جواب پیام
 پڑا فکر میں شاہ فرستادہ خود
 یہ سنکر ہوا حرم و شادشاہ
 لکھا یوں کہ ہو وہ گوئی تو چھوڑ
 سمجھ کر تو ہو مائل پیش ہن
 و گردہ تھے خوب پہنچے زیان
 حضور سپہدار مازندران
 قد و جسم و عرش پیل بلند
 شہ جادو ان تھے وہین پیشوا
 اُسے دیکھ جولاں طح نیز کے
 اشار و نہیں کہنے گے یوں ہم
 تہن نے کیا خوب پنجہ کیسا
 وہ پتیاں دیو چھوڑا اس قدر
 کلا ہوا رک گردہ پر زور تھا
 کلا ہوا یا غصہ ناک ہو

وہ لایا دہان ایک وزنگ زر
 ہوئے ایتا وہ چپا سب
 سر تو ہوئی محفل انبساط
 سوئے شاہ مازندران بواز
 و یا شاہ مازندران کو شتاب
 روان کچھ ایران کیا بیان
 وہ دیو سپہدار وزنگ زر
 کہاں تھے نرم کی اس تاب
 ترے صفین بہر فرما بفری
 کر دیو سفید اور از رنگ اگر
 سوا انکے ہن پاس سیر شہا
 ارادہ کروں گزرت دست ندان
 رہائی تری ہو گئی ناگمان
 کر دنگا تھے قید گرا بی بار
 سنا اور دیکھا تھا جو کچھ بیان
 مجھے نامہ لکھدیکے ایک بار
 تہن کی توفیق کرتے لگا
 ہنیں تیرے شکر سے شہنشاہ
 اگر آئے حاضر ہو بیان لیکار
 ہوئی صر کاؤس جب نامہ پر
 کہ آیا ہر پھر اسے شہ نامور
 قوی ہو کل اک سپہ زر ان
 یل بلین تھے او صفین و کھنک
 بہت گردا کے تلے دے گئے
 کیا ایک نے اپنا پنجہ دراز
 جدا ہو گئیں اسکی رگما دوست
 خبر کے یہ شاہ مازندران
 کہ تو بھی او سے زخمی شہ کر
 زلے سے ہم پنجہ ہوا کھوان

ہوا او سپہ کاؤس کے جلوہ گر
 کمر بستہ جوان بندگان بادب
 صیا ہوا ساز و برگ و نشا
 کیا شاہ کے ایک نامہ روان
 کہا یوں کہ لکھدیکے پہلا جواب
 قوی روز سے فعل شیر زبان
 ہما عین تھا قوت کا تھکے غلو
 تو حاضر ہو بیان انکے شتاب
 و گردہ ہو دشوار پھر جانبری
 تھے کشتہ تو بیان ہوا کیا ضرر
 ہزار و دو صد پیل جنگ آزا
 بس اک دم میں تسخیر ایران کر
 غنیمت سمجھا سکواب بیگان
 تو جیتا چھوڑا گا پھر زینار
 کیا پیش کاؤس کھیر بیان
 کہ تا جاؤ نہیں دان فرستادہ
 پھر اسے رقم دوہین نامہ کیا
 تھے پھر خبردار کرتے ہن ہم
 ترا ملک تجھ پر ہے برقرار
 روان بت ہوا رستم نامور
 فرستادہ اور ایک باکیہ و فر
 عجیبان و شوکت کا جو وہ جوان
 اوکھا ناوہان اک ستارہ شجر
 یہ دیکھا تو حیرتین پھر سب گئے
 ہوا تھکے دن رستم صر فراز
 ہوا و زور و مادہ اوہین بیت
 یہ سمجھا کہ رستم ہی ہر جوان
 دل او پہنچے کو اسکے شکستہ کر
 کہ دیکھوں ترائین تو زور و وقان

<p>مقابل دین پھر تھیں ہوا حضور خندہ اند آیا وہ مرد کہایہ کہ بستر بنین کارزار کیا چہر طلب رستم گرد کو پیہنکر دیا اسے پاشخ و چین تھن یہ بلو کہ سکیہ جواب ہمارا تو ہو بلکہ نسہر مان پذیر تو باہر نہ ابلتاز سے دھرم قدم نہ ہر بلو دے اپنا دیہم تخت</p>	<p>کلاہور سے نیچہ انگن ہوا براگندہ خاطر گرفتار درد رہ آشتی کر تو اب اختیار کیا جب حضور اس کے وہ نامجو کہ بستم کا ہون چاکر کترین لکھا پاشخ نامہ دے شتاب کہ قائم رہے ملک تاج و سر نہ چھرا پئی جان پر دار کھتر روم نہ ہوا کہیکہ دشوار فوت کہ کیجے اب آراستہ ساز جنگ</p>	<p>اسے بھی کیا ایک دو تین دن دکھایا اسے دست آویختہ کلاہور نے جب کیا بیان لگا کہتے چہر شاہ مازندران یکے کے وہ نامہ حوالے کیا کہ بان شکستہ ہو دعویٰ ہم بزرگون نے تیری نجا کبھو تھن نے یوں وقت جوت کہا حضور شاہ کا دس جب روان ہو جے شوق پیہنگ</p>	<p>ایا اس کے سر پہ کو غرق فون کرگ اور ناخن تھپ پختہ ہوا چہر غیب شاہ مازندران کہ تو جو مگر رستم ہلو ان وہ بڑھکر ہوا پھر نہایت خفا نوہے جو یاسے فرما ہری کہ تا سو مازندران لاویں ہم کہ کا دس کی کرا طاعت شہما وہ آیا تو بلو لارہ کو طرہ</p>
--	---	---	---

جنگ کاوش شاہ پاولی مازندران و کشتہ شدن شاہ مازندران از دست رستم و طغر یاشین



اور میرے جہاندار کشورستان کوئی دیو جو تھا دین بد رنگ شہ جادوان نے کہا قہج کو ہوا بوق اور کوس کا یہ خوش دولشکر ہم حملہ آور ہوئے ہوا زور ہرستم درختندہ جب وہین غیب سے پھر یہ آئی سدا کما حملہ آور ہو ساری سپاہ کھڑے آگے آگے تھے میلان ست رہا ہاتھ سے گزرا دس دم ہوا یل ملین لیکے اس تیرے کو جو دیکھا وہ کوہ گران سدا عرے ساتھ جب لیکے گزرا گران کاس نغم سے ہو کے غراق خمن لگا کئے پھر بادشاہ جہان لگے زور کرنے ولیکن وہ کوہ پس پشت تھے وہ دلیران تمام غرض لاکے رکھا وہ کوہ گران نکل اسے شہ جادوان سنگ سے یہ آواز سنکر شہ جادوان وہین کیچکر پھر تھمتی تیغ گزیلان ہوسے مردم و امیر من شہ جادوان کا جو تھا تخت گاہ ست ہاتھ آیا وہان بال و گنج جب اس فتح سے شہ خوشدل کئی غلامان زرین لباس پھر اولاد کو بانٹا ملو غریب بدست اسے کی قدرت و جاوری شہنشاہ نے غم و شاد ہوا	اور میرے سپہدار مازندران ہوا آگے رستم سے جو یا جنگ کہ کیا رنگی اب تو حملہ کرو کہ کبیر پریشان ہوا پھر ہوش ہزاروں تن کن ہر کس ہوش یہ ناکی دعا شاہ ایران بت کہ ہو فتح تیری بفضل خدا کہ روغ مازندران کو تباہ کیا گز سے گئے ہر اک کو پتہ طلبکار نیرہ وہ رستم ہوا شہ جادوان سے ہوا زور تو حیران رہا رستم کئی خواہ ہوا زرم جو شاہ مازندران ہوا شاہ مازندران سنگون کہ جھنے ہن ایران کو زور ہلا بھی نہ آؤ تھے ہو جب ستوہ خوش و خرم و آفرین خوان تمام کہ شانشہ نامور تھا جہان رہائی ہنن اب تری جنگ سے جو کھلا وہ کا دس شاہ جہان کیا پارہ پارہ اسے بیدریغ پریشان ہوئے نیر جرج کن ہوا جلوہ گاہ شہ دین پناہ ہوا دور یکدست پھر سے رنج سوشش وجود مائل ہوا بھڑ بھڑ و شفقت بقیاس حضور جہاندار کے طلب یہ علاقہ غرت و برتری زور سے عنایات اولاد کو	صف آرا ہو جو جا کے میدان لگا جیکہ اک زخم نوک سنان ہوا گرم ہنگام کشت و خون ہوا گرم ہنگام کشت و خون بشقیہ مکر و دسان و جزدنگ کہ یارب مرے ہم قرین ہو ظفر یہ سنکر شہنشاہ فرخ نہاد تھمتی موز شاہ مازندران کشاہ ہوئی راہ جب رہی ہو دین کیونترہ وہان لیگیا وہ قوت تھی جادو کی ہنگام جنگ ہو چکر وہین شاہ کا دس کو تو بیٹے کیا خرم نیرہ رہا ولیکن یہ حال ہوا ایک کوہ اوٹھلا وہین اس کوہ کو زور پھر آخر کوہ رستم میلان خوشی سے سر رستم نامور خوشان ہو چون شیر زور وگرہ اجمعی لیکے تیغ و چتر لگا کئے کچھ اسمین لاؤ زباک جو شہ ہوا شاہ مازندران بغیر زوری و فتح شاہ جہان ہوئے مردم شہر و دیوان تمام سپاس عنایات و لطف خدا دورے بہا خلعت بر گھر تھمتی کو دیکر کیا سر سرانہ کیا عرض رستم نے امی بادشاہ حکومت یہاں کی اسے دیکے کیا حکم شہر مازندران	ہوا اختر رہا پھر اک ان میں رہی دیو کے پھر تھاب میں بہان ہوئی خون کی کسیر میں لاکہ گون گنا تا سرستف پنج پرین ہوا گرم کھفتہ بازار جنگ زبون ہو رہی دیوان ہدا دگر کیا سوئے ناور دگر شاہ و شاد شتا بان ہوا شل سل مان کیا راست تہ رستم نامور تھمتی کو جا کر حوائے کی شہ جادوان نیکیا شکل سنگ یہ بولا کہ اسے شاہ فرخندہ اور اس دم ییل میں لگان پھر یہاں تخت چرتین ہی اک کوہ یہ سنکر وہ زور آوران رہی ہو اوٹھلا جادوان سے کوہ گران بست گھر ہر زور کیا وان غبار تھمتی یہ بولا کہ مان بید رنگ کہ رون گھر سے اس کوہ کوہ ملا وہاں اسکو تہ خون و خاک نہایت بری فوج کے درمیان ہوا داخل شہر مازندران پرستار شہنشاہ ذوالکرام جہاندار کا دس لایا بچ نرو ملک راسیان و باز مرین ہوا میلان کا قزوان اثنا یہ اولاد سے بندہ نیکو جہان میں سر فرار اب بیکہ نزون کا دین او کی تو قزوان
---	---	--	--

وہ قسم اور طوس عالی و قمار	وہ گوہر زار و گہو چنگی سوار	یہ چلنے کے گردان جنگل	ازدو ملک اور نگوہنیت کیا
----------------------------	-----------------------------	-----------------------	--------------------------

داستان لشکر کشی کردن یک کاوس بر شاہ با ماوراء و ہر میت خوردن
شاہ با ماوراء و داوین خطر خود یک کاوس را

تجارت اقبال و تیر و سبے تخت ہوئی ایک عالم کو یہ آگئی کیا جسے شہر مازندران سب بادشاہان گون تران اطاعت پہ چسپ نہ ہا نہ می کر یہ لیکن ہوا شاہ با ماوراء کیا اس قدر پہلو فون نے فک جہاندار آسکا ہوا خواہستگار سب ملک با ماوراء برقرار کہ تشریف اب قلعہ میں لائیے کیا شہ نے اقبال اس بات کو وہ بیعت ظلم سیدہ کار ہے	ہو مازندران کر لیا تاج تخت کہ با شوکت و فر شاہنشی ہوا خیل دیوان پر بجکران ہوئے گام فرسائے مازونیا تو اسکی ولایت کو پہنچا مطیع شہنشاہ کشورستان کہ ہرگز نہ ہا پھر نہ یار جنگ نہ انکار آئے کیا زمیندار مرامات کی اور بھی پیشا یہاں تک قدم نہ بچہ فرمایے ولیکن وہ دلداز و فرخندہ خو بیرا ہی دغا باز و مکار ہو	لو پھر سواران بفتح و طفر خیلو جہانگیر کاوس کے ہوئے سرکشان شہنشاہ زندہ ہوئے نذر و گوہر و طوق تاج بہت کج و اوان شہنشاہ سید کو نمایان ہوئی آس جیہ کشی وہ رکھتا تھا اک خستہ جویا بندھا عقد باہم بر سر شہان پیام سپہدار با ماوراء قبول اب مری میہانی کرو یہ بولی کہ اسے خسرو نامدار نہ جاو غرض قلعے کے دریا	روانہ ہوا خسرو نامور بلند اقتدار و زبردست ہو مباد کہ ناگاہ یہ ہوئے گزند حضور اسکے بھیجا بر سر خراج مکان ملک توران کے اگر شہ تو کی شاہ نے اُسے لشکر کشی خسرو قد و گلج دلا نہ تمام ہوا شاہ کاوس پھر مہربان یہ آیا حضور شہ خسروان مرے حال پر مہربانی کرو مرے باپ کا کچھ نہیں ہتیار کہ ہرگز نہیں خوب جانا دیا
---	--	---	--

داستان همان نمودن شاہ با ماوراء یک کاوس او گرفت رخنہ و نش
و خبر یافتن رسم و نامہ نوشتن آن بہ شاہ با ماوراء

ہوا جا کے همان شہ کامگار تمنائے سالار با ماوراء گھون کیا کہ خدمت پر خوشہ کیا ہوا جب گرفتار کاوس شاہ تصرف کیا آکے ایران میں گئے زابلستان میں رسم کیا سنا جبکہ رسم نے یہ ماجرا ہوا شاہ مازندران بھی ملک	گئے ساتھ آکے کئی نامدار برائی کہ آیا وہ شاہ جهان شہنشاہ کو حید سے غافل کیا تو راہی ہوئی سواران سپاہ کیا ملک تسخیر اک آن میں شکستہ دل و پر غم و بے حواس تویوں شاہ با ماوراء لکھا سے دیو سرکش تنہا خون فک مگر نہ سوالان زابلستان	وہاں سات دن فلق انور رہا شب و روز خدمت میں تھا کیا قید پھر شاہ کاوس کو یہ سنکر سپہدار اور سیاب بزرگان ایران نے پھر نہ ہا کیا جا کے احوال سارباں شاہو کا احوال مازندران تعمین ہوئے مازندران کاوس کو پھر نہ شہ با ماوراء کا نشان	نہ و سواسل اندیشہ ہرگز گیا جو کچھ شہرا خدمت تھی لایا بجا کیا بندہ گوہر زار و طوس کو سپہ لیکے توران پہنچا شہا اطاعت کی ترک کی اختیار کرے تاکہ بدیر کچھ پہلوان کہ نیر وے باز و سو میر دہان باغرازا و اکرام یان بھیجے و
--	--	--	---

جواب نامہ نوشتن شاہ باوران پرستم و روانہ شدن رستم بہا ماوران و جنگ کردن و طغیان یاب شدن کی کاوس شاہ

لکھا اُسے پاسخ کہ کاوس کی پڑھا جبکہ نامہ کا اپنے جواب مخالفت نے پھر حج لشکر کیا کیا پہلوان نے مبارز طلب ہوا شاہ باوران پرغضب سر اسیمہ وین گردان ہو جو دیکھا کہ بیدل ہوساری سپاہ سوار مار سہرور مصری تھن نے پھر اسبہ ملی کند سبہ لنگے پھر حملہ آور ہوا تباہ و پرانک ہوا لشکر ہوا تھن سے پھر شاہ باوران جہاندار کاوس باکر و فہ روان سوے ایران ہوا شاہ	اگر تو بھی آویجا میدان میں روانہ ہوا سوے باوران غرض با سپاہ گران سپہ شاہ ہوا دل میں ہرک کے بد نظر کیا قصد رستم نے پیکار کا پھر آیا نہ میدان میں ک سوار کے سامنے پہلوان کے دلیر پکا کردہ ضرب اسکی بھاگایا ششابی سے کریم اسکو جدا کریمان سواران بربر ہوا نہ تھا ہوا شاہ بربر اسیر ہوئی شاہ کاوس کی خلعی سپاہ سہرور عبہ آرزو مراجعت فرمودن کی کاوس شاہ	نہایت ہوشیار اب خلعی تو پھر زابلستان جوئے آب شہر و بربر کو یاد کیا کچھ چاہے جسکا مقابل ہو کے پہلوانان ہی ناچار ایلان ہر سہرور سران ہو تو غیرت سے پھر پھر پیر شاہ کیا گزیر رستم نے جدم ہوا ہوا انقض وہ گرفتار بند ششابی سو فوج بربر ہوا گرفتار پھر شاہ بربر ہوا ہوا آرزو مند اسن و امان ہوا تخت شاهی پہ بیجا لوگ مراجعت فرمودن کی کاوس شاہ
--	--	--

بسمت ایران و جنگ آمدن افراسیاب والی توران و نہر میت اوار دست رستم

جب آیا جاندار عالیجناب سہدار توران نے پھر لون کما کردن صاحب تاج واقعہ آو پھر آیا سو رستم افراسیاب تو سالار توران ہر اسان ہو جو کشتہ تورانیان یاں تلک ہوا ملک ایران میں پھر نہایت مکان پاکے نادر بزر فلک سوا اس کے ہر جاتے شیشے لگے لیکن یہ تنگ آگئے تھے تمام	سبہ لیکے پہونچتا افراسیاب کر لے پہلوانان جنگ آنا سوا اس کے دون اپنی دھڑا لیکن نہ ہرگز ہوا کامیاب سر اسیمہ ان سے گردان ہوا کہ کشتوں کچھ پستے ہوتا فلک ہوے سرکشان جہان بپست شیلے بہت کوہ البرز تک جہاندار کاوس کے حکم سے وہ ناچار اس فکر میں تو رہا	صاف جنگ راستہ وان ہوئی پکڑ لاکے رستم کو گر کوئی مرد یہ سنکر کہی مرد کیدان میں یل پلتن لیکے گزر گران دلیر و فتح پھر کینچکے تیج کین کیا سو توران پھر افراسیاب ہوے شہ کے حکوم دیو و بری کردن ان مکافو کی تعریف کیا غرض دیو فرماشیں باو شاہ کہ شہ کو سیطرح کیجے ہلاک	جہان میں قیامت نمایان ہوئی کرے قتل یا آنکہ وقت نبرد گئے اور ہوئے کشتہ گرانین ہوا جبکہ میدان میں حملہ کنان ہزاروں کیے قتل ترکان چین ہوا شاہ کاوس کے فتیاب لگے کرنے چون بندگان چاکری کہ تھا ہر مکان دیو دیا قوت کا سر انجام کرتے تھے شام و گاہ جہان میں رہیں تاکہ خوف و باک
---	--	---	--

چیرا بیس سے شکے ڈر خیم دیو وہ لے چھتہ ہڑیہ کہ راز فلک اگر تو ہو عازم سو سے آسمان یہ کہنے لگا اس سے پھر تاجور وہ بولا کہ تدبیر اسکی کردن	کیا میں دین پیش گیران خلیل توین تجھ کو معلوم کچھ اب تلک تو ظاہر ہو یکہ ستار از زمان کہ تو پیلچہ گا بجے حسین پر تو میں تجھ کو انعام دون شمار	لو جو خسرو خسروان کرمان نہیں تجھ کو احوال کچھ آشکار تو کم ہو گئی بقتل پھر شاہ کی زیادہ کردن غرت و افتخار سحر پنج پر آپ کو لب لبون
---	---	---

فرستادن کاؤس شاہ بسیر

آسمان واقفان بدشت چین و آوردن سواران در ایران

کیا پیش ابلیس ڈر خیم دیو وہ اسکی تدبیر فرمایے کیا پھر حضورش نامدار اوچھین ساتھ مرد کے خوگر کیا عقابو نگو باند ماسرخت سے مگر قصد یہ تھا سر آسمان بہا تک اوچھین زور پر وار تھا گر کہ پیش چین میں وہ تاجدار چل روز فکین و خستہ رہا اشارت ہوئی خواب میں رات کو کسی آگے دیو ان کے پھر خیر ہوا جلوہ گر شاہ جب تخت پر تم جو کہ ہر بار اسے بادشاہ نبہا خوب کیا تجھ سے کار زمین اگاہ کر کے وہ شاہ جهان سہ تاجداران تھا گیران خلیل خبر دہرین اب جو ہوتا اگر اوی یہ شاہ خستہ لاق پناہ	کہ گرد و پتہ کس طرح لیجا کے عقاب اب اسے جنگس و شنگس کئی روز پھر او نکو فاقہ دیا کہا پھر یہ شاہ قوی تخت سے کہ ہو زرم آور یہ تیر دکان ہو سے اوج گیر آبروے ہوا گزنہ اسکو ہو چاہے کچھ زیندار پراگندہ و دل خستہ رہا کہ رکھ جمیع خاں تو اسے ناچو کہ ہر پیشہ چین میں قہ باجو تو گو دہر و خستہ فلان آنکر تو دیتا ہر بدخواہ کو تخت گاہ کیا پھر ہو قہر بہر زمین کیا شغل راوہ و دشمن بوجہ زمین پستار تجھے اسکا انسان دیو تو پھر پیش آگے شہر نامور سے اس دانا زمین پر تیکو	بتائی دین اسے تدبیر کیا کہلایا اوچھین گوشت شام جو رکھی ران نہ لاک لک نیل پر کہ اب بیٹھیں آپ اس تخت پر اوی تخت کو لیکر چار و پنج نہ ہرگز نہ ہی تاب پروار سپاہ کہ کڑ سے ہو سے تھا قوی تخت شب نے روز روتا تھا و زار وزیر و بیانی قصہ کی جستجو روانہ ہوئے تب ران سپاہ ملوت بہت کی کہ افسوس ہوا ہوا لوگ تھار غاری سیدار یہ سنا شنشہ پشیمان ہوا کیا بسکہ علل و کرم ہیج و شام چنانچہ کوئی شاہ گیتی پناہ مگر باند مقاصد و ان بند کار سند قلم کی بین پھر چین عیان
---	--	--

دستان فولیہ شہر اسب از ریلین خیمہ و خستہ والی سنگان

کہیں ناکین بول نامدار کہ چہ تہ سے آگے ناگمان کہیں دشت میں تیرا آشکار سواران ترکہ تیرا دیار روان کہیں چہرہ بان استہ آرام و خواب کہیں گردن خروش کو زہر بندہ
--

گئے جبکہ نزدیک اس خوش کے
 پیر لیکے ترک ورنے اسے
 وہ لیتا ہوا پھر سرانج اس کا
 تو وہ بھی پیادہ گیسو بیٹھا
 ادھر اب قدم رنجہ کیونکر کیا
 جہاں ہو وہاں تو لاش کو
 کرم کیجیے میرے ایوان پر اب
 یہ گفتار سن کر وہ شادان ہوا
 پس پردہ وان ات کوٹا گیا
 جو دیکھی وہ دلدار آئینہ نہرو
 کہ شاہ ہنگام کی دفتر تین
 دلے تیری دست دیوانہ ہوں
 کیسی نہون خست تیر سوا
 بجا لائی میں شکر الطاف ب
 غرض جبکہ خورشید جلوہ گر
 یہ لکھ کر حضرت ہوئی دستان
 تو لاکر بجا شرط آئین و دین
 کوئی مہر سام و زریاں کا تھا
 تو اس کے مقابل نہو پیل و شیر
 جدائی سے تھیندہ گریان ہوئی
 جسم و توی نیچہ مانند سام
 سہ سالہ ہوا جبکہ وہ شیر خوار
 تھمن نے زابل سے تھیندہ کو
 ولیکن بت و لسان نے وہاں
 یہ بہر کوئی پوچھے پھر بیان صبر و صبر
 ترابا ہے رستم بہلو ان
 ہوئی بعد ازاں ہر بے مدجال
 کہ پھینچو کی سیکو حضور پیر

تو اس نے لکھ کر ورنہ ان سے
 کیا جفت اک بادیاں اسے
 پیادہ بسوی ہنگام گیا
 تھمن سے جا کر یہ اسے کہا
 یہ رستم نے تندگی سے یاغ دیا
 گرفت یہاں کوئی برپا نہو
 لبر کیجیے اب پیش و طرب
 ہنگام کے سلطان کا مہاں
 نمایاں ہوئی اک بستان
 تو حیران رہا رستم نامجو
 پر پھر وہ ماہ پیکر ہوں مین
 قرار و صوری سے بیکانہ ہوں
 تماشہ دل تھی یہ صبح و مسا
 کہ وارد ہوا اس مکان میں اب
 مے باپے میری درخت کر
 ہوا خوش بہت رستم بہلو ان
 تھمن کو دی شے دفتر تین
 سو رستم نے اس کو چو لے گیا
 اگر ہووے دفتر تو کیسے باندھ
 وہ ہوشل سام و زریاں پیر
 بہت اس کی خاطر ریشاں ہوئی
 رکھا شاہ فی اس کا سہرا نیم
 لگا پیر نے میدان میں لیل نہا
 سہ یاقوت کیجیے تھے اولاد
 لکھا تھا کہ پیدا ہوئی وخت
 کہ تیرے پیر کا بھلا کیا ہوگا
 بل بلین کرد کشورستان
 تیا گوی سام و زریاں ز نال
 کہ پہونچا وحر دو نون طغی خیر

کیے چند کس شتہ اک آئین
 ہوا جبکہ بیدار وہ نامجو
 جوشاہ ہنگام کو پہونچا خیر
 تھے ہم مین فرمانبر و نیک خوا
 مرا خوش لائے تھے مردان
 وہ بولا کہ اتنا نگہبائیے
 رکھو جمع خاطر کہ خوش آپکا
 مہیا کیا شہ فی جنگ رہا ب
 سمندر گل اندام و شمشاد قد
 یہ پوچھا کہ تو کون ہے کیا ہونا
 مرانام تھیندہ ہے ای جوان
 ہوئی والہ سکر تری خیال
 کیے تھے تعین مینے یہ مردان
 یہ سکر تھے پاس آئی دوا
 وہ چاہے مجھے زیادہ مجھے
 سحر مود شاہ کو کر طلب
 ہوا اس سے ہوا بکشب جوا
 کیا یوں کہ لے دلبر سہر
 بیان کیجیے کیا اثر مہرے کا
 طلب خوش اپنا کیا بعد از ان
 غرض نو مینے گئے جب گند
 وہ کیا بہ نظر و عین کیا اکتھا
 ہوا جبکہ وہ سالہ وہ بلقین
 طلب کی تھی یہاں مین حیر
 غرض آکے تھیندہ ہی ایک در
 کہوں کیا میں دیکھو تباہ مین کیا
 دلبر ان گردان روبرو مین
 سنا جبکہ سہرا بے یہ سخن
 وہ بولی کہ اچھو پور فرخندہ کا

رہائی ہوئی پر نہ میدان مین
 ندیکھا کہ مین شت مین خوش کو
 کہ آیا یہاں رستم نامجو
 خدا ہے ہمارے سخن کا گواہ
 سرانج اس کا مجھ کو پہونچا یہاں
 نہ تندی کو اب کام فرمائیے
 سحر آپکے پاس آجائے گا
 شرب مصفا و نقل و کباب
 پر پھر وہ مہر و خورشید خد
 لگی کہنے بیون بت لالہ فام
 رہوں جو پری مردان کندان
 خد کے کیا عہد مینے کہ مان
 کہ لائیں ترے خوش کو اب یہاں
 کروں تا حقیقت مفصل بیان
 کریگا نہ انکار اس بات سے
 تھمن نے بھیجا یہ پیغام تب
 ہوئی حاملہ وہ بت و لسان
 اگر تھے ہووے تو لکھ پیر
 کہ ہو پاس جسکے بفضل شت
 سوار او سپہ مور ہو پھر ورنہ
 تو پیدا ہوا نا مین سے پیر
 رخ خوب و رنگ گل و لالہ تھا
 لگے ڈرنے مردان شمشیر زن
 کہ دفتر تو لکھ ہوئی یا پیر
 لگا کہنے وہ کو دک دل فروز
 یہ سکر پیر پیر نے یوں کہ
 کوئی زمینار او سکے مہر مین
 تو پھر یوں لگا کہنے وہ بلقین
 نہ لانا یہ زنا دل مین خیال

ترانامہ سنکر جو رستم سے تجھے رکھے ہو ترے پاس کفن کیون ہو اتنہ وہ کوک ارجنست۔ سواران ترکان و مردان کار بٹھاؤ تھن کو میں تخت پر جو رستم پر ہو اور میں سپہ ہو اگر مہر اب پھر برق سان پسند او کو لیکن نہ آیا کوئی ہو اچہ خوش جب رو برو سوا د سپہ ہو کو دل شیراز	ہو لا رہے تو پھر رخ و غم ہو مجھے یقین ہو کہ تجھ کو وہ سپہ کیون یہ ہولانین بات یہ پسند فرام کر دن لشکر بے شمار کردن او کو ایران کا تاجور نہ دنیا میں کوئی ہے تاجور کیا اسے سوط طلب بعد از سواری کو لائق بنایا کوئی تو شان دان ہوا وہ مل نامجو روانہ شدن سہراب از توران بہت ایران	سوا اور سکے وہ شاہ فراسیا غرض ہو یہ بہتر کہ تو رہنما رکھو نہیں نہ پوشیدہ نام پر پھر ان میں میں این تخت کا توکل کردن قصد پھر سو فراسیا پر پھر ہا مندا بر بہار دکھائے اسے فاشیہ نام سرشت ہاتھ او جسکے رکھا کہ وہ باد پاجبت و شایستہ تھا روانہ شدن سہراب از توران بہت ایران	کیا جسکو رستم نے اکثر خراب نکد باب کر نام کو آشکار نہین مجھو ہرگز کیا خطر منا و نہیں نام و نشان کس کا سخت لون او کا حاکم شتاب یہ گفتار سنکر ہوئی تنکبا کہ نہیں ہر اک سپہ تھانیز کام شکم او س ہو نگار میں لگا قوی زور و چالاک و پست نہایت ہوا دل میں سرور
--	--	---	---

برای جنگ کی کاوس مع ہومان باران و گردن اسیر راہد ار ایران را

جو انزد نے قصد ایران کیا لگا کئے پھر یون کد اب ہو غم یہ متفق اس کے تورانیان یہ سنکر سواشا و فراسیاب کہ باندھ کر کینہ خواہی چیت روانہ کیا فوج کو پھر او دھر یہ فراسیاب و لے گئے لگا پدر سے پدر اور پدر سے پدر قوی زور و سہراب ہو دلیر کسی جیل سے کینو تم ہلاک نہ دشوار استخیر ایران ہو پھر ہر پاہ گران لیکے وہ فوجان اکیلا نکل وہ مقابل ہوا یہ سہراب اسے پوچھا کہ ہاں کردن سر کو اب تیج تیرے جدا دلیری ہو سہراب نے بعد از ان ہاں ایک تھا کہ دم پہلوان	ہیا ارانی کا سامان کیا کردن شاہ کاوس چلے نرم لگے کرتے انخوا کو ہر زبان پھر اسے یہ پیغام بھیجا شتاب کیا قصد ایران جو کو دست کئے او میں سر کردہ دونا کہ رکھو ذرا دھیان اس کا نہو آشنایا بہر سہراب یقین ہو کرے یہ تھن کویر اسے بھی ملانا تہ خون خاک ہلاک بداندیش آسان ہو پھر ہو اسوی قیلم ایران روان سو جنگ سہراب نال ہوا ترانامہ کیا ہے بتا کیوان یہ کہ کیا ترسم نیرہ رہا روان کرے پہلوان او کو سن اور او سکی تھی اک و قدر دلش	زہ پوش مردان جنگ ایران سخت کاوس رستم کو دون کہ ہم جانفشی کو فخر زبان کہ بدخواہ میرا جو کاوش تہ تو میں ہوں فوجی تہ ایوان سنو نام کا اٹکے مجھے بیان کہ سہراب رستم سے وقت ہو کر و جد و کوشش یہ صبح ہوا بوقت و غار رستم نامجو جو کشتہ ہوں میں نون جنگی ہو سوافج کر اسے بید و رنج کوئی قلعہ تھا راہ میں استوا سباز کیا جبکہ اسے طلب دیا اسے پاس کہ نہیں تجیر بہت زور سے کیا کینے او شانین سے چکا و ہر ناکی سو وہ پہلوانی میں تھی منتظر	فرام کیا لشکر بیکران سپہدار استیم ایران گردن نچو شنگے کاوس کو زندہ اب یہ ہر آرزو او کو کئے تباہ کردن تیرے شامل سپاہ گران کہ ہومان تھا اک دسر باران تھن نہ بچانے سہراب کو کہ سہراب رستم ہوں جنگ مگر ہو کشتہ تو سہراب کو سے پھر کے طاقت کا زور روانہ کیا پیش سہراب گنج ہجیر دلاور تھا وان قلعہ دار کیا سائے اس کے سہراب بت قوی باز و زور مند و دیر ہاں نہ سہراب جب بن سے اسے لیکر پھر گرفتار کر ہر سند دانا شجاع و دلیر
--	--	---	---

جہان میں شاہ گرد آفرین کا نام تو مانند مردان شیر زن خروشان ہوئی جبکہ وہ سیمبر غرض کو سہراب شیر زن سنان سے اٹھایا اور سیرین سوار سپر ہو کے پھر دلربا ایسر کنداوس پری کو کیا درخشان ہوا جب رخ مہ چین لہو میں دن گھم گھم پڑ پڑ گئی قلعہ میں جبکہ وہ نازنین کہ اس فرین رہنا نچیں باب شہابی سے توڑا درخت کو تو سہراب کا دل ہوا بے قرار کیا پیش کاؤں گردون قار تماشا یہ جو عمر میں خود ہے مقابل ہوا جبکہ اوسکے ہجیر یہ اب صلیوت ہے کہ لے شہر بار کہ اسی پلین رستم پہلوان عد و سوز ہے تیری تیغ و سنان دلیر و قوی خیمہ سہراب نام سو اتیرے امی پہلوان جہان ہوا گیو نامہ کو لب گردان یہ پوچھا کہ اچھی گیو یہ کریان یہ دلمین لگا کہنے وہ پلین وہی طفل شاہ کہ ہو یہ جان دروغ اوسکی ان کیونکہ لکشی ہیا کہ ہو پوچھو ان ہو کے پان شہا یہ کہہ کر کیا جشن ترتیب وان ہئین اب ہر لازم توقف دینا	مہر خنگ کے یاد اوسکو تمام لباس نبرد اسے کر سیتن تو سہراب حیران رہا دیکھ کر ہوئی چون نگہ اپنی ناؤنگن سیر خاک چکارہ کین سے ہوئی مثل مردان نبرد آزا سیرین ہی پھر ہوئی وہ جدا تو سہراب عشق ہوا اس میں کہ اس قلعہ میں ہر مرا اختیار پدر اور اور سے اوسے ٹوین گر زبان ہو الغرض وقت شب کیا قلعہ میں پھر مل نامجو ہوئی خاطر آشفتمہ پھر لغت آ کہا یوں کہ جو حیرت و نامدا کہ ازخار وہ سال وہ گرد و ٹو وہ لیکیا کر کے دوین آہ تو غافل نہ جلد کر ونگر کار پل نامور گرد کشورستان جہانگیر ہے تیرا گرد گردان زبون اوس میں ان سب نام ہئین کوئی اوسکے مقابل ہیا لفغان شہ سو کے زابلستان کہ کس محل صحت کا ہو وہ جان کہ چاہی تھی شہ سمنگان میں جسے سام پیکر کے ہے جان بھلا کیلے مجھے کھتی سنان حضور شہنشاہ عالیجناب سے ساتھ تانہ شہنشاہی بجائے حکم شاہ جہان	سنا جبکہ گرد دلا و سیر شہابی سے ہوا دیا پر سوار گمان لیکیا زن ہر یہ ماہر و لگی جیٹا چوڑے تر جب ولے دختے لکھنچک تیغ کین دلیری ہاؤ کی جیٹا فی نظر گرا خود تارک سے پھر خاک پر کہا دستان یہ سہراب سے رہا اوسکو سہراب نے پھر کیا جو کچھ ماجرا تھا کیا سب بیان ہوا جبکہ خورشید جلوہ کنان نیا یا کین مردمان کا نشان ادھر تھا یہ مہکوش فتح و ظفر جوان اکیا یا ہر توران کے ولے پلین ہے جان لیر گئی سامنے جبکہ گرد آفرین یہ سکر ہوا شاہ اندوین لہو ایرانیو نکا ہے پشت پناہ تو جلد ہی ہونچ زابلستان کے بچار لہو تانا و پر زور ہے ہوا نامہ طلبا چپ سیر وہان کے کستم کو نامہ دیا وہ بولا کہ کتنی میں یونچ میں عام نولہ ہو امرو اوس پر پھر سوچ کر لے لگا نامور تھمن سے کہنے لگا پھر گیو وہ بولا کہ کیا خطا اس قدر یہ پھر گیو نے روز رستم کہا یہ بولا و ہئین رستم نامہ	ہوا وقت پیکار زندہ اسپر دلیر اند آئی بے کارزار ہوا یا کوئی طفل پر غاش جو سیر لیک سہراب منہ چرب دوینہ کیا نیزہ کو بس دین تو شہابی سہراب نے زود تر پریشان ہوئے سہراب سے کہ ہونہ سے گردانی مجھے ولے عمدہ بیان محکم کیا یہی صلیوت ہے دیکھی وہان تو آواز مردم نہ آئی وہان نہ دیکھی جو وہ خیمہ درستان او دھر گرد و دم قلعے سے بھاگ کر مشابہ ہے سام و فرینان کے قوی باز و دخت مانند شیر تو یہ بھی رہی فتح سے ناامید تھمن کو نامہ لکھا پھر وہین تو ہے سرگردہ سران سپا کہ آیا ہے اک گرد توران سے ہمان زور کا اوسکے اک شور و دیا گیو کو شاہ نے مھر کر وہ حیران ہوا جبکہ نامہ پڑھا کہ کر کیوں کل اوسکی ہر شل سام کہ تھی حالہ مجھے وہ سیمبر کہ دھڑ ہوئی وان یہ آئی خبر کہ ہے طرح حکم گیان خدیو فرابادہ لعلگون نومش کر کہ لے پہلوان نبرد آزا نک خوف و دہشت کچھ نہ ہا
--	--	---	---

نہیں کوئی پہونچو ہر سے زور کو
 غنیمت ہی یہ صحبت چھوڑ کر
 ہوا جبکہ روز و ہم جلوہ گر
 زوارہ ہوا و سکا برادر تھا خورد
 تو وہ بین وہ شاہ نشین نامور
 کہتا تو وقت وہاں کیوں کیا
 ہوا پر غضب طوس پر شہر یار
 تہمتن فرجی کا وہاں سکا دست
 سمجھتا نہیں کون کاؤس ہر
 منہ لایا ابھی سو شہر یار
 تو سہراب کو کھینچ اب دایر
 کروں آتش خشم کو تینہ گر
 کہ سر پر کھو اپنے تاج شہی
 پیرا جو کرتا میں تاج شہی
 یہ کہہ کر وہ بین جنش پر ہوا
 یہ احوال کو در سے پھر کہا
 جو رہ تم کو آرزوہ خاطر کیا
 تو وقت نکرا سب تابی سے جا
 یہ ظاہر ہے اور عجیب معلوم ہے
 پشیمان ہوا خود بخود بادشاہ
 کہے جو ہی گرد ہر ایک یان
 خدا کے لیے اسے مل نامور
 سمنہ غریب کی پھر اب عنان
 زبان پر ہو گو گوئے پھر سخن
 یہ سن کر وہ بین رستم پہلوان
 یہ تندی دگر ہی ہر میری کشت
 تزا دیر آنا ہوا ناگوار
 ہوا رستم گرد بھی غدر خواہ
 کریں آج ترتیب بزم طرب

یہ کتاب کیسی مقابل جو ہو
 کہ ہر آخر کار چلنا اودھ
 تو پھر زابلستان سے باکرو فر
 ایسے بیکیا ساتھ ہی وہ گرد
 ہوا شنگین رستم و کیو پر
 مرا حکم لائے نہ ہر گرجا
 کہا جلد لیا انجین سے دار
 خوشندہ پھر ہو جون شہرست
 مے آکر کیا چیز پھر طوس ہے
 یہ تندی سے بول لال نامدا
 بد اندیش کو حتمہ و خواہ کر
 تو خس سے بھی کتر ہی پھر تاجو
 کہ ملک ایرانیہ فرماندہ ہی
 پہونچتی نہ تھکے تک کلاہ می
 روان سوی زابل ہوا نامدا
 وہ سنکر حضور شہنشاہ گیا
 یہ زہنا رخ کو سب بختا
 دلا سا تو کر کے تہمتن کو لا
 کہ عاری ہر دیش ہو کاؤس
 سر فکیے عہد ہو غدر خواہ
 کہ سہراب ہر وہ دلا و جوان
 تو ایرانیوں پر در اسر کم
 تو ہر گرجا سو سے زابلستان
 کہ اک طفل سے رستم پلٹیں
 پھر آیا حضور شہ خسروان
 نہیں چھوٹی مجھے یہ شہر شت
 ہوا تندر پھر تھجہ پہلے خشتیا
 کہ بندہ ہوں تیرا میں آباد
 لبر ہم کریں عیش و عشرت سو

کہ را و سحاب سپ کو جا کر دن
 رہی اور دور و زبزم طرب
 روانہ ہوا رستم پہلوان
 غرض کہ ہر منزل ہنرل روان
 کہا طوس کیوں رستم غضب
 زبردست تھا طوس ہر چند
 پھر اونوی سوی رستم سرفراز
 یہ بولا کہ ہر کوٹ ناگور
 مجھے خضر و اندر زیوان پاک
 ہوا گرم مانند شعلہ تو اب
 تہہ کاری کی تو نے اب اختیار
 دلیران گردن کش و نامجو
 و لیکن نہ اقبال میں کیا
 ہر میری منہ اتو سے جو کچھ کہا
 جواز زدہ ہو کر گیا پہلوان
 کہا اسے یونہی کاؤس کو
 پشیمان ہوا شاہ گیتی شان
 ہوا وان سے گو دہو یونہی
 تیرا و سکو اسی پہلوان کھینچیں
 تو ہو گیا آرزوہ شہ سے اگر
 کوئی پہلوان جسکو ہر نہیں
 کہ پشت دیناہ دلیران کو
 و گرنہ ہوں گردان لائن ویر
 یہاں تک ہر اسان ترسانا
 اوٹھا تخت سے شاہ قنطریم
 بلایا تھجہ اسلے سینے یان
 ہوا تو جو آرزوہ آئید دل
 جو کچھ حکم ہو سولا و ن کیا
 سحر بانیسے لیکر سپاہ گران

رہیگانہ سہراب کا پھر نشان
 خوشی سے ہر باد کش روز و
 گئی ساتھ اس کے سپاہ گران
 گیا پیش کاؤس جب پہلوان
 کہ دونوں کو تو دار پر کھینچ اب
 کیا رستم نامور سے حذر
 کیا لا جرم لکھتہ سپا دار
 جو لیا کے کھینچے مجھے دایر
 نہیں ہر سیکھا ذرا خوف و با
 کہ بیفادہ سے شاہ غضب
 تو شاہی کے لائق نہیں بنیا
 یہ کہتے تھے مجھے بصد آرزو
 کہ خربندگی مجھ سے ارادہ تھا
 سب سے روانو سے جو کچھ کہا
 تو بیدل ہو کر وہ بین پر دہوا
 کہ یہ کیا کیا اسے شہ نامجو
 لگا کہنے گو دہو سے یونہی
 تہمتن ہی جا کر کیا پھر بیان
 جو آوی زبان پر کیوں بین
 تہہ ہونے ایرانیان سر سہر
 کوئی گرداؤس تو ہی نہیں
 نگہ دارا تسلیم ایران ہے تو
 دلیری کریں آگے مانند شیر
 کہ زنجبک یا نے گریزان ہو
 کہا پھر کہ اسے رستم نامجو
 کہ ہوں چارہ جو تھجہ ایرانیان
 تو پھر بین پشیمان ہوا و خجل
 شہنشاہ نے ارشاد دین کیا
 سو دشمن کہینہ چہرہ روان

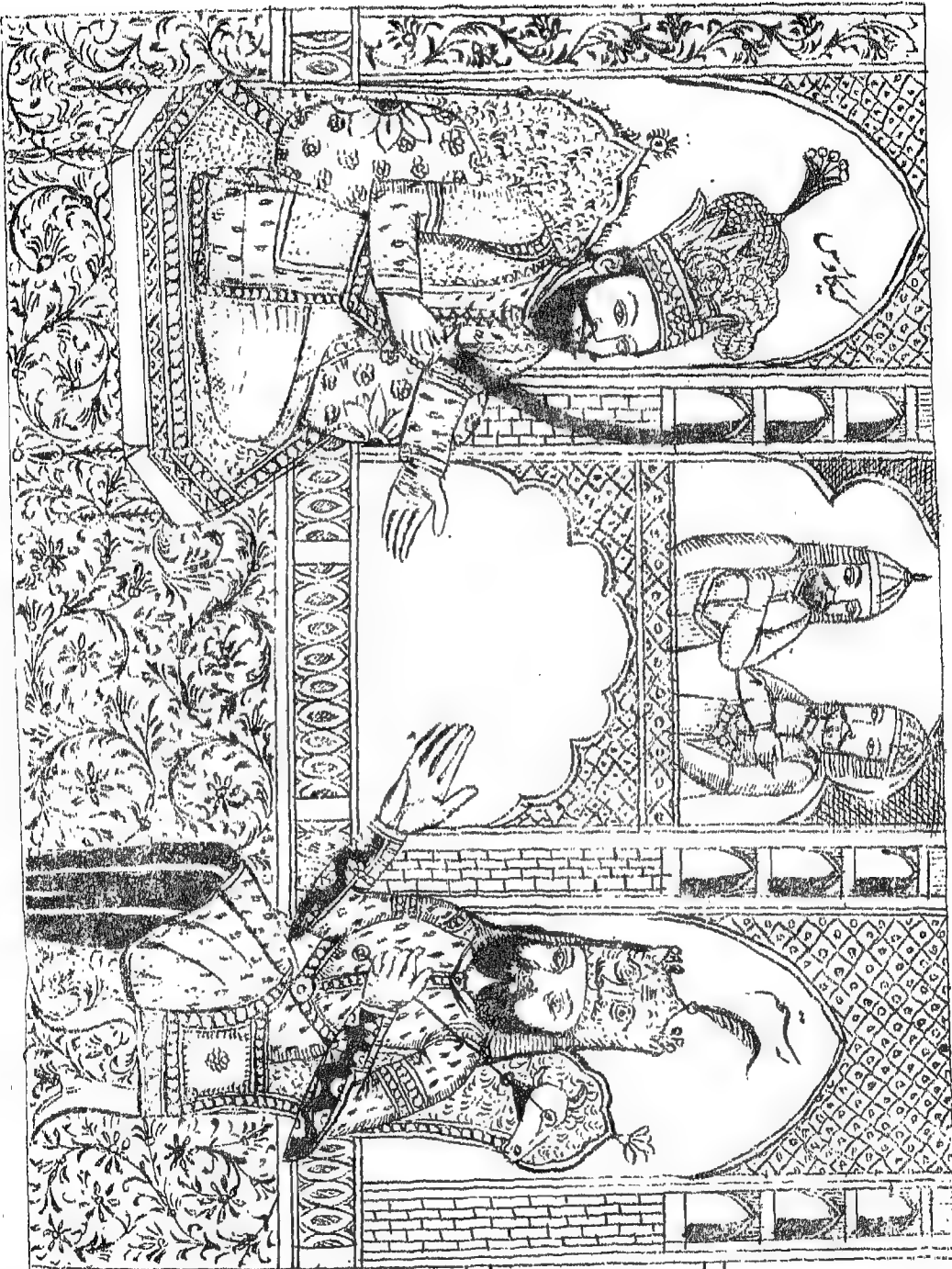
رفیق کاؤس شاہ رستم پہلوان بزم جنگ با سہراب

درخشان ہوا جبکہ مہر نہیں مل یلین با سپاہ گران جو پہنچا وہ نزدیک حصین جو سہراب غلہ سے کی گاہ جو یہ کثرت فوج آئی نظر کھنچا پھر سراپہ پیش حصا نظر سے وہ مردم کے ہو کر بہان مہیا ہر بزم نشاط و طرب اور ڈھا دوہن اور اسکے آروڑ گیا دوانے پھر رستم نامور کوئی دیکھے کو جو لایا چسراغ منودا پی دکھا گیا اب بیان نچھوون بحر زندہ کاؤس کو یہ کہتا تھا اسے بادشاہ جهان تکلف نہیں ہمیں کچھ نہینار سنی اور دیکھی بہت رزم و بزم	تو کاؤس سلطان آفاق گیر سوار کو سہراب ہائے رون تو لشکر سواران قاست گون تو دیکھا کہ جو بیکان سپاہ تو ہوتا ہے ہوش اور گویا سہر بفرمان سہراب عالی تبار لگا کرے احوال ریافت و ن خوشی سحری لعل پیہ میں ب لگا پوچھے یوں کہ جو کون تو اور اک شخص ناگاہ آیا او دھر تو زندہ کاوان شہر با چراغ خبر لیگیا آن کر بے لگان طاؤن تہ خاک و خون طوس کردن کیا میں سہراب کا بیان بلعینہ ہر شکل سام سوار	دلیران ایران کو کرک طلب چھپا کر و لشکر سے رخسار گیا پھروان شاہ کاؤس بھی یہ سہراب کہنے لگا دیکھ تو یہ سہراب بولا سراپا سانہو گیا اوں سراپہ دہ میں ات کو جو دیکھا تو سہراب ہی تخت پر کوئی نرم میں زندہ تھا پہلوان تھیں سنے اک شست ملا سجت جو دیکھا تو افتادہ ہوا اک جوان یہ سہراب لوگوں سے کہنے لگا عوض زندہ کا صہم چاکے کو زبان پر تھا سہراب کی زمین جوان قوی پھل وز ورنہ یہ چاہے خواب چرخ فیروزہ کیا	یہ بولا کہ تابع ہو رستم کے سب سنان ہو گیا ہر کئی مسرور کہے گیو گورز اور طوس بھی کہ جو کس تہر لشکر جنگ جو کہ دن قتل اک دم میں سب فوج کو خبر کے لیے رستم نامور پست میں اوسکے گناہور پڑی اوسچاوسکی نظر ناگہان تو کشتہ ہوا زندہ خفتہ جنت کہ سرگز نہیں اوسکے قالہ میں جان کوئی آگے جا سوس کاؤس کا کردن ایک لشکر کو میں غرق خون اور شام سے رستم یلین قد اوسکا ہے ماند نخل بلند پدر اور سپر میں ہم ہو جنگ پر اب سنبہ سہراب رستم کی رزم
---	---	--	--

داستان جستن سہراب

نشان رستم از جیسر و ہومان و بارمان و نیا فتن صلیح

سپر رخ مہر جہا تاب نے کہ تم بھی نہ تاخیر کو راہ دو تو بخشن رہائی مجھے بندے بجیر اور سہراب مل پھر وین یہ کس کا ہی جلدی بتا مجھ کو تو سورہت کسا ہے خیمہ کسا وہ بولا کہ گورز جنگ آژنا کھڑا جو جہان کا دیانی در شہر اگر چہ تھا واقف دلا و بجیر	کیا جبکہ جلوہ تو سہراب نے کر دانی کہ تہ فوج کو وہ بولا وہیں اوس خیمہ گنواں بالا حصین کہ باقی میں جسکے بہت بڑے وہ بولا کہ یہ خیمہ ہے طوس کا خداوند ہے خیمہ سنج کا کہ جو یک ستم سنج و زرقوش کہ جو خیمہ رستم شیر گیر	جب آہستہ اپنا لشکر کیا بجیر دلاور کو کرکے طلب دروغ آگے مردم کی جو ہر فوج یہ سہراب کہنے لگا اچھو جیسر وہ بولا کہ اسے گرد باغ و جاہ کہا پھر سراپہ لالہ رنگ کہا پھر یہ سہراب نے بول دیا سداوسکی چوٹ تخت کاؤس کے وہ دل میں اندیشہ و نسی کیا	یہ سہراب سے اور بارمان کسا کہا کہ کسے رستم تو مجھے اب بھلا کیسے کوئی بولے دروغ پلنگے سراپہ دہ گردون نظیر یہ جو شاہ کاؤس کی بارگاہ یہ کسا ہے مجھ کو تباہ زندگ سراپہ دہ سنبہ کسا ہی و ان رکھا اک سراپہ دہ میں سخت عجز سداو کہ میں ترک جنگ آژنا
--	---	---	--



سے نام رستم کا اور ناگمان یہی سلطنت تھی کہ اب زمینا ر کہ ہو یا در شاہ کاؤس کے کہ بدل دینے کو کہ باغ و بہار کہا پھر فرما غور سے کر لگا د کہا پھر یہ سہرا بے شے کہ مان	کے جنگ پر خاشاک و بہان نہ تباہ و ن نام مل نامدار یہ او کا سر ایدہ سنہر بتایا تھا رستم کا جو کچھ نشان کہ کس نامور کی ہے یہ بارگاہ سراپردہ رستم پہلوان	وہ غافل ہوا و کشتہ ہو پوز کہا یوں کہ خاقان چین بہان وہ بولا کہ اوس گرد کا نام کیا وہ شکایت ہوئی کی عجیب یہی افسانہ سہرا بے پھر کہا یہ سنکر دیا افسانہ پانچ دہین	قیامت ہو بر پاروے زمین پہ لیکے بھیجا ہے اک پہلوان کہا نام او کا چین جانست کہ ظاہر کیا اوسے کچھ اور اب کہ خیمہ ہے یہ چین کے گرد کا کہ وہ زابلستان سے آ پانین
---	---	--	--

کہا پھر ہوا ستہ رہ لطف تو	کہ تیرا نشان تھمن مجھے	تو ہو قید سے ناکہ جلدی رہا	کردن تجھ پر مصروف لطف عطا
جواب او نے اویکو دیا پھر ہی	جو پہلے کہا تھا کہا پھر ہی	پھر وہ تندر کہا ای پھر	نہیں یہ تری بات کچھ کہ پیر
اگر جان کی خیر چاہے ہے تو	تو کہہ رہی اب مرے روبرو	تھمن کا خیمہ بھی ہو گا مگر	تو نہ ناراب مجھے پھان نہ کر
کروں دہن تن سوڑا سدا	کروں قید سہتی سے تنکوبہ	کیا آو پھر اوس کے انکار صاف	وہ لایا زبا پیر یہ گفتار صاف
کہ کیا ہے یہ تغدی قہر غلب	عبث جو مجھے ساتھ یہ کینہ	تھمن کی محکوبہ خیر کچھ نہیں	تو کھینچے ہے کسو اسے تیغ کین
یہی جبین تھی تو بہا نہ ہے کیا	مے تن سر کر شوق سر سدا	یہ کہ لگا کے پھر یوں اجیر	کہ رستم ہے موشجاع و دیر
تن او کا تھی مثل تار درخت	زبردست و چست و توانا تو	نہر زان و دیوان پیل لپٹا	مقابل نہا اوس کے ہنگام جنگ
گنا کے سہراب نے پھر یوں	کمان تیرے دیکھے ہیں جنگ آدن	جہان میں ہیں ایسی خداوند ز	کہ رستم کو سمجھیں ہیں اندر مور
ہوا غمزدہ وہ بل نوجوان	کہ رستم کا ہرگز نہ پایا نشان	بلندی سے او نے فرود آکر	زہ اور جو شش کیا زیب
لیا نیزہ و گرز و تیغ و خنجر	شہابان سوا سو میدان جنگ	چہر قلب میں شاہ کا دست تھا	او دھر جا کے سہراب نے یوں کہا
عوض زندہ کے رات کھاتی تھم	کر شش تیرے کاؤس کو صبح دم	سواران ایران کو میدان میں	تیرے تیغ کھینچتے تھیں اک آن میں
اگر پاس نہ ہا در غرت بھی ہے	تو اگر مقابل ہو کاؤس کے	سوا کے ہو جو جسے غم جنگ	نہر د از تھم سے ہو میدانک
یہ کہ لگا کھینچنے انتظار	کہ آتا تھی اب کو لسانا مار	ولیکن نہ نکلا کوئی نامور	کہ تھا دل میں ہر اک کی خوف و خطر
کوئی جیت اوس کا ہوا ہم نہر	ہوا تب غرور شدہ وہ ڈیر	کہ شاہوں کو غیرت ذرا چاہیے	نہ جنگ درون سے ڈر چاہیے
چو تاناخو دل رزم سے جو شہا	تو کینہ نام کاؤس اپنا رکھا	یہ آواز کاؤس کی دہی میں	کہ احرار ناداران ایران زمین
کوئی جلد رستم سے جا کر کو	کہ بار انہیں ہے کسی گردو	جو اوس گردی جا کے ہو کینہ خوا	ہر اسان و خائف ہو یکسر سپاہ
دوان طوس پیش تھمن گیا	تھمن سے یہ ماجرا سب کہا	کیا تھا یہ رستم فر اوس دم قرار	کہ پہلے کرونگا نہ میں کا رزار
کوئی اور جا کر سوے زنگا	بہ اندیش سے آج ہو کینہ خواہ	سدا داجو سب پہلوان بون	تو پھر میں نہر آنا اوس کے ہون
وے طوس نے جب کیا یہ بیان	تو ناچار پھر رستم پہلوان	پس کرنے دش پر ہو سوا	گیا سو میدان پر کارزار
یہ سہراب بولا کہ لشکر سے ہم	ستیزندہ ہوں چلکے یکسو ہم	کہا یوں تھمن نے اچھا چلو	گئے جبکہ کیس وہ پیکار جو
تو سہراب فی یوں کہا ایچون	نہیں ہر کسی کو یہ تابہ توان	جو مجھے مقابل ہو میدان میں	کرونگا مجھے قتل اک آن میں
یہ سنکر وہیں رستم نہا مار	لگا کینے اتر کو دک خانکار	نکستی اب پختہ کار و تون تو	نہ جنگ درون ہی پر پخش جو
وہ میں ہوں لاوریل نامجو	کہ دیو پید سیہ کار کو	کیا تھم اکدم میں ہنگام جنگ	نہ جانبر ہوئے مجھے شیر و پانگ
وہ کینے لگا سکے یہ دوستان	کہ شاید تو تھی رستم پہلوان	وہ بولا کہ نہ رستم نہیں	میں ہو سکا ہوں اک جا کہ کترین
یہ سنکر اوسے یاس خرون ہوئی	بہم جنگ پھر زگر و دون ہوئی	ہوئے لیکے نہ تیرہ تیرہ کمان	لگی چلنے ہا ہم سنان پرستان
ہوا زخم کوئی نہ دان کا کر	وہ نیزہ شکستہ ہو کر سدا	دلیر و تھم کھینچ کر تیغ تیر	کیا گرم باز اکرین و ستیر
بہم ضرب پر ضرب تھی میدان	شکستہ ہوئی آخر کار تیغ	لیا ہاتھ میں پھر عمرو گر	لڑے اس قدر ہر دو جنگ دران
کہ جہان رہا دیکھنے چہ نہ ہو	ہوئے آخر شش کج سر اسر عمرو	ہوئی بارہ بارہ زہرہ کیت سلم	رہا پھر نہ رستم و دودون میں دم
خون میں ہوا تر سہراب بدن	ہوئے خشک یکدم کلام دون	جذگانہ پھر دودون تہا دود	وہ سہراب اور رستم نامجو

خدا رست کرنے لگے اپنا دم
 نہ زہار دیکھا جان میں شہر
 سہم دین لیکر کمان و خندق
 پکڑ کر گھر تہہ گر بعد از ان
 خود پناہیل کو زمین سے ہلا
 اسے چھوڑ سہرا بس زمین
 یہ سہرا لگا گئے سہرا بچہ
 تو رکھ جمع خاطر کہ وقت پکا
 تھن ادھر کھینچا تین تین
 یہ رستم کو پھر دل میں آیا وہین
 شتابی چکا در کی موڑی عنان
 ذرا صبر کر شکر آج ایوان
 اسے بھی بھی رستم کی تاب پھر
 تھن کو شہنے کیا پھر طلب
 تن او سکا تیرا ہن کی سخت تر
 تسلی اسے دیکھ شہنے کما
 کہ سہرا بہر چہ ہے خرو سال
 سبا داگشتہ ہوں وقت رزم
 تو مان باپ سے جا کے کہو یہی
 زوارہ سے جب کہ پکا یہ سخن
 تو بدخواہ پر کر مجھے قہار
 یہ ہومان سے بولا کہ لے نیکر
 وہ پاتا ہوں دھین سرا پائشان
 یہ سہرا کو اسنے پانچ دیا
 ولیکن یہ رستم نہیں زینہا

ولیکن نہ کینہ ہوا دل سے کم
 نہ سہرا کوئی دیو آقا طلبہ
 دریاں جنگی لگے کرنے جنگ
 لگے زور کرنے وہ دونوں جوان
 ولیکن نہ سہرا بن سے ہلا
 لیا ہاتھ میں گرز زور و کین
 کہ ہر جنگ کی تھیں تھیں پھر
 تھے ساتھ پھر کے ہوں خواہ
 شتابان ہوا سو ترکان تین
 سبا داگشتہ ہوں و کین
 کہا لگے سہرا کے یوں کہ ہاں
 سحر تو ہی اور میرا گزیراں
 گیا اپنے لشکر میں سہرا بچہ
 جب آتا تو پوچھا وہ احوال
 موثر نہیں جب پہنچے و تیر
 کر گیا ظفر باپ جس کو خدا
 ملے او کو سے زور و قوت کمال
 تو پھر رزم کا اوس کی چونہ غم
 ہوا وہ جو کچھ ہے تقدیر تھی
 لگا کرنے کرتے بل پلین
 بداندیش مغلوب ہو شتاب
 عجب پہلوان ہر مرا بہر در
 مری مان جو کچھ کیا تھا بیان
 کہ رستم کو ہوں خوب پہچانتا
 یقین جان تو اسے بل نامہ

تھن بھی نیل میں کنی لگا
 پھرتے میں سہرا کے یوں لگا
 سے دم میں ترکش تھی سہرا
 کیا پہلے رستم زور اس قدر
 کیا زور دے بھی ہر چند
 جو مارا تھن کے بالائی سر
 تھن یہ بولا ہوا دن تمام
 وہ سہرا پھر لیکے گزیراں
 کون کیا کہ اکہم میں ان دن
 کہ شہا سے جا کے ہوز مجو
 تو جنگ لپٹنے وقت میں
 سوا اس کے گرا ہوا جوان
 وہاں سے وہ سہرا جسم لیا
 وہ بولا کہ ای شاہوخ خدا
 اثر او سپر کرانہیں زینہا
 شمشہ سے خست ہوا پلین
 خدا جا کر کیا پیش آو سحر
 سوزاں لشکر کو لیجا بیو
 عبث زاری آہ و سوز و جا
 کہا کہ زاری کہ احوال دگا
 ادھر پلین کا یہ احوال تھا
 قوی باز و سخت چنگال ہے
 گمان ہر مجھے یہ مرا ہے پر
 تھن کے ہر شکل ہر جوان
 وہ سمجھا کہ یہ رستم گفت دغا

کہ اس قدرت و قوت زور کا
 کہ شیر و کمان سے ہر جنگ
 ہوا پر نہ اک تیر بھی کار کر
 کہ وہ زور کرتا اگر کوہ پر
 نہ ہرگز ہلا رستم نامور
 تو رنج ہوا رستم نامور
 قریب گیا ایوان تھن
 سوا لشکر شاہ آیا دوان
 ہزاروں کے قتل ہر جوان
 وہ غیرت ہی شمشہ سے آیکو
 عبث ہر یہ میاکی زلف میں
 تو پھر ہوا مقابل سے بیدار
 سراپہ دین اپنے رستم کیا
 بڑا ہی دلاور ہے یہ خرو سال
 مرا زور بازو دم کا زار
 زوارہ سے جا کر کہ ای سخن
 زہر بخت گھر مقربین ہوا ظفر
 خیال اور دل میں نہ چھپایا
 بھلا چارہ کیا جبکہ آو سحر
 تھے ہوں کرم کا میں سپرد
 او دھر جا کے سہرا جنگ
 بعینہ وہ رستم کی مثال ہے
 جان پہلوان رستم نامور
 تھا و کی صورت بھی ہر شکل
 ہمارا ہوا خواہ و بخوار ہے

جنگ رستم و سہرا بر وز دوم وزیر آمدن رستم در شتی

ہوا مہر تابان جو پرتو جنگ
 تو سہرا ب رستم پلین
 گئے سو سیدان پر کا زار
 کہ او دین ہر جنگ لگے شمشہ
 تھن سے پہلے ہوا صلح
 کہ او دین ہر جنگ لگے شمشہ

سہم کیا تو فی ابل میں کیا بہم مفضل آراومی نوش ہوں تو کیسہ ہو ہوتا اور کوئی جوان نشانی جو کچھ چاہے جو عیان تو شاید کہ ہے زلال زر کا پیر کو تھا یہ دل میں بل بلیتن ہست سینے دیکھا فرزند شیب جو دیکھا کہ رستم ہر اب گرم کن نہیں چاہتا یہ کہ ستا جوان کیا زور رستم تو ان کا پیش جو کھینچا پکار کر سب کو گرا خاک پر جب بل نامور کیا خیلہ رستم تو اس وقت وہ تو سر کو کرے اس کے تن سے جدا یہ سنکر وہ اوٹھا سینہ سے کہا جبکہ جوان سے یہ اجرا نہ دیکھا تھا گاہے فرزند شیب ہوئی بیوقوفی یہ تھے کل کیا جبکہ رستم سوے خیر گاہ اوسے ابتدا میں تھا زور ہند ہوا تھا تاس با کا خوشنگا غرض کر کے شہزادی دیکھا	ارادہ لڑائی کا یا صلح کا بچنگٹ فی دمی طرب کوش پہ ہیان آنکر ہو ستیرہ کنان وے نام تیرا جو مجھے نہان یل پیلتن رستم نامور نہیں مفضل کا اعتبار سخن نکر مجھے گفتا رکرو فریب تو ناچار سہراب بولا ورن مے ہاتھ سے کشتہ ہو گیا گیا لگے سہراب کچھ پیش تو سنبھلا نہ پھر رستم نامجو تو سہراب بیٹھا وہیں سینہ پر لگا کہنے سہراب ایچوان مگر ہو درگبار زور آزما غرض ہاتھ اوٹھایا وہیں سید کیا اوسو افسوس لڑیوں کہا تو اک طفل تھا تو کی گھایا رہائی تری اوسے اب جو رہا شکوہ زاری کنان تا بچا زمین چاک ہوتی تھی سرگام کہ کچھ زور کم ہوئے یا رکوار ہوا زور پیشین کا پھر خوشنگا	یہ پھر جو رستم نہون رزم خواہ کرین عہد چنان مجھ سے ہم مرکز دل میں پیدا ہوئی تیری مہر کینے بت یا نہیں نہینا سر صلح ہر چند تھا وہ جوان یہ پانسج دیا پھر کہ سن ایچوان کمر باندھ پست سپونگ اوتز تو مال ہوا سو کے کشتی اگر یہ لکرو وہ دونوں بل نامور ہوا وہ خروشنده چون پیل زمین سے ہم پشت رستم ہوئی لیا کھینچ پھر خرب گگون ہیان کے یہ آئین نہین نہینا افسے قوت و زور سے لا ویر گیا پھر وہ سہراب فرخ نہاد کہ عیاری دکر سے کینہ خواہ تہ دام آیا تھا شیر زبان بل فوجان نے کہا کیا ہر غم دعا اوسے مانگی کہ اب یا خدا وہ عاجز بہت وقت قضا ہوئی تھی مناجا او کی قبول خدا فی نیر الی اوسکی دعا	کرین رستی اور شام دو بجہ پیشان ہوں اب کینہ غوی و غم نہو کینہ جو تو بھی زیر سپہر تو کر نام کو اپنے اب آشکار پر امین تھا رستم چیلوان نہین میں بھی کو دکھ تو کر جو کہ سرگرم کشتی ہوں اب ہر گز تو ہاں میں بھی کشتی کو چھوٹ لگے کر کے کشتی کے فن آشکار کیا زور سے اوسے رستم کو پست خرابی تیر چنچ پر جسم ہوئی یہ چاہا کہ اوسکو کے غرق خون کرے زیر ک کوئی ایک بار کے شوق سے قتل پھر وہ دم طرف اپنا لشکر کے خندان شا رہا ہو گیا ہاتھ سے تیرے آہ دیا چھوڑنے کیا قسریان کر دگا اوسے زیر پھر مسجد وہی زور سے محکوم پہلے جو تھا زمین پر خرام اوسکا دشوار تھا مرا اوسکی دوس میں ہوئی تھی حصول وہی زور اوسکو کیا پھر عطا
---	--	---	---

داستان کشتہ شدن سہراب دست رستم بر زور و نوحہ نمودن رستم در شاہ

سہر و دیکھ کر قوت و زور تن گیا شاہ و دوزخم سو زور مگا تو پھر آج آپا سوے کا زرا وہ کرنے لگے پھر دشتی ہم پکار کر سب سہراب کا	ہوا شاہان بہاوان زمین ہوا جا کر سہراب کینہ خواہ غزنیانی شاہ نہین جان ہوے نال زور و دشتی ہم زمین سے لیا پیلتن فر اوٹھا	سپاس ثبات پروردگار یہ سہراب سخت سی کینے لگا تھمتن یہ بولا کہ جیتک ہی جا ہم خوب زور زانی ہوئی چاک کر زمین سے اوسے پھر	بجالا کے اور خرش پر ہو سوا کہ جنگال سے میرے ہو کر با تے ساتھ ہو گا ستیرہ کنان نہ سہراب کو پھر رہائی ہوئی سیر سینہ پیٹھا وہ ازرو و کین
--	---	--	---



<p>یہ سوچا کہ یہ گرد و راز آزا وہ جستہ دگر کھینک کر ایک آہ تنہا سے دل کچھ حاصل ہوئی مرا باپ تجھ کا بچہ بچا و ان جنت میں جستہ تن ہی سنایہ سخن لگا کہ کہنے اوس یہ گریہ کن یہ سر پہ نیکے یا رخ دیا نشانی تو دیکھ اپنے برہ کر کے وا دہ مہر جو دیکھا زہر کر کے وا پسر کو کسے بھی مارا نہیں یہی اس بچہ پر کہ ہو نہیں ہلاک</p>	<p>جو پھر اودھم کھڑا ہو گیا یہ بولا کہ تھے بخت پیر سیاہ بلکلت ہم جان و صل ہوئی کر گیا ہلاک کن کر لے جو ان تو نگین ہوا رستم پیلتن ترجو پاس رستم کا کیا تو نشان کہ صد جیت اچھ کر دشور کشا کہ مہر مجھ پر دہر پیر سے بندھا تو رستم نے پھر شور و نا کیا نہیں یہ ہوا جو رہ کر کہیں کروں ان پر سینے کو خنجر سے چا</p>	<p>غرض کھینک کر خنجر آ جا رہا یہاں میں جو آیا تو یہ بھی مر رہا جو دیا میں اب ہو کر مسکن کہ نام کیا اوسے تہ یوں کہا پڑا تھے بیوش بس خاک پر کہ میں ہی سیج بخت رستم ہوں بہت گرم الفت مراد دل ہوا نہیں تو تم سے اسے طاقت کچھ یہ بولا کہ اچھ جان سن میگناہ نچھوڑ بیگا زنا جگہ یہ غم یہ شہر اب بولا کہ کیا فائدہ</p>	<p>کیا سینہ و دل کو اوسے نگار کہ دیدار سے باپ کے ہو شاد و یا جا ہی بالائی سپنج بن کہ جو نام رستم مرے باپ کا جب آیا تو فراموش تنہا کر جان جسکی آنکھوں میں ہو سیاہ وے تو اودھم کچھ نہ مال ہوا جو کھو لوں ذرہ اور دکھاؤں کچھ تو کشتہ ہوا با تکتہ سے آہ رہو نگار گشتا برنج و الم نہیں چارہ زنا پریش قضا</p>
---	--	--	---

تر پیا تھا سہرا بے لعل و دھڑ
 تو مجھے ہی دل میں پیر و جوان
 گئی یہ خبر پیش شاہ زمان
 سوز نگہ جا کے لاؤں سہرا
 جو سہرا ہے ہووے پھر کینہ خوا
 کرے ہے خان در بیتا ہے
 اوٹھا کر سہرا ستم نامور
 ہوا ہاتھ سے میرے ایسا تم
 یہ ککر وہیں کھینچ خنجر لیا
 زوارہ نے پارہ گریبان کیا
 جگہ پر مے زخم کاری لگا
 بھیر سیخت سے بار بار
 مقابل مری جبکہ رستم ہوا
 گوئی کیا کریک کا ہے افتخار
 یہ احوال سکر ہوئے نوحہ کر
 یہ سہرا بختہ نے پھر کہا
 بجل نکوینے کیا اپنا خون
 نہو جا کر تو کوئے پھر کینہ خواہ
 اگر زندہ رہتا تو ہر ایک پر
 جگر خستہ نے جو کہ اوں م کہا
 جو میری خاص تر نوشدار وہ لا
 لگا کئے سکر یہ شاہ جہان
 پرائی پیر مرد خستہ صفات
 کیا سر کشی سے نہ پاس ادب
 سوا اسکے سہرا ب کی گفتگو
 کے تھا وہ مرد مہر دم ہی
 سنا جبکہ گودرز نے یہ سخن
 تمنن یہ سکر ہوا در دوسر
 کہ سہرا کا کام آخسر ہوا

جو دیکھا کہ خوش بل نامدا
 وہیں اوٹھ کر یکدم سبکے پیش
 کیا حکم شہ نے کہ کیا رگی
 تو کیا مے ندر کچھ اور بیان
 سواران لشکر کے جب وہر
 یہ جہان کہ زخمی ہونے نون جوان
 ذرا پارہ اور چاک کر پیرن
 مے رکھ دوسر پیر پیکار کی
 پیکار شتابی سے رستم کا ہات
 کہا پھر یہ سہرا ب کیا ہو جان
 بل پلین کے سر پافشان
 مجھے نام رستم تیا نہیں
 رکھا اوٹھ بھی نام اپنا نہاں
 پسر کی اصل کے ہات تھی
 لگے کوئے سید نہ و سر وہاں
 نہ تم گریہ و نالہ اتنا کر دو
 کہ زہرا اب رستم ار جند
 کہ مولد مر ملک توران ہے
 پیر بعد میرے مدارا کرے
 کہا پھر یہ رستم نے گودرز کو
 وہیں لگے پیش کش نامدا
 کہ جس سے سہرا ب پھر تیار
 کہ کیا کیا مجھے نامدا م کہا
 سخنامی و شوار کہ لک گیا
 سمجھنے انی دل میں کہ نمیدہ ہے
 جب الیو دلا مہوون پہلوان
 کہا یوں کہ خوی ہر شہر بار
 محل میں تھا اوں دم شہر مہو
 سوا سکر رستم پادہ دول

او دھڑ رستم گود تھا نوحہ کر
 کہ کشتہ ہوا رستم پہلوان
 کہ رستم سے خالی سوا اب جان
 سب داہوا کشتہ رستم اگر
 نہیں تاب کھتی یہ ہرگز سیاہ
 تر پتا پڑا وان بھی سہرا ب ہے
 لگے پوچھنے سب کہ کیا ہو خبر
 رہ گیا قیامت تلکای غم
 کہ تن سے کرے اپنی گردن
 غم و درد سے شور و افغان
 نہیں کچھ بھر و سکا نہ لیک
 جو پوچھا تو پوشیدہ منے کھا
 تو پر سان حال و سس نرم
 نہیں چارہ تقدیر سے زینہا
 زوارہ ادھر اور رستم ادھر
 کیسکو نہیں اس جان میں بقا
 وے التماس ایک کتایہ ہون
 نہ کھینچے سولک توران پادہ
 مراعات کرتا میں م حوسر
 تمنن نے یکسر نڈیرا ایک
 لگا اوں سے چارہ ہوسر لک
 مہیا ہو وہ نوشدار وہاں
 کچھ مریا رستم کی اوں بات
 رہ و رستم دی تھے سے اس سب
 سنی خوب تھا وہ واقعے تو
 کہ رستم کو وہن و تاج شہی
 گیا پھر وہ پیش بل پلین
 گیا آپ پیش شہر آجندہ
 نشان مٹ گیا نام آخسر ہوا

کھڑا ہی بہت دیر سے بے سوا
 اوٹھا ایک لشکر میں شور و خروش
 او دھڑ جاؤ وڑا کے اب بارگی
 کہ ایسا نہیں اب کوئی پہلوان
 تو دیکھا کہ رستم بڑا خاک پر
 لگا زخم کاری ہوئے تانوں
 لگا کئے یوں رستم پلین
 پسر کو کیا تھے ناحق ہلاک
 لگے ہونے گردان فرخ صفات
 وہ بولا کہ ہے درد مجھ کو کل
 مے مان مجھے کیے ٹھہریاں
 رکھا بلے غافل جتا یا نہیں
 کیا تھے لگے نہ ہرگز زینہا
 انز سے یہ ٹھہری ہوئی بات تھی
 کیا دیدہ ترے دریا روان
 ذرا صبر کو دل میں کیا دے
 نہ پوچھا دی لشکر کو سیر گزند
 مری جا کے بازی وہ میدان
 لطف دہام آسکارا کرے
 کہ جا کر حضور شہ نامجو
 سوا نوشدار و کا وہ خواہ
 تو انا و نور آؤ چاق و دست
 زبان پر جو آیا وہ اوں دم کہا
 اوسے قید کوئی نہیاں کر لگا
 جہان میں تو مرد جہان دیدہ ہے
 ہے پھر یہ اورنگ آفسر کن
 بیان کیا کہ دن شہر چھپ کر لگا
 برآمد سوا تب یہ پوچھی خبر
 کیا لشکر پراو سکی زاری کن

فغان کر کے کشتا تھا یہ دہم سنے جبکہ مان او سکی تب کیا کہے وہ خیمہ اور ہسبائے جنت گیا شاہ کا وں ستم کے پاس ہر اک کو سہے آخر یہی رگہز کیا عرض رستم نے اسی تاجدار یہی عرض کرتا ہوں اب بار بار کر دھشت او سکون و دقتا پذیر کیا میں تیرا سخن زوارہ سے رستم نے چھوٹا کیا	مے ہاتھ واجب میں کر ظم جو کچھ وہ کے سونہ بیا کے حاکم کیا خاک پھر سہر جو دیکھا تو وہ ہی بہت ہوا کوئی دیر جاؤ کوئی زور ہوا سو ہوا کچھ نہیں اختیار یہ طعنت کرم کا ہوں امیدوار یہ سن کر لگا کہنے یوں شہریار مجھے پاس خاطر عریض پلین کو چھوٹا نکلتا ساتھ ہوا جان جا	جگر گوشہ کو اپنے میر سے سوا غرض لکھتے تابوت میں نقش کو ہوئے افسوس کے ماتم میں پرو ہوا کہ سخت ماتم ہے اور قدر سمجھ اب تو دانا و ہشیار وے یہ صیت ہی سہل کی کہ ہوا مان کی حرمت کہ تو مٹا ہوا اب جو جگو یہ بیخ و الم کرین مجھے گو ترکا سب کشتی زوارہ گیا ساتھ جب خلیل	جہان میں بھلا تمل کسے کیا گیا سوئے خیمہ میل نامجو خروشان و گریان و نالہ کرمان وے کچھ نہیں چارہ اسے نکر نیک بیانی و صبر در تار سے کو تو کوشہ کیچھ نہ لک کشتی نہوئی ہو گندہ او سکی سپاہ تو میر کے بھی دل کو ہوا دروغم کر نہیں نہ زہار رش کشتی گیا اب جیون سے ہوا مان گذر
---	---	--	---

ساتو کا وں ایران رفتن رستم تابوت سہراب طرف سیستان آمدن تہمینہ

باقبال و دولت سوئے نگاہ غرض لیکے تابوت سہراب کا خروشان و گریان کو گھر تاک کہ بر پا و ہوا شو محشر ہوا گئی جب یہ سوئے سنگان ہر گیا کچھیں مرد مے پھر ڈوگر گلی باب سے کہنے ای نامجو کہا اوسنے اسی دھشت نائین گئی آپ تہمینہ لب کر سپاہ تھن سے جا کر تو کہ یہ سخن رکے ہی ہی دل میں اب غم خزم یہ سن کر سہرا میر رستم ہوا سرا و زمین او سکی ہوئی کیجیب کہا زالا نے سوئی خانہ چلو مے گئے رستم کو لاؤ شتاب گیا پیش تہمینہ جب پہلوان کہا ماتمہ او سکا لیا زالا نے	روانہ ہوا شاہ کی پناہ ہر گندہ دل شہر میں جیسا قیامت تھی بر پا بزر فلک غض ایک روئی زمین پر ہوا تو تہمینہ کو غم ہوا است ولیکن جلد سہرا سوئی کیا قتل رستم نے سہراب کو سپاہی رستم کے ہم نشین سوستان بادل کینہ خواہ کہ تہمینہ پہونچی اسے پلین کر کو سکو تیرے قلم و قلم پیشیاں بہت دل میں لکھ رہا نکل آئی تہمینہ پر دے تب شبستان کو شک گلشن کو کیا جسے یوں اپنی گھر کو زہرا تو کچھیں سوئے پھر خزانہ یہ تہمینہ سے پھر کہا زالا نے	میں اور رستم پہلوان سید پوش ہوا زال پہونچا و ہوا وہ رو دایہ رستم کی مان اس کیا دفن پھر لاش کو زیر خاک کہ آتش و مین کر کے فروخت تن نائین بھی ہوا داغ داغ سوستان کچھیں جلدی سپاہ دیا شاہ نے جب او یہ جواب قریب آنکر اسے اک پہلوان وہ لائی ہی ساتھ اپنی فوج گرا فرستادہ پیش تہمینہ گیا وہیں تھکے زالا و رو دایہ ننگیہ و مین ہوئے ہر گھر لگی کہنے تہمینہ کے شکر میں پہونچوں یہ اوس کے گھر یہ جا ہا کہ رستم کا چیرے شکر کہ تقدیر پر کچھ نہیں اختیار	گیا ہر کے خشت سوستان ہوا ساتھ تابوت کے وہ روان ہوئی دیکھتے تابوت کو نوہ کر دل پیر و برنا ہوا دردناک گئے آگ میں بادل خستہ جہان کی نظر و مین تھا پھر داغ تہمینہ چلا کر ہو کینہ خواہ تو پھر دل میں گھبرا کر بت چوٹا روانہ کیا اور کہا یوں کہ ہاں دلیران و گردان جنگاں و دان سنا تھا جو اسے وہ کیس کر کہا گیا سوئی تہمینہ وہ نا جمو کیا نوہ سہراب کو یاد کر مے دلو رستم سے پہونچی ہو کیا کشتہ کیوں تو نے فرزند کو کے غرق خون او سکو بید و غم نہیں چارہ پیش قصا زہرا
--	--	--	---

عدم سے جو پھر تا ہو سہراب کا | تو کرستم دھال کا سہراب | غرض خوب بھجا کر وہ ناموس | گیا ایک تہینہ کو اپنے گھر

رفتن تہینہ بہستان رستم پہلوان یقینم زال زرو حاملہ شدنش
از رستم و بعد انقضای مدت نہ ماہ ولادت فرامرز و جان بحق
سپردن تہینہ غم و الم سہراب یک سال

وہ تہینہ اور رستم نامدار قدیم راز و گلخ و لالہ نام نہ رہتی تھی غمگین مدام نہ مرگ سہراب وہ مدجال یہ قصہ تو میں کر چکا سب بیان	بہم وان لگو رہنے لیل و نہار تہنک نے رکھا فرامرز نام مصور تھا سہراب کا صیغہ شام رہی زندہ بارخ و غم ایک سال نہ غم سے رہائی ہوئی زمینا	ہوئی حاملہ پھر وہ رشک قمر سپرد ایک دایہ کو وہ دین کیا دل و سکا تھا نالائہ و خوجکان نہ غم سے رہائی ہوئی زمینا	ہووا بعد نہ ماہ سپید اپر لگا پرورش پانے وہ مدلقا گئے آہ کرتی تھی کاہر نقان وہ مے بھیجی جان ابھی انجام کا سیاوش کی آگے سنو نشان
--	---	---	--

دہستان تولد شدن ملکہ زادہ سیاوش
از وطن بختر شاہ بلغار و برای تسلیم و تربیت ہمراہ رستم رفتن *

کوئی بیشہ خدم و دلگشا سی نگمان ایک و شہر نظر ما جو انون نے لے سے لقا او سکا جہان بین نام یون کا جو بہ بادشاہ رشت خویش کا رشت زمارا اب جیون کہ چند	کہ نزدیک دریا جیون کے تھا پری پیکر و موش و سیمبر نوع کون تیری تھی کیا وہ نسل فریدون ہر دو لگا رشت دلاور نہ او نہ جا نہ کو نہشت خورشید و نہشت نہ ہرگز ہوا نہ گوارا نہ یا سپ پرازدگی نے اثر ہوئی آگے اس رشت میں انان لگے کہ نے پرغاش باہر گر وہ لے شوق سے اس پرچہ کر پرچہ کو پاس اپنے رکھا تو پیدا ہوا پور رشک سے ہوا سننے غمگین نہ او نہ	گئے ایک دن ان برہا شکار لباس اور زیور تھا شاہانہ بت ماہ بیکر یہ کہنے لگی مجھے جانتے تھے بہت تاجور مرابندھے ساتھ او کو عقد کہا مجھے جب کہ اس بات کا نکل گھر سے اور سپ پر ہوا غرض جبکہ زقار سے رکھا وہ دونوں جوان او پل ہو بہم بعد پرغاش پایا قرار گئے ایک جہش کل اوس شاہ بندھا عقد باہم بامین جن نظر کر کے طالع بین شہزادہ سیاوش کھا نام شہزادیکا	بہم طوس اور گیو جنگی سوا کرشمہ رستم آن و غمہ غضب کہ دختر ہو غمگین شاہ بلغاری ولیکن یہ چاہے تھا میرا پر نہ زہرا بھجانی تھی یہ صلح تو جس منہ انکار سے کیا شانی سے لی بنے راہ فرار تو پھر راہ میں چھوڑا و سکو دیا خداک نگہ کے وہ کھال ہو کہ لے چلے پیش شہ نامدار ہوا شاہ دیوانہ رشک ماہ ہوئی حاملہ پھر وہ زہرہ بین نہم شہنشاہ سے کہنے لگے لگا پرورش پانے وہ مدلقا
---	--	---	---

ولیکن دل شاہ تھا پر ملال اسے زابلستان میں لجاؤن مین سہریوران کے حوالے کیا سیاوش جہان میں ہوا بے نظیر مجھے یہ تمنا ہے شام و سحر کیا عرض شہزادے یونکہ اب	نکھڑا تر بیت کا کچھ اسکے خیال سہریور سے شاہانہ سکھلاؤن مین چوے پھر وہ مصروف صبح و خبر سند دانا شجاع و دلیر کہ حاصل کروں پایہ یون پر روان ہو جیسے بانٹا طوطا	کسین بدنون رستم آیا وہاں کیا شاہ فرود مین اوسکو پھر طریق بند و شکار و ادب سیاوش فرستم کو پھر ایک روز یہ سکر مہیا کر اسباب جاہ وہ بولا کہ تجھ میں نہیں جاؤ بچکا	لگا لئے اسی خسرو خسروان غرض لیگیا زابلستان مین گرد سہریور سے شاہانہ سکھلاؤن مین کہا یون کہ اسے رستم نیکو زر و نعمت و پاپ و فیل و سپاہ مقتن فر پھر پاس خاطر کیا
---	--	---	---

باریاب شدن سیاوش بحضور پیدر معیت رستم و پیشوارفتن سہریان سپاہ

کیا ساتھ شہزادے آپ بھی سہریور سے مصروف ہو گیا مستور آتش پر شہزادہ ہفت سجاء و چشم ہو کے یا سہریان یہ کہنے لگی شاہ کا کوس سے جہاندار کہ لالہ بہتر سے پر سیاوش یہ عاشق تھی وہ جہین ہوئی گرم پھر اوس سے جب پری اونہیں اور ہلاک کے کہ ہندو شی خداوند ہوش و دینیم کا یہ دفتر جو جانہ مین تیرے حضور رہا اسکے خاموش و نامدار یہ کیا ذکر جو ہر و شفقت کے وہ کہتی تھی ملک کھلی اپنی زبان کیا سبکو جنت اکہلی رہی تو بلاشتانی سواب کام دل سپاہ جہاندار کاوس کے جھپکا کر ہو سے سر کو وہ نامدار یہ سو جانک زادہ نامور نیک کیا کوئی جاہ جزا نقیاد ولیکن خبر کسراور کچھ آنرز و	حضور شہزادہ با صد خوشی سیاوش کی خاطر کو خوش کیا رکھا اوسکو مشغول و کمال سیاوش کے حکمرانی وہاں کہ امی شاہ یہ آرزو ہے مجھے سیاوش کو راضی کر امی سیر سیاوش گیا حبیب و سخوین وہ سمجھا کہ ہر الفت بادی سیاوش سے سوا یہ کہنے لگی شہنشاہ ہو ہفت آسم کا کہ میں سن مین رنگ علمان کو نیاخ دیا شرم سے زینا تعب بنین گرداوت کے یہ لتنگ لب بے تھا غمناک سیاوش سے پھر یہ کایت تھی کہ حامل مجھے ہو و آرام دل سر اسر سے تابع حکم ہے یہ چاہے تھا لے کو شاہ و را کہ تند می سختی کروں کچھ اگر بنا چار بولا وہ منہ نہ نہ ادب ہی تر محب کو مادر پرتو	اوسے لیکے پیشوا کے سب سہریور سے اوسکے ہوئی لگی یہ لالہ تھا پھر شہزادہ کہ اتنے مین سودا یہ جہین سیاوش کو اک دفتر خواندہ طلک سنو شہزادے کو جب کیا پھر رنگ آغوشین شہزادے کئی دفتر خواندہ نہ جہین سوا امیران سے محب کو عیان یہ سکر مہیا ہوئی یہ مجھے تو انیس کر ایک کو اب قبول کیا یہ بھی اندیشہ دل مین مین سوا کہ کہتے ہیں سب سحرنا وہ بھی کہ ہی اسکو شرم حجاب میوی متقاضی ہفت لب کچھ بعد کاوس کشورستان فریب اوپر خیز اوسکو کچھ اوٹھا جب سودا یہ فریب سبا و غضبناک ہو گیا یہ یہ عقد و شرف و تعلق نہ نہ سیاوش نے یہ بات جہنم کی	ہوا دیکھ کر شہزادے قریب تو رستم کو بھی آفرین و سبکی کہ ملک سکوتے ماورائہ کلا جہاندار کی زوجہ اولین اوسے کچھ اساتھ اوسکے گرد تو یہ شہ سے لیکر اجازت کیا لیے اوسکے لب کی دوش کہ سب ل سے بادشاہ کی تھیز تسے تخم سے اک سپہ جوان کہ وہ سیری دفتر کے ہولین تسلی مل تاکہ ہو حصول کہ یہ مان حقیقی مری کچھ نہیں خدا و اس سے بہتر ہے اور حذر ہو دینا نہیں بات کا کچھ جواب کہ عاشق بخون چھپے جمال کہ رنگی مین زماں و اسے جان لب اپنے شہزادے کی دیکھے لیا بوسہ پھر کچھ پرتک بلا کوئی سر پر لائے یہ یہ البتہ مینے پذیرا کیا تو سودا یہ کی حج خاطر ہوئی
--	---	---	---

کیا اوسکو جنسٹ بلطف و طرب
 ہوا شاہ و حسد م شہ ذوالکرم
 زر و گوہر و نعمت بیکر ان
 یہ بخت و قدر رشک ماہ
 کہا جاکے اسے شاہ کو زمین
 وہ لائی زبا پیر غنما سے دوش
 تو پہچان ہو مجھے دل شاد کو
 تو جو بانوسے شاہ کنور کش
 کیا شاہزادے نے انکار حبیب
 سپاوش و ہاں سے شتابان ہوا
 غرض نقشہ اک اوٹنے برپا کیا
 خورشیدہ ناخن سے کھینچ کر
 یہ سنکر گیا حسد و نامور
 کہ شاہ سپاوش نے یان آن کے
 بدشوری اویس ہوئی مین رہا
 کہا یوں کہ اب راز کو آشکار
 یہ بولی وہ سودا یہ حبیب گر
 معطر تھی پوشاک سودا یہ کی
 اگرچہ یہ منظور تھا کھینچ تیغ
 سباد کہ برپا کرے کچھ سناد
 شہستان میں گئی نازنین
 یہ سودا یہ سے شاہ نے پر کہا
 نہ سمجھی بولی میں حبیبہ سا
 وے بات اوسکی شہ نامدار
 ہوئی حاملہ ناگمان ایک زن
 حضور نے کہے کہ طلب زودتر
 شہنشاہ کا اوس پرسان محبوب
 کنیزان یکا یک خروشان تھیں
 کنیزوں نے کا اوس یوں کہا

کہا پھر یہ کا اوس و قشرب
 دیا اوسکو سپاہ شادی تمام
 ترے واسطے شہ لائی یہاں
 تجھے رونگی اب کج کین بہا
 سپاوش سے پاس آتا نہیں
 کہا کچھ نہیں عشق میں یہ کین
 مجھے بند سے غم کے آزاد کر
 بھلا کس طرح مجھے ہو کھینچا
 وہ سودا یہ قندہ انگیر تب
 وہ دامن چھوڑا کر گریزان ہوا
 کہ اکبر کی شور و غوغا کیا
 پریشان کیے بالی سترتا بہا
 یہ احوال سودا یہ کا دیکھ کر
 پہچھا اُسے زور سے پرچہ سے
 مرا پاک عصیان سے دامن رہا
 نہ کہنا سب زراستی زمینار
 کہ باطل ہے گفتاریہ سب
 سپاوش کا جامہ تھا کوئی
 کرے کرے اوسکے جد ابیدہ
 ظل ملک میں لگا وہ بدینا
 نعتی مثل سودا یہ بہ جبین
 سپاوش کو دیکھا تو ہو کھینچا
 نہ آئی ذرا جیانی سے باز
 پذیرا نہ کرنا تھا کچھ زینا
 ہوئی خوش ہ سکر یہ ظالم غن
 کیا شاد دیکھ اوسے سیم در
 سپاوش کا کو بھیجی نام تب
 وہ سرگرم فریاد افغان مین
 فغانی حرم ہے جو تیری شہا

کہ دفتر کو میری پذیرا کیا
 سپاوش کو پھر اوسے روز
 سوا اوسکے اسباب شادی جدا
 نہ آیا وہ شہزادہ کا مگار
 شہنشاہ نے اوسکو تنقید کیا
 جوانی یہ میری ذرا نگاہ
 یہ سنکر لگا کہنے وہ نامدار
 یہ کہتا ہوں تجھے ایسا جان
 اویس تو تھے ہوئے چشم و کین
 لگی کہنے سودا یہ کہے فغان
 کیا پارہ پارہ گریبان کو
 کنیزان بھی اوسکو اشاریہ دیا
 لگا پوچھے کہ حقیقت ہو کیا
 کیا یہ ارادہ کہ بیخوف و ہاں
 سنا جب قصہ ہوا غضب
 کیا اوسے احوال سارا بیان
 لگا سونگنے اوسکے پیر خستہ
 ہوا شاہ سودا یہ پر چشم گین
 و لیکن یہ اندیشہ دل میں کیا
 سوا اوسکے تھا مبتلا اوسکا
 بہت خرد تھے اوسکے فرزند بھی
 تو خاموش ہو راز کو کر نہاں
 یہی شہ سے کہتی تھی صبح و
 اسی فکر میں تھی وہ ترین با
 لگی کہنے پھر اوسے وہ کہنے جو
 کنیز و نکو میری ہوا دم جبر
 بہم خستہ تھی ایک دن ات کو
 ہوا سنکر بیدار فرمان روا
 ہوئے اوس پیدا دوم در بہر

ملکہ ارادہ نامور نے شہ
 یہ پیغام بھیجا کہ اے نامور
 تحلف سے مینے میا کیا
 گئی پھر حضور شہ نامدار
 ملکہ ارادہ ناچار پھر دان گیا
 نہ نہ ٹوڑ نہ رلے شک ماہ
 توقع یہ مجھے نہ رکھ نہینا
 کہ اس کام سے رکھ مجھے نہینا
 سپاوش کے دہن کو کھڑا ہو
 ہاں کیا ترے سر پہ لائی سون
 کیا چاک چاک اپنے دامن کو
 لیکن کرنے غوغا و شور و غنا
 رہ کرے اوسنے ظلم کیا
 کہے میرے دامن عصمت کو چا
 سپاوش کو شہ نے کیا پھر طلب
 وہ راز نہفتہ کیا سب بیان
 شہ نامور حسد و نامجو
 کیا خوار اس جبار کو دین
 کہ پر زور ہے باب سودا یہ کا
 کہ تھی حسن میں غرت ہر ماہ
 غرض اسلئے در گذر اوس سے
 ہوا خوار عالم مین کر کے فغان
 سپاوش کو پہنچا عقوبت شہا
 کسی جیلے سے اوسکو کیجے کہ
 کہ اس حل کو کر دے اسقاط
 کرین تاکہ غوغا وہ سب رہبر
 وہ سودا یہ اور حسد و نامجو
 یہ پوچھا کہ یہ شور و غوغا ہو کیا
 کہا شہ نے ملاو او نہیں و قدر

<p>یہ بہت دُست گزشت کیا مری بات کا تمہکو یاد نہ تھا بہت اپنے دل میں پشیمان ہوا کہا انکے طالع میں کر کے نظر لگے غور کرنے وہ شام و صبح عیان سرسبز پیش شاہین تھمن سے دُست تین اختر شکار سزاوار ہے قتل اہل خطا شہ نامور سے یہ کہنے لگی</p>	<p>جہاں سن ل سے پوچھا تھو کہ کیا یہ سودا یہ فرسکے شہ سے کہا شہنشاہ خاموش و حیران ہوا دیکھائے اونچین پر و دروہ پیر وہیں طالع بخت کو دیکھ کر کیا راز پنہان ناپاک زن وہ بولی کہ امی شاہ جو ہر شکار سیاوش کو واجب دینی سزا بماندیش از سبکہ سودا یہ تھی</p>	<p>دکشا شاہ حیرت میں کرنے لگا کہ خواب آج کیا تھا مجھے کہ کیا کام افسے کیا بھر غضب طلب اہل بیچ کو دان کیا خبر راز پنہان سے اب دو مجھے یہ تخم کیاں سے نہیں زمینا تو سودا یہ سے جاکے شہ لے گیا نہیں انکی کچھ بات پر اعتبار کہ یہ چارہ شہزادہ تھا بیگانہ</p>	<p>وہ رکھہ طشت میں لیکھیں پیش شاہ یہ بچے سیاوش کو ہن تم سے وہ فصل دیکھا سیاوش کا اب وہیں اونچو کو فی الفور باہر گیا یہ ظاہر کر دے کہ ہن تخم سے کہا بعد کچھ فتنہ لے شہزادہ جو اختر شکاروں نے ظاہر کیا نہیں ست گفتار یہ زمینار رہا سنے خاموش کا و س شاہ</p>
--	--	--	---

کیکاؤس



حمایت تو کرتا ہے بیٹے کی اب کھایوں کہ مرنے پر نہیں کھا کر اگر ہے گنہگار جلا سے گا خطر کیا ہے امی شاہ فرخ خضرا خداوند غفار کو یا دکر سیاوش کو شہ فیض میں لیا ولیکن شفاعت سیاوش کی	ستم جو ستم ہو غضب غضب ہوا سنے ناچار تب شاہ دہر وگرنہ انداز پا سے گا نہیں رستی کو بھی نہ رزوا سیاوش گیا آگ میں بجیٹر سر و شہم پر اسکے بوسہ دیا بہانہ ہی چلے تھا کاؤن بھی	کیا اور کرتا ہے مجھ کو خراب یہ تھرا کہ شہزادہ نامدا ہوئی آتش افروختہ جب پا خدا ہے گھسان ملہ زبان نہ ہو نچاؤ سے کچھ ضرر نہ تھا ہوا سخت سودا یہ پر شہنشاہ سرخون گنہ گار شہ دین پناہ	یہ لکھ لیا ٹپے آگ کے دیسار لگا کتنے تب شاہ نے ہوجا کہ ہے واقف آشکار و نہان سلامت وہ نکلا پھر انجام کام کہا یونکہ کرتا ہوں شکوہ ملاک غرض اوسہ کی حرمت کی
--	---	---	---

دستان فتن ملکہزادہ سیاوش بجنگ افراسیاب و فتح کردن بلخ *

وہ سودا یہ از بسکہ پیش تھی خطرناک بہت تھا وہ نامدار یہ پیونچی خبر اون فون ناگهان ہوا دشمنان اور کئے لگا کبھی ضلع جو ہوں کبھی کینہ خواہ سیاوش نے کاؤس یوں کہا کما شہ نے مجھ کو کہا کہ یہ تاب بہ مقصود تھا اوسکو اس بات کو وہ بولا کہ اوس نے کتر ہوں میں مصور شہنشاہ جو ہر شناس کہ وہ آپ تکلیف ہرگز نہ اب اونھیں انھیں دیکو سالن جنگ وہا پر جو تھا حکمران تازیان نہ ہرگز رہی طاقت کا رزار دلاور تھا گر شیوز اوسکا تھا نام رہا خوب دروز تک کشت خون گریزان ہو جو کج گزرتے شتاب کہ ہو کر روان بلخ سے پیشتر سسران سپنے یہ اوس سے کہا سیاوش نے فرمود امہ کیا	سیاوش کی ناحق بداندیشی دعا مانگتا تھا یہ لیس و نہا کہ توران سے مالشہ کیاران کہ امی نامداران جنگ آزما یہ رکھتے ہیں دل میں خیال تبا کہ لے شاہ شاہان کشورش جو تھکے فنا پیش افراسیاب کہ دوری ہو اب قسم بد ذات نہر اور قوت میں ہنس ہر مہین کیا پھر تھن نے یہ التماس رہو بان بارام عیش و طرب رواؤ کیا شاہ نے بیدار سو آپ بے کینہ خواہی دون ہوا جاکے محصور انجہام کا ہوا دیکھ کر تازیان شاہ کام کیا فوج ایران نے اونکو زبون گئے خستہ دل پیش افراسیاب گذا رہا جیون سے باکروفر کہ جلدی کو مت کام فرما ذرا لکھا یہ کہ اسے شاہ کشورش	ملکہزادہ کے قتل کا قصد تھا کہ یا حضرت ایزد ذوالجلال اور پھر ہو اعازم افراسیاب بداندیش ترکان بخوت شعا سپہ کھینچ کر تلک اکلی بار مجھے بھیجے سو افراسیاب زبردست تجھے ہاچوان یہ بہتر ہی میں آپ لیکر سپاہ یہ لشکر بھی اپنا ہی جنگ آزما کہ ہمراہ شہزادہ نامدار ملکہزادہ اور سبہ کافی ہیں با وہ شہزادہ اور ستم نامو ہوئی فوج ایران جو گرم ستیز یہ سنکر سو بلخ نہو نچا شتاب بہم متفق ہو پھر بیدارنگ ہوئی رزم کی پھر نہ تاب تو ہوا بلخ میں دخل شہزادے کا سپہار توران سے ہوز مخوا تو لکھ شاہ کو نا اوسہ نامدا کیا حاکم بلخ کھا کر شکست	یہ تندرستی اوسکو صبح و سوا شتابی کین بیان مجھ کو نال یہ سنکر جاندار عالیجناب نہیں عہد و پیمان پر استوار کردن اونکو آوارہ و قتل فوجا کردن جاکے اوسکو تباہ و غراب قوی جنگ میں دیکو سب سلطان بداندیش سے جاکے ہوں مخوا سدا فوج توران پر غالب رہا مجھے کیجیے رخصت ہے شہزادہ پی جنگ ترکان بخوت نشان دیر سے پونچھا بلخ پر تو بس سولی و دہن اہ گونہ سپہ لیکے داماد افراسیاب ہوئی شہزادہ سی خواہان جنگ تو ناچار کرشیوز تازیان یہ شہزادے پھر ارادہ کیا کے اوسے لشکر کو کیست تباہ وہ کچھ لکھے جو مجھے شہر پار اور اپنا ہوا بلخ میں بند و بست
--	--	---	--

لکھنا شاہ کا دوسرے یہ جواب سیاوش بفرمان شاہ جهان	سپہدار توران سے ہوزم جو تو ہرگز اودھر کا ارادہ نہ کر	لکھنا شاہ کا دوسرے یہ جواب سیاوش بفرمان شاہ جهان
---	---	---

آئین گرشیز داماد افراسیاب ہدایہ ترو سیاوش بدرخواست و آزر دگی کا دوسرے طلب و

<p>جہان سپہدار توران و ہمان کیا خواب میں شب جو افراسیاب یہ پوچھا کہ اے سرور نامو یہ کہنے لگا اوسے افراسیاب نمایان ہوا بر میں ایک مار کیا میرے لشکر کو اوسے ہلاک جوان ایک تھار شکن رشید و ہوا دلکو از بسکدا و سوت درد نہ و لہین ذرا خوف اندیشہ کر طلب اوسے دانشور دن کو کیا وے ایک نے عہد و پیمان لیا وگر نہ خرابی پڑے ہے نظر روان پھر کیا شہ نے داماد کو کیا جبکہ گرشیز نام جو سیاوش ہوا دیکھ کر شادمان اوٹھا و وہین داماد افراسیاب ہوا آشتی خواہ افراسیاب دلے سخت مکار ہے بد نہاد جنہیں ہم کہیں سودہ آدین پنا ہمیں اس طرح صلح منظور ہے یہ احوال لکھنے اوسنے قاصد شہ سجرا و خوارزم اور چلے گی مہتمن نے جبکہ لیا نام تھا لکھا صلح کا شہ کو احوال سب اوسے ہوں سے کہے تو نہیں خوا</p>	<p>گئے جب ہ گرشیز و تازیان تو ناگاہ آیا نظر ایک خواب تجھے خواب میں اب پڑ گیا نظر کہ اسوقت دیکھا ہے میں یہ خواب خواب سے ایران کے آئین کا ملایا ہر اک کو تہ خون و خاک وہ بیٹھا تھا نزدیکیا دس شاہ خروشان ہوا پھر میں اے نیکو میر تجھے ہوگی فتح و ظفر مفضل کہا ماجرا خواب کا سپہدار توران نے پھر یوں کہا مباد کہ ہو جاے نفع و گر سودا دہ زادہ نام جو سیاوش اوٹھا و وہین قاصد کو پھر اک زرم آستہ کی دہان ہوا جگے سرگرم آرام و خوا مہتمن نے سنکر دیا یہ جواب نہین اوسکے کچھ قول پر نہاد برسم گرویان رہین حادثہ وگر نہ رہ آشتی دور ہے روانہ کیا پیش افراسیاب سرمقہ و سنبال کے شعی سہی روان پیش شہزادہ اوٹو گیا کیے تھے توران کے اسال بہشت لہین اوٹو کی خوش ہوا</p>	<p>گزارش کیا اوسنے حال جنگ ہوا ہول سے اوسکے گرم فغان جو کیا رگی تو خروشان ہوا کہ اک دہشت میں سیکر وں پنا وہین باد صحر ہوندا ہوئی پکڑ کر تجھے لیکے مردان اوٹھا و وہین دیکھ کر اوسنے لگا کہنے داماد افراسیاب یہ تعبیر اوسکی نہ آئی پسند ہوئے تھے خاموشی انشور کہ ہرگز نہ کر قصد پیکار تو پند آئی گفتار اختر شہنا فقط نامہ اوسکے خوا تھا وہ تحفہ دیا اور نامہ دیا ہوئے مفضل آبرو پیش و طرب سیاوش نے رستم سے پھر یوں کہا کہ ہو خواہ عاجز ہو اجال فرستادہ کو دیکھے یہ جواب تعلق غی ایران کے جو کچھ کو سحر جبکہ گرشیز آیا وہان کیا شاہ توران سب کچھ بول غزیزان و خوشیان فرخ نہاد ہوا شاہ شہزادہ نامدار سختی تھی خبر شہا نے پشتر سوا اوٹو اختر شہنا سون بھی</p>	<p>یہ سنکر اوڑا اوسکے چہر کا رنگ سنا جبکہ گرشیز آیا وہان ہر اسان ہوا دل پریشان مری نفع بھی غی وہان اوڑین پھر اوڑین سے اک نفع ہلا ہوئی شہنشاہ کا دوس بھی تھا جہان کیا چاک پہلو مرا بید رخ کہ برعکس ہوئی یہ تعبیر خواب کیا اوسے ہرگز نہ خوف گزند کہ متبادل میں ہر ایک کی جان سیاوش اے شاہ ہوں صلح جو عطاک اوسے نعمت برقیاس تحائف بھی انواع وہ لیکیا پے آشتی اوسنے کی التجا گئی الفرض جب گد نصیب کہ اے پہلوان صلح اب ہو کیا کیا آشتی کاتب اوسنے سوا کہ گردان و خوشیان افراسیاب کہ اوس بھی اب دست بردار ہو کیا اوسنے مکرور خاطر عیان ہوئی آرزوی دلی سب حصول دلیران و گردان عالی نژاد مہتمن کو بھیجا سوے شہر کہ بدخواہ کو خوب آیا نظم کہا شاہ کا دوس تھا یہی</p>
--	--	--	---

کہ تیرا معاون ہے پر مددگار حضور شہنشاہ جو رستم گیا یہ پھر رستم پہلوان نے کہا تہمتن نے آرزوہ ہوگا کہ کیا کچھ تامل تو وقت و رنگ	ظفر مند ہوگا تو اسی شہر بار کیا اجا سب بیان صلح کا کہ ہر جنگ سے صلح بہتر تھا کہ حاضر ہو گھامین بیان خسرو نہ کیجو ذرا ہو جو گرم جنگ	تہ ہوگی افواج افراسیاب لگا کئے تہ بادشاہ جان کہا شہنشاہ عذر کرتے ہوگر روانہ کیا طوس کو پھر شتاب سیاوش کو پھر ایک نامہ لکھا	وہ ہوگا گرفتار رنج و عذاب نہیں صلح منظور ہے پہلوان توین اور کہ کچھ جیتا ہوئی دھر جہاندار نے سوسے افراسیاب کہ تو راہیوں کو تو یان کیلے
آرزوہ شدن بادشاہنرا دہ سیاوش از کیا کوس و رفتن نزد افراسیاب پیش آمدن و بتغیلم و تواضع و دادن دختر خود و ملک بخشیدن بہ شائرا دہ سیاوش			
پڑھا شہ کا نامہ سیاوش نے جب دیباستے پانچ کہ بہتر یہ ہے کے قتل ہر ایک کو ہے یقین سوا او کے سودا یہ ہر کینہ جو نظار آوی جب یہ گزند و ضرر یہ سنکر بہت ہو کے اندوہین سمجھ اے ملکہ آدہ نام جو تو بہتری اوس کے لیل و نہا لکھا یوں کہ اسے حسرت و نامور مرا عہد و پیمان ہو استوار غرض کچھ نہیں شاہ کا دوس نہ ہو پھر جان ماتھ کا دوس کا مقتار عی غریبان خوشان کو اب کہ محکو مجھ عہد و پیمان چست کہان طوس کوتاب ای نیکو تو مینے کیا محکو اپنا سپر تو جو چاہے محکو وہ قاید و یہ نامہ پڑھا شائرا دہ پھر جب کردن عرض کیا عی پھر عی یہ جاہ کہ محکو کر سے تو ہا کہ گیا آخر آتش میں یہ خاکسار سپہدار توران کو عاجز کیا	ہو ادل پریشان آرزوہ تب کہ لاؤ بجا حکم کا دوس کے کہ دلین پھر لاؤ سکی تر تعین مری دشمن جان ہر دہ زشت تو پھر جاؤن کیونکر حضور پر یہ گو دزد و بہرام بولے ہین کہ ہرگز نہیں اعتماد مدد رہون میں حضور پر عداوت مرا باپ رضی نہیں صلح پر اگر سر بھی جے تو یان رہنا نہیں ہے مجھے کام کچھ طوس رہون اسے دان میں کھینسا کیا مینے حضرت بعیش و طر تھے ساتھ ہی صلح میری دست کہ سونگے مجھے اب ہم نبرد محبت کردن میں بطور پر زور گنج و اورنگ ویریم و ہوا نہ سے غم کے آواز و تب کہ پہلے تو اسی شاہ کشورستان خدا کا نہ ہو کر کیا خوف پاک ولیکن بالطف پروردگار زروا فسر دکان سے لیا	سران سپہ کو بلا کر کس وہ بولا کہ خوشان افراسیاب مے عہد پیمان کا پھر اعتبار خدا جائے کیا عالم ناچار یہ دلین ہے بیان چھوڑ کر کسب نہیں مصلحت یہ قرن صواب دیا شائرا دہ نے پھر پڑا یہ کہ کر دہن ایک نامہ لکھا عویش کی پھر بھیجا او دھڑل نہ پھر و نہیں سر عہد و پیمان یہ عی قصد اب زیر چرخ برین بتا دیجیے کوئی ایسا مکان گیا پڑھکے خیرتین افراسیاب ولے دوی کینہ ہر کا دوس جو منظور رکھ کر تو پاس و وفا کردن بلکہ فرمانبری و رور مجھے بعد کا دوس بیدار گر دہن غم توران صمم کی کیا شہر محکم کو سودا یہ آنے ستارہ شناسون جو کچھ کہا سلامت کا کچھ نہ پھر نہ حاضر بخوبی بیان آتش پر بہم	کہو سو چک مصلحت ہو گیا جو دان جاوین توشاہ عالیجا نکوئی کر گیا بیان سپہار مے سر پہ لاوی بلا کی با سپہدار توران کی کتب ان پنا کہ بخوایہ تیرا ہے افراسیاب کے گئے مجھے قتل افراسیاب سو شاہ توران روانہ کیا کہ ہوتے اب انکے رزم جو رکھون راہ دھرم روت نگاہ کہیں دوجا کر ہو کن گزین کہ جا کر کردن میں قاست کا لکھا اوسے نامہ کا پھر یہ جواب وہی جنگ پر فاش ہو طوس ہوا میری خاطر پرست جدا تو آشوق سے یان لفظ طر کردن ملک یران کا ناجور اور ان نامہ کا دوس کو یہ لکھا کیا پرخشبت محکو سودا یہ نے وہ زہنار تو نے نہ باور کیا کیا بلج کو فتح بیان آن کر ولے تو نہ راہی مواجہہ رستم

عرض مہر کے تو ہوا شمع گین
 جو ہر سر زشت اپنی وہ ہو گیا
 طلب کر کے بولا وہ خوشیدیا
 یہ کھل کر اودہ نام دار
 یہ نزدیک تر شہر کے جب گیا
 کیا ایک سرستہ شہر کو
 سیاوش سے بولایا افراسیاب
 سپہ دار نے پھر تائبین نیک
 تواضع مدارا تو نظم کی
 تو یہ نور پور شہر کی قباد
 مسیر تغاخر کا سامان ہوا
 جھکا کر ادب سے سر نکلا
 کوئی نامدار اک بان لیتا
 بہت تجبیہ ہر مہرانی شاہ
 تو ہو کھنڈا اسے ملکہ اودہ اب
 کہ ہستی سے جب جا سوئے
 جو دیش نے شہر اوسے یوں کہا
 اوسے دیش نے بادل پر صفا
 لگا رہنے ساتھ اوسکو دشات
 فرنگیش ہے دخت افراسیاب
 سیاوش یہ بولا کہ اب کیا گیا
 طلب کر کے پھر موبہ خاص شاہ
 عجب کیا جو اپنی دختر مجھے
 منصور سیاوش پر آیا دین
 قری ہوا اجازت تو اسے دلرا
 یہ پھر پہنچو بھی اسے ناہو
 یہ کھل خوشی سے وہ گل و شبنم
 ہوئی جا کے گلشن خدشت کا
 فرنگیش کی بان نے سونپا اوسے

تو فتح مجھے تجھے اب کچھ نہیں
 سے کب لکھا ملک تقدیر کا
 کہ یہ کشور ملک بچ و سپاہ
 روانہ ہوا لیکے نہ صد ہوا
 خوشی سے وہ آیا دین پیشوا
 یائین و خواہ و طرز نکو
 تجھے دیکھ کر دین ہوا کامیاب
 کیا جشن شامانہ ترتیب کیا
 برسم پسندیدہ نکریم کی
 جو انور و دانا و فرخ نداد
 کہ تجسا ملکہ اودہ مہمان ہوا
 ہوا وہ پرستندہ شہر کا
 سیاوش کو اک روز اوسے کہا
 و فور محبت ہے شام بگاہ
 مہرک معیش و طرز و شب
 تو ہوا شاہ ایران بجاہ و شہم
 تو اوسے خوشی سے بڑا کیا
 کیا ساتھ شہزاد کی تخت را
 نکرنا تھا کاؤس کو گاہے یا
 کہ چپکانہ جسکے حضور آفتاب
 دگر بار ساتھ اوسکے ہوں کھدا
 لگا کئے اوسکے وہ خوشیدیا
 کہ ہر سب رتبہ تو بزرگ مجھے
 وہ شہرہ خوشی سے سینا دین
 فرنگیش کے ساتھ ہوں کھدا
 کہ تو شاہ توران کا داماد
 سو خانہ شاہ افراسیاب
 ہوا اوسکے ہر ایک شان
 ہوا خواہ دختر کا سمجھا اوسے

ہوا سخت ناچار و محسب و آہ
 وہ نامہ سو حسد و ناہو
 تھے اب جو کہ ہے طوس آف جیب
 وہ دریا جیون کے گزشتاب
 او دھرشاہ اور شہزادہ اودہ
 در شہر سے تاد شہر یار
 کیا تو نے توران کو گلستان
 دین و بریل و شاد و جام
 ملکہ اودہ کا پھر ہوا مع خولان
 نکر و خوش خلق و پاکیزہ
 سنی حبت گفتار لطف و کرم
 غرض روز و شب شیش گیتی نا
 کہ تو جو دل و جان افراسیاب
 یہی اب ہے مقرون کے بزمین
 بفضل خدا بعد کاؤس شاہ
 یہاں ہے نزدیک ایران دین
 حریرہ کی تھی خوشہ گلندا
 جو دیکھا رخ و لب و سیمبر
 کہنے سیاوش سے پھر یہ کہا
 تو ہوا اگر اوسخت کا خوشنگا
 یہ ہر رسم شامان عالی وقار
 کہ مصروف ہر حسد و ناہو
 کہا جا کے سو بھر سلطان پاس
 ہوا شاد شہزادہ نامور
 دیا شے گلشن نے یہ جواب
 بسان کینران میں کیل و منا
 گئی لیکے اسباب شادی تمام
 پھر اپنی طرف سے بھی سب
 رہا سات دن جشن شامانہ دا

سو خانہ ہضم لیتا ہون راہ
 روان کر چکا جب تو بہرام کو
 تو کر دیکھا واد سکے تو لیں سب
 گیا افراسیاب
 پیادہ ہوئے دور سے دیکھ کر
 ہوسر ہر شہزادے کے زرنشہار
 ہوئی تیرے کئے سے رونق پنا
 سیا تھی عشرت کی ہر ایک شہر
 کہ مجھے مغز ہے تو اسے جوان
 حقائق شنو عاقل و سب کو
 ہوا شاد شہزادہ حجم شہم
 فزون تھا سیاوش کا اغاز و دین
 ہوا جب مہمان افراسیاب
 کہ اس شہر میں پہنچے سکن گزین
 تو ہر دارت تخت و تاج و کراہ
 نذر نذر ہوا روز و شب اب کین
 کہ گل شہر تھا نام رشک بہا
 ہوا خوش ملکہ اودہ نامور
 کہ ساتھ اور کے کیوں ہوا کھدا
 تو دیتا خوشی سے تنگے شہر یار
 کہ زن چاہے شوق سے تین چار
 مری پر ویش بین مثال پدر
 پذیر کیا شہ نے یہ التماس
 کہا جا کے گلشن سے یوں کہ
 کہ راضی ہو نہیں کیجیے اب شتاب
 فرنگیش کی ہونگی خدمت گزار
 فرنگیش کی مان ہوئی شاد کام
 بعد شادمانی و عیش و طرب
 بعد حشمت و جاہ و توقیر و شان

کیا کہتے تھے کہ آئین سے کہ جب کانہین ہوتے تھے ان پر سختی جبکہ کاؤس نے یہ خبر ہوا یہ پسری جہانی کا درد سپہدار نورانی پر غاش کا	فرمان کو ساتھ شہزادہ کے سوائے کہ ہو کر بہت شادمان کہ وہ بادشاہ زادہ نامور کہ ہر دم لگا کھینچنے آہ سر ارادہ ہو گا تو کس دلیں تھا	درویش کو سپان فیماں دیا نہ فرما سکے دیا رفتن گیا بلج سے پیش افراسیاب خفا ہو کر نہ سے سویشان رکھانہ نے موقوفہ دلیں	ہینر او سکے واسے ملا سقد گیا لطف سے شہزادہ ختن ہوا شاہ کے دل کو اک خطرب روانہ ہوا رستم سپہ سالار لکھا یوں کہ پھر آتو اسے نامور
---	---	---	--

رفتن شاہزادہ سیاوش طرف ختن و باعث ناموافقت آب و ہوا و روانہ
شدن طرف دریای گنگا طیار نمودن قلعه سنگین و دیگر مکانات رفیع
و دلپسند و حسد بردن کرشیوز و اماراد افراسیاب و رغلانید نش افراسیاب را و

سیاوش لکڑا دہ نامور فرگیش کو لیکے بافروشان تقریب کے مردمان جا بجا لب گنگا اک جا بچپ تھی بنایا وہاں ایک حصہ چین ہر اک جتنے انواع نقش و نگار سپہدار کاؤس عالیجناب لکھی سکی صورت بخوبی وہاں سوا اس کے بھیجا بہت مال گنج سیاوش لکڑا دہ اسوٹے سپہدار نوران ہوا شاد کام حضور سیاوش روانہ کیا سیاوش کے کہتا تھا وہ نصیر دے کہینہ سینہ میں پوشیدہ تھا بہت ساتھ اس کے ہار لکھا تو پھر دل میں اس کے ہوئی کو تو ظاہر کیا یوں کہ اسے تاجدار دماغ اس کا نخوت سے کبیر بھرا	گیا سہی شہر ختن شادمان کہ ہو کہ جہان خوب آب ہوا لکڑا دہ کو لگے دی آگہی حضور اس کے تھا پست چرخ لکڑا دہ ان جلوہ گر تھی بہا پشتان سپہدار افراسیاب بنا ہر مکان غیر گلستان حضور لکڑا دہ بید و درخ گیا چھوڑ تھا بکے گاہے رکھا پھر خوشی سے زود آوٹا ستارے بہت بھیجے اس کے سوا یہ چاہی تھا کجنت بیدار دین لکڑا دہ تھا ملاح شہزادہ کا نہ آیا وہ دینک و پیشوا زیادہ ہوا انقبض و کین و حسد سیاوش کے غافل منور سینا انکی میری تعلیم اسے ذرا	ہوا جبکہ رونق فزائی ختن خبر دے کہ سکین گزین جا ہو کہ ہر اک مکان مثل بلج جہا خانے درون حصا بلبند کیو و مرث حمید فرخ نہاد زیباں ہم رستم و سام و زال سختی شاہ نوران نے یہ جو خبر پر پھر وہ گلا شہر شک چمن ہوا اون دنوں اس پیدایہ وہن طفل کے ہاتھ کو غفلان گیا لیکے کرشیوز نام دار کہ شہزادہ رہو نہ شاہ سے گیا تہنیت نامہ لیکے جب نیرنگی و خردی کا آداب وہاں وہ حضرت ہونم کا لیکر چلا نہیں نہ سیاوش جو تھا شیر فرہم بہت کی اب اسے سپاہ	مرض سپہدار نوران سے ہو نہ گز خوش آئی ہوا سے ختن با نام و عیش و طرب ان زمین لکڑا دہ نے کی سکوت وہاں مکان نامی پخت خاطر پسند فریدون منوچہر و کعبہ یہ جتنے تھے گردن ماضی و حال تو بھیجے وہاں اوسا مل ہند کہ تھی حاملہ وقت عزم ختن کہ تھا حق میں رشک غش و قہر لگا اور پچھ کا اس کے نشان سجک سپہدار نوران دیار نکلیا اسے اقلید نوران سے ہوا شاہزادہ متکین طلب لکڑا دہ بجا و ثریا نشان گیا بلج سے پیش افراسیاب بیان کیا کردن و سکامین کرد فر وہ کہے ہے دل میں خیال تباہ
---	---	--	--

اطلاعت سے تیزی نہیں اور کھوکھ
 سخنا کے بطل کو افسوس کیا
 لگا کہنے یوں شاہ توران میں
 مناسب ہے اور بہتر ہے
 کہ دیکھا سیاوش نے توران دیا
 یہ ہے ہلکتا شہر چہرہ
 یہ سنکر لگا کہنے اور سیاہ
 سیاوش کو نامہ دیا حاجب
 یہ سنکر وہ گرشیز بدینا
 فریب او سے اسطرح دینا
 وہ فاش رہا کچھ پانچ دیا
 سیاوش کو اسنے دیا یہ جواب
 مہین چاہتا زیر چہرہ بلند
 نہیں جو گمان یہ مجھے نہ چلا
 کیا کسطح او کو شہر ہلاک
 اروہ یہ او سے مصعب
 وہ بولا کہ یوں بہر سستی
 نہ کہ جہل اب تو ہر گز ہوشیار
 یہی مصافحت ہے کہ جانوں وہاں
 غرض رفتہ رفتہ یہ پایا قرار
 کہ امرو نامور بادشاہ وہاں
 ذرا بھی شفا ہو تو با چشم
 حضور شہنشاہ توران دیا
 ذیل سے مجھ کو کیا باہر سخت
 کسا یوں کہ ہرگز غاؤن نہ
 گیا او سطر شاہ کیا سیاہ
 چوئی بہت نزدیک اس کے تمام
 فرگیش یہ سیکرے گریان ہوئی
 کہا اسنے چل تو بھی اچھا دیا

سی سو چہا چودہ صبح دھام
 کھجور کھانسن میں بیچ دیا
 کروا سکھو ضائع تو لازم نہیں
 کہ بھیجوں او پیش کاوس کے
 سب حوال یا کھا سوا کھار
 کہ کھیسے سیاوش کو اب کر کو بند
 کہ پیش سیاوش تو بھیج چاہا
 کہا پڑھ کے اسنے یہ با صدف
 یہ سوچا کہ گریہ گرامی نرا
 یہ شہزادہ نامور سے کہا
 قسم دیکے شہزادہ نے پھر کہا
 کہ ہے بد گمان شاہ اور سیاہ
 کہ ہوئے تری جان کو کچھ نہ
 کہ مجھ پر کسے کچھ نہ شہزادہ
 خدا کا نہ ہرگز کیا غریب
 کہ کھینچے مجھے زیر چہرہ جفا
 غلط شاہ سو ہے گمان ہی
 دہن میں کیا کعبہ زینا
 بجا لاؤن فرمان شاہ جان
 کہ ہوں کھیسے عذر انکا کیا
 ہی آرزو کہ حاضر ہوں ان
 قدیم بوس حاصل کروں انکے
 جو پہنچا تو بولا کہ اسی شہزادہ
 کہ مینی بھجایا مجھے نہ تہمت
 جو چاہے کرے بادشاہ یگان
 کہ تاشا ہر آدمی سے ہو کینہ خوا
 لگا کہنے شہزادہ ذوالکرم
 کمال او کی خاطر پیشانی
 فرگیش نے تب یہ پاسخ دیا

گر ملک توران میں برپا ونا
 دہن دیول میں نہ لایا خیال
 پہنچو کوئی لٹاوسے اپنے حضور
 سنی جہت گفتار از اسباب
 یقین ہو کہ شہر کو لاوے گریان
 بہانے سے اور سکھو طلب بھیجے
 دلاسا او سکھو اب لایا ہاں
 کہ پیش شہنشاہ والا حاجب
 روانہ ہو ہو سچے شہزادی وہاں
 کہ جانا مناسب نہیں اب ہاں
 زبان تک سخن کو دلا گیا
 تو ہے اک ملکہ زادہ چہرہ
 سیاوش نے سنکر یہ پاسخ دیا
 یہ سنکر وہ بدکار کہنے لگا
 فراہم کیا تو نے لشکر جو یا
 کیا ہے یہ رزگے عیان
 لگا کہنے گرشیز زہر نہ
 سیاوش فرسوسو طر سے کہا
 ملے اسنے ہر بات کو رد کیا
 فریب و دان ہوا کارگر
 ولیکن فرگیش رنجور ہے
 وہ گرشیز زہر مدہر و مسند جو
 سیاوش ملکہ زادہ فرود ہے
 نہ ہرگز چرھانامہ کو کیا
 سنی شاہ توران فرود آج
 سیاوش نے جسد سنی یہ خبر
 کہ جانا میں گر پیش افرا سیاہ
 سیاوش ہی بولی کہ اس نامہ
 کہ اب بچا بہر چل محب کو ہے

خبردار اسی شاہ والا نرا
 کہ شہزادہ کو کھانسنے دیکھ کمال
 دغا سا تھا اسکے چہرہ دشت دور
 تو کینہت نے پھر دیا یہ جواب
 کہ ہے ملک شہر سب بیگان
 نہ تاخیر کر راہ اسب دتھے
 غرض سیکے نامہ ہوا وہ روان
 سر دیشم سے جاؤنگا میں شہزادہ
 تو باطل مری بات ہو بیگان
 وہ بولا کہ کیا واسطہ کر بیان
 حقیقت ہی کیا مجھے فرما ہے
 مری جان اور دل سے غریب
 کہ سلطان نے دامد محب کو کیا
 کہ اغریٹ او سکا برادر جوتھا
 شہنشاہ توران ہوا بد گمان
 ملے دل میں اپنے تو رکھو نہا
 کہ اسے نامہ زار گرامی ترو
 کہ دوسو اس ہرگز نہیں جری
 کہ تھا دشمن جان وہ شہزادہ کا
 لکھا نامہ شہزادے نے زدو
 تو ناچار یہ سب مدہ مجبور ہے
 روانہ ہوا داسنے لے نامہ
 دماغ او سکا اب غرض دور ہے
 نہ ہر سخن کچھ سنا زینار
 ہوئی ششعل تش تہر تب
 تو گفتار کر شہزادہ حلیہ کر
 تو بیشک مجھے قتل کرنا تھا
 گریان ہوا اب سو ایران دیا
 کہ زنگی میں کیونکر کھلا راہ طر

مجھے چھوڑ کر ان روانہ ہو تو
 روانہ ہوا اور کہا یہ سخن
 یہ سن کر شیر شاہ افرا سیاب
 ہوسے سر پہ قتل ایرانیان
 شجاع و دلیر و قوی بخیر مرد
 یہی صلیحت ہے کہ کسیر سپاہ
 بجلا قتل یان کیلے سبھی
 تو پھر قتل کا حکم شہ نے دیا
 روان ہوئے پھر دوائے افرا سیاب
 ونگیش آئی مصنور پر پر
 کہ ایران سے آ کے اسی بادشاہ

سلامت تو میرا عرض جان کو
 کہ پیدا پس گر ہوا سحر جتن
 مقابل سیاوش کے بہو چاشتا
 رہا ایک تن بھی نہ زندہ وہاں
 دلیری و مردانگی میں عی فرود
 کرے تیر کا اوسکو آنا جگہ
 مگر زندہ اوسکو کچھ نہیں
 تو یوں پہلوان سلیم نے کہا
 سکا نہ سیاوش کے آیت تاب
 پر آگندہ گیسو و حسنہ جگر
 سیاوش تیرے پاس لایا ناپاہ

سواران جنگ آزمایک ہزار
 تو کچھ نہ دوس طفل کا کہنیم
 ہوا بس میں گرم بار بار جنگ
 سیاوش کو بے اسپ آفر کیا
 سیاوش کے نزدیک جو باہنگا
 پہلے کیا رحم اور یوں کہا
 ہجوم آتش لاکے مروید
 کہ شہزادے قتل میں رہنا
 ہوا دیکھ حیران وہ سارنگا
 فروشان کران و تن کیا کیا
 کیا قصہ کیوں کے ارباب کا

لیے وہاں سے ساتھ فرو نہ مارا
 اوسے دیکھ کر سو تو شاہ کام
 ہوا کار شجرہ پہ تیغ و شنگ
 سپہار تو رات پھر یوں کہا
 تو بس جان کو اپنی حواہنگا
 سیاوش ہے اسی نام و حیظا
 سیاوش کو بس لیکھا کر اسر
 نہیں چاہیے جلدی و شہر مارا
 کہ تھے کیسے علم غیرت گدستان
 لگی کہنے یوں بادل و روہک
 شہر حیظا پر رکھا کیوں نہ روا



نہ دھم کا بھر و ساسی کہ چہ نہ ہوا تخت قائم ہے کا دوس سسک اوٹھایا نہ خون سیاوش ہوا کہ دیدار چشمہ کی تھی آرزو اوسے توڑ بھیجا بجائے پر خدا کا نہ ہرگز کیا کچھ پھر دل بدسگالان ہر اسان کرے سیاوش پہ دل سلیم کا جلا کے تھم سے ایک فتح پسہ کیا ت سے شہزادیکا جسبدا ہوئی خولنے رویدہ اک ان کیا سیاوش کے مشہد پہ آئی دوا سپہدار اوس یہ بولا کہ مان نہ تھم سیاوش کا رنجو نشان کہ مانع ہوا اس امر سے شاہ کو ردار کہ نہ ایذا سے بچارہ زن کے خلق نفرین اوس دمدم تو بھیجے فرگیش کو میر گھر تو لانا مجھے پاس آئے نامو کہ بدبخت کر شہزاد کینہ سا گراشہ کی نظروں وہ نہا	کہ دنیا کا ہرگز نہیں سببا ابھی رستم و زال بھی زندہ ہے نہ خاطر میں لایا زل و سکی بت صنور سیاوش گئی ماہر رکشا شہ نے بجاو بان پسہ تسے خون پر پا باندھی کمر خدا تیری شکل کو آسان کر سیاوش کو میدان میں لپکایا کہ پیدا کرے داور داور پھر اک لشت قاتل زلاکر کھا روان خون و سکا زمین پر کیا فرگیش گریان ناکہ کنان وہ گشتیوز اوستو حاضر تھا دن کہ گرجا می اوسکا حل بیگان نہ طاقت رکھو تھا کوئی نا جو یہ بولا کہ اوس دمدم جو کوئی کرے دخت یہ ریم شہنشاہ کو ہر بلاش طراگر وے اس سے پیدا ہو جسم دم پر ہوا شاہ پر ظاہر آخر یہ راز نشان ہوا حسد و نامدا	ہر ہی خدا بخش اسکی نوجوان کہ نفرین کرین خلق تھیر دم وے بر سر جسم آیانا شاہ ہو بس شب تیرہ روز سفید کہ آیا وطن چھوڑ کے تو یہاں جواب عہد و پیمان یون پھر کیا کہ غصے میں لرزائی نا تنہید بجگم سپہدار آیا و مان سیاوش ہوا پھر سنا جات خوا کہ لے دشمنوں سے مرا انتقام بجگم سپہدار افراسیاب اوٹھاتا ہو سوا اوس عالم نام لگی کہنے نفرین بیاگ بلند تو کر فرشت شلاق اب ہتھ ہوئے دل میں نفرینان سرسبر کہ تھا دایہ شاہ افراسیاب کین بھی نہ ہرگز یہ دستور طلبکارا ونگ پر زرتین تسے واسطے مئے بخشا فرگیش کو اپنے گھر لیگیا سیاوش کی تقصیر بھی کچھ نہ	نہ خستہ و خوار بھگو تو مان سمجھ بات کو اور ست کر دھم ہوئی کہ چو زاری کنان شک فرگیش آخر ہوئی نا ایسہ یہ کہنے لگی ہو کے ناری کنان خدا جانے کیا شہ پہ آئی بلا مجھے باپ سے نہیں تھی امید غرض و کسر و ذکا پہلوں گیا ساتھ اوسکو و گریکان ویر و جو اندھو یا سے نام کیا سر کو آویختہ پھر شتاب کہ پر سیاوشان گین کا ہونام سپہدار توران کو وہ درمند شتابی فرگیش کو باندھ کر جو حاضر تھے اوس بزم میں مو گیا سنے پیران و ریشتاب کہ مدوی سچے بات بن رہے فرگیش خواہان اسنہن کہ شاہ نے یون کی لچا سے جوشہ نے کما سونہ راکھ ہوا خستہ انگیر اور کچھ کین
---	--	--	--

ولادت کیخسر و ازبطن فرگیش و خواب پریشان دیدن افراسیاب

فرگیش بچا جی خستہ بگ رکھاتا م کچھنر و اوس طفل کا یہ لایا غرض پیش افراسیاب یہ شمع اک شش آیا و مان کہ بیدار ہو خواب سوز و تر ہوا خوف پیدا جو دیکھتا خوا	رہے تھی با رام پیران گھر پھر اندیشہ پیران دلیں کیا بیابان میں کو کو کو بھیشتا سیاوش سے دنبال اسکے دوان تقاوت پہ ایام کی کر نظر اوٹھکا کانپتا شاہ افراسیاب	جو نہ ماہ گذری تو پھر ایک پو کہ لیجا وون گر پیش شاہ جان اور دھڑا میں شاہ تو راٹکوش لیے ہاتھ میں تیغ الماس کا شب چشن ہو اور غرض ط طلبش فی پیران کو وین	تولد ہوا حسن میں شک حور قوسا نک کرے طفل کو بیگان نظر آئی یہ واردات عجیب یہ کہتا ہے وہ سرور نامدا کہ پیدا ہوا شاہ کچھنر و اب جو حاضر ہوا وہ تو اوس کے کما
--	--	--	---

کہ یہ آج بچھو کو ہو دیا ہوا لگا کتنے دودا سے شہ نامجو ہوا خوف و اندیشہ اس دم بچھو اور اب دوسرے ناخ افس طفل کو غرض اس طرح سے مین لایا نہیں سیاوش کو جیسے کیا تھا ہلاک سنی بات پیران ولیہ کی جیسا وہ پروردہ ہو کر سیاہ بنیں جیسا کہ مین تربیت تاکہ شام و سحر سیاوش کے فرزند کو مروان ولیکن یہ پہنچی خبر اب سبھے مگر لوگ کہتے ہیں دیوانہ ہے وہ مین پیش کیخبر و ذوالکرام غرض لیکھ وشت سے مروان لگا بوجھنے اس کچھ شہر بار سنی گفتگو طفل کی آئے جیسا جو کوئی بیابان مین پروردہ ہو نہیں کچھ بدوینک کا اس ڈر سیاوش کا جو ساختہ ہر مکان سنی جب یہ گفتار آخر سیاہ فرنگیش جس دم کہ پہنچی وہان فرنگیش کو خبر و مسہ جبین	فرنگیش سے پور پیدا ہوا بیابان مین بچھو و افسیل کو کہ ضائع کرے تو سپا و اسے کرے قتل کرے شہ نامجو اسے لاکے بچھو دکھا یا نہیں سے تھا دل نا جو خوفناک رہا وہ سپہا و خاموش تب ہوا دس برس کا بالاطاف سکھائے اسے انورض پیران بیابان مین الے تھو نا کو کہ اس دشت سحر ایک جان شعور و خرد سے وہ میگاہ یہ پیران ولیہ بھیجا پیام اسے بالباس شہانی وہان وہ پانچ لگا دینے دیوانہ سپہا رہنم کر لگا کتنے تب کہ و دن ہو کیوں آئندہ نامجو نہیں کینہ جوئی کا ہر کہ خطر عیان ہر فرار سیاوش وہان تو پیران ولیہ نے کشتاب تو ویران پایا وہ شہر مکان خبر یافتن شاہ عالیجناب کی کا و س از	کیا اسے اقرار تب یوں کیا یہ سنکر لگا کتنے افس سیاہ ہوا ایک تو ظلم یہ مجھے آہ تو ایسا نہو پھر کر او سے بلا تری بھتری جا ہوں تم کجا وہ دیکھے تھا خواب پشیمان نہ لایا زبان پر سخن کو ذرا تو پیران ولیہ بھیجے وہان وہ پیران تھا شہ کا چوٹا نہ زندہ رہی کو دک شیر خوار خوشی سے اٹھا لیکھا انہی گھر یہ پیران سے بولا پھر پیران کہ دیوانہ نہ ہو تو یان آئو کیا تا جو کہ سلام آئے جب کہا شہ نے کچھ طفل نے کچھ کہا کہ یہ طفل دیوانہ ہو بیگان کہا شہ نے یہ طفل دیوانہ نہ جو چاہو تو لیجا کے اس طفل کو یہ کہہ کر کہ سکس گریں سکھو حرا کیہ لیس فرنگیش کے لکڑا وے کے شہر بار تھو یا قتن شاہ عالیجناب کی کا و س از	کہ اس طفل کو اب حریاس لا کہ یان کیوں نہ لایا یا جو سیاوش کو کشتہ کیا بیگانہ تو ہو کر گرفتار قہر حسدا کہ ہو مین ترابندہ شیکھوا پر کندہ خاطر تھا ہر صبح شام تہ تو چھا پھر اس طفل کا مہر نہیں مند دانا و کارہ آگہان لگا ایک دن کتنے اسے شہ بار نہ گردید تری ہونون زینہار کیا اسکو پروردہ شہر کہ دیکھو نہیں اسکو بلا و شہاب زبان پر نشان سخن لائو ہوا کچھ سپہا و شہر مندہ تب سوال اور تھا وہان جواب تھا یہ بولا وہ پیران ولیہ ہان نہیں ہر کسی کام کا زینہار فرنگیش کے اب حوالے کرو رکھے پاس پ اپنے فرزند کو کیا گھر سے پھر اپنے حوصت اس جو دیکھا تو روئیدہ ہوا ک شجر ہوے اس کے سایہ مین سکون گزین
--	---	---	--

کشتہ شہن شہراؤہ والا تبار سیاوش و طلبیدن رستم پہلوان از زابلستان
و غریب تھن با فوج گران برے انتقام سیاوش طرف توران جنگ
با افراسیاب و فتح یافتن و ہفت سال در توران ماندن

سنی شاہ کا و س نے خیر کہ رستم کو زابل سے لے لیا یہ سنتے ہی وہ رستم پہلوان ہوا اس کے دلگیر و اندوگین کیسور و اندہ کیا پھر وہ مین حضور جہانہ او کیوان غباب	کہ ترکون نے کاٹا سیاوش کا سر یہ سنتے ہی وہ رستم پہلوان ہوا اس کے دلگیر و اندوگین کیسور و اندہ کیا پھر وہ مین حضور جہانہ او کیوان غباب
---	---

سیاوش کا اسکو ہوا یہ الم
 گیا اس سبب سے وہ ناتواں
 وہ بولا کہ اے شاہ آفاق گیر
 یہ بدکیش ہو سخت بیداد گر
 کیا قتل مان آئے سودا یہ کو
 کروں قصداً سو افراسیاب
 ویران و گردان ایران دیار
 وہ ہو پختہ جو سرحد میں تو رہے
 وے وقت پیکار کے وہ جوان
 عزیز دل شاہ افراسیاب
 کہ رزم سرحد کو کر کے اسیر
 لیا طوس نے خنجر تیز حسب
 تصدق میں شہزادی کی روح کے
 کر کے ہر یہ احاج دلا ری بیان
 نہ ہرگز کروں رحم اے پہلوان
 وہیں پھر سرحد کو رو سیاہ
 گئی جب خبر پیش افراسیاب
 غرض لیکے پھر لشکر بحساب
 دو لشکر مقابل ہو جب وہاں
 کروں کچھ میں ساتھ رستم کے جنگ
 تو میں ملکات نصف خیلون بچھے
 اگر ساتھ آنکے کرے کارزار
 یقین ہو کہ یہ پہلوان دلیس
 غنائت کیا اور کہا لون کہ ہاں
 کہ وہ رستم پتلیں ہر کسان
 یہ بولا کہ اک ترک سے آن کر
 خورشان ہوا تنے میں جون پست
 ہوا گیدو جلی ہو چپ تہ تنگ
 برادرش کے نے کھینچ کر تیغ کین

کہ قاصر ہے جسکے بیان سے علم
 گیا بلخ سے لینے سو حیران
 تو اسکا بھلا کیوں فرمان
 کروں تن کے اسکے چو باکسر
 نہ بولا دروہ شہ ناجو
 قیامت کروں سجا پر پاشاب
 گئے پھر رستم نادر از
 مقابل ہوا ایک گردان کے
 ہوا قید ہستی سے آزاد و ن
 پے جنگ و پیکار پاشاب
 حضور بدرے گیا وہ دلیر
 یہ کشتہ لگا طوس سرحد تہ
 مجھے بخش اور درگزر خون سے
 کے تو اسے جان دون مان
 کروں قتل ترکونکو ماون چان
 روانہ کیا پیش کاوش شاہ
 گیا کہ یہ اُسے مثال سحاب
 روانہ ہوا شاہ افراسیاب
 ہوا کہ دسے جہاں بان نہان
 کروں غرق خون اسکو بید رنگ
 اور اک دختر مہر میں دن بچھے
 تو جان نہو پلیم نہ نہاں
 کرے وقت پیکار رستم کو زیر
 تھمن سے کر جا کے جنگ یحسان
 جسے لوگ کہتے ہیں شیر بان
 نہ ہرگز لڑے رستم نامور
 ہوا گرم کین ترک چالاک دست
 مدد کو فراخ ز تب بید رنگ
 کیا کینہ خواہو مگو ز غی و دین

یہ بولا کہ تھا اسے شہ نادر
 کہا شہ نے سودا یہ کینخت
 جو کوئی کہ ہو سہرور و نجمن
 رہا اسکے خاموش شاہ جہان
 تھمن لگا کینے یہ بعد از ان
 یہ کہ کو دین با سپاہ گران
 صغیر و کبیر اور سر و جوان
 کہ اس گرد کا نام آباد تھا
 یہ جیشہ توران کو پوچھی خبر
 فراخ زبور تھمن و دین
 کہا طوس اُسے اعزامور
 کہ تھا شانہزادیکامین دستار
 سر رحم آیا و طوس دلیر
 یہ بولا تھمن خدا کی قسم
 شتاب اُسکی تن سے تو کر جدا
 شہنشاہ نے دروازہ قلعہ کے
 عزیز اس شکر کو تھا وہ سپہر
 شتابی سے ہو چکی اور کارزار
 برادر جو ہران کا تھا پلیم
 کہا شاہ نے تو نگہ گر گشتہ ہو
 یہ پیران نے سنگہ گراش کیا
 کہا شاہ نے پلیم جو ہران
 یراق اپنے پھر پلیم کو تمام
 وہیں پلیم سوے میدان گیا
 یہ سنگ و دین کیو جنگی سوار
 یہ کہ کو دین کیونے بید بخ
 گرین گیا کیو کے تیزہ بند
 کیا کر کے تیغ مرافشان علم
 ہوئے جبکہ ز غی فراخ ز گویو

اسے خوف سودا یہ نابکار
 مراد بل تہنگ آتش اب سخت
 یہ لازم نہیں ہو جو حکومت زن
 گیا پھر شہستان میں وہ پہلوان
 کہ اے شاہ شاہنشاہان جہان
 روان سو توران ہو پہلوان
 سبھی شہنشاہ خوں تورانیان
 وہ یعنی کہ حاکم تھا سحاب کا
 تو شہزادہ اک سرحد نامور
 متقابل ہوا اسکے از رو کین
 کہ شل سیاوش اُسے قتل کر
 بہت اُسکے غم سے ہوا شکبار
 یہ بولا کہ سے رستم شیر گیر
 بہاندار کشوریت کی قسم
 یہ شکر اُسے فوج اُسے کیا
 کیا اسکو آویختہ کینے سے
 ہوا اسکے غم سے بہت فوہ گر
 سو پہلوانان ایران دیار
 وہ بولا کہ اے شاہ کیوان علم
 ترے ہاتھ سے رستم ناجو
 کہ رستم ہر گرد بند آزار
 دلیر و توی باز و پہلوان
 دیے اور اک تو سن تیز گام
 یہ گردان ایران اُسے کس
 گیا سوے میدان بچے کارزار
 یہ چاہا کہ کیجھ او سے ز تیغ
 کہ زمین سے جدا ہو مل جہند
 کیا نیز سے کو پلیم کے قلم
 نہ ہو پختہ تھمن بھی کر کے غرلو

یہ بولتا تو کرتا ہر جنگجو طلب
 تہمتن سے کہنے لگا پلیم
 تہمتن یہ بولا کہ نہ یہ فلک
 یہ کہہ کر ہوا ترک سے گرم کہیں
 کہا دلین رستم نے ایسا سوار
 کہ نہ میں سپہ سالار کے وہیں
 سرخاک ہوا کہ وہاں کہ
 اسے بخش اب دخت و تاج و تیر
 سیاوش کی جان پر کیا وہ بختا
 نہ رستم سے کوئی مقابل ہوا
 کہ اسے نامداران توران دیار
 سپہدار نے پھر مکر رکھ کر
 اسے جبکہ رستم نے ماند کاہ
 ہمارا ہوا پ قتل نظر گر
 وے جسے ہو گا نہ نہ ہمار
 کیا آپ ناچار پھر قصد جنگ
 تو اب مجھے ہوا نیک ہم نبرد
 یہ کہہ کر گیا سو سے میدان تاب
 سپہدار نے نیزہ اک آن کر
 یہ چاہے تھا پھر رستم ارجمند
 تہمتن نے مارا جو نیزہ شباب
 غرض ترک نے خوش کو زود تر
 لگی ہاتھ فرصت تو افراسیاب
 دلیری سے پھر رستم پہلوان
 وہیں لشکر رستم نامور
 سے فرنگ چون اژدہا کے وہاں
 ہوئی فوج رستم ظفر یاب جب
 روانہ کیے بس وہیں مردمان
 وہ آیا تو پیران سے شہ نو کہا

وہ رستم بھی آیا خبردار اب
 یہ ہوش و طرہ مردی کہ تم اور ہم
 چاہا ہی تھی ہرگز ملک
 اور اس ترک نے تیغ مار چیں
 نہ ترکوں سے دیکھا کبھی زمینار
 کیا بند نیز سے کو ازر و سکین
 فروشان ہوا رستم نامور
 کہ یہ صلوت ہر بہت دلہندیر
 اب اور وے تو کیا کر گا ونا
 کہ کیسے سپہ کار بون دل ہوا
 کہ کو کونسا آج جنگی سوار
 سران سپہ نے یہ پانچ دیا
 اٹھا زمین سے چھٹکا قلعہ گاہ
 تو پھر پھر گھا کوئی نہ نہ ہمار
 جو اس اژدہا سکرین کا ہزار
 گلیا سو میدان غرض میدان
 یہ سنکر ہوا خندہ زن شیر مرد
 مقابل ہوا اسے افراسیاب
 جو مارا سر رستم نامور
 کہ نہ میں کہ کے نیز سے کو بند
 لگا بر سر سپہ افراسیاب
 دلیری سے مارا جو گز آن کر
 سوارا و گھوڑے پہ ہو کر شباب
 پہلو سو ہوا مان جو حکم کنان
 تہمتن کے شامل ہوا آن کر
 گئی فوج ایران تعاقب کیا
 ہوا شاہ توران کو اندیشہ تبت
 کہ تا شاہراہ دیکو لے آوین
 کہان رکھے اسے یہ پانچ دیا

وہ سنکر وہیں عطف کر کے عنان
 کہین جنگ میدان میں اور قبا
 کہا پھر یہ دو نوں پہ چھوڑ تم
 شکستہ ہوئی لگ کے بس خودیر
 یہ ترک دلاور ہی چالاک دست
 اٹھا کر اسے زمین سے چون گراہ
 کہ یوں کر اسے شاہ توران یار
 بامید دخت و زور و ملک و گنج
 یہ کہہ کر چھٹا نے دشوار دخت
 تہ تیغ روز گر آفتاب
 مقابل تہمتن کے ہو گلاوان
 کہ تھا پلیم اکیل نامدار
 کہے تاب پھر کو ان ایسا ہر مرد
 یہاں ہاتھ سے زور ہر ایک کر
 کہا پہلوانوں نے جب یہ تہمتن
 کہا شاہ نے وان بیا لگ بلند
 کہا جا کے یوں شاہ توران اب
 ہوئی بارش تیر پہلو ویاں
 تو جا پوچی جرم کر تک سنان
 زمین سے سپہدار کو لے اٹھا
 یہ بیتابی اسدم ہوئی سپ کو
 ہوا شش اس غرض سے دو مند
 گزیران ہوا چھوڑ میدان کو
 تو ہوا مان نے لی تیر راہ قرار
 نہ تو را تو نہیں رہی تیر جنگ
 غرض اس طرح ترک کشتے ہوئے
 کہ شہزادہ کبھی نہ ونا جمو
 کہے لوگ اور اسکو لاکر شباب
 رکھو اسکو دریا چھٹیں اودھ

وہ آیا سو رستم پہلوان
 نہ تہمتن یہاں اب یہ دونوں سوار
 توقف نہ اب در میان لاؤ تم
 ہوا ایک بر در و رستم کا سر
 تو ناچار زور جو ان پہل مسک
 گیا جانب قلب توران سپاہ
 یہ ہی پہلوان باشکوہ و وفار
 یلان کو تو کہتا ہے پامال رنج
 پھر وائے وہ گروہ ز رنجت
 جو کھلا تو بولایہ افراسیاب
 رہے شے خاموش سپہلوان
 تو ناچار زور و رنجگی سوار
 کہے جو تہمتن سے جا کر نبرد
 تو کہ قتل اسے ضرور ناچار
 تو تہمتن ہوا سسر و راجہ من
 کہ اسے پہلوان رستم ارجمند
 سیاوش کا گنبد بالطف رب
 لگی چلنے باہم سنان بعد از ان
 رہا خیر سے لیکے جسم جو ان
 وہیں ایک جانب سے ہوا مان گیا
 کہ بس گروہ زادہ شہ کینہ جو
 رہا ایک قائم مل ارجمند
 بچا لیکیا اپنی وہ جان کو
 گیا اس کے ونبال وہ نامدار
 قرار ہی ہوئے سرسبز میدان
 کہ شہزادے تاجرخ بیٹے ہوئے
 پڑے ہاتھ رستم کے ایسا نو
 حضور سپہدار افراسیاب
 کہ ہرگز نہیں ہو وہاں کچھ خطر

وہا بھیج شہزادے کو پھر دوان بہت ملک تسخیر آسنے کیسا کیا قتل ترکو نکو لبس جا بجا اتھن بعد فروجاہ و جلال اتھن نے پھر تھرا یران کیسا غرض گوگو کر کے رخصت وہ کرد نہو مال و اسبان یا زین زر	کہ ناگوئی اسکا نیا و خوشان بہت گنج اور محنت و افسر لیا نہ اک ترک و ان بر عیت رہا رہا ملک توران میں بخت بال طلب کر کے تہ گیکو یو کیا فراخ کو ملک کر کے سپرد علامان ترک اور گنج و گھر	سپہار توران کو کر کے تباہ سران سپہ کے لگا ہاتھ زر یو لیتا کوئی نام افراسیاب روانہ کیلشکر بے حساب اگرے گیکو اب الگ کرے تجو ہوا ستو ایران و ہاکی رون گیا یہ کریم پیش کاوشان	اتھن ہوا ملک توران کا شاہ تو نگر ہوئی وہ سپہ سر بسر تو رستم اسے قتل کرے تاشاب بدن بال سلیمان افراسیاب تو خسر و نام بردار کو شگفتہ دل و خرم و شادان بہت خوش ہوا شاہ گیتی پناہ
--	---	---	--

قتل کیو تیلانشن کخسر و نشان یافتن ملکر اوہ معاود طرف ایران و جنگ با گیکو ویرا

پیل نامور گیکو جنگی سوار کیس کو نہ ساتھ اپنے وہ لیکیا ہر اک سے تھا پریشان بہر کی زبان ہر اک راہ سپر کو وہ جنگی جوان روان ہو گیا گیکو جب پوہ اژان جودیکھا تو پھر آسنے وقت سحر جہا وین آٹھ اس جزیرہ کا نام اوٹھا تا ہوا محنت و رنج و درد نہ خواب اوکو تھا اور آرام تھا کہاں خسر و نامور کا نشان تیاں اگیا دل میں یہ ایک بار گیا گیکو نے رنج پھر اختیار لگے پوہ چھنے گیکو سے اتجوان کیا راہ کو گمشکار افغانان کیا گیکو سے یہ اونچوئی بیان سنایہ خون جیب تو وہ شیر مرد کئی قتلے جو گیکو پوہا بقت اسے خواب میں الغرض چھوڑ کر کیا تھا جو دریافت اوہ سے اور کل تازہ کا طرہ سر پہر ایک	اگر مودہ رستم نادر فقط آب تھا یا کہ شہید بر قبا نشان ملکر اوہ جرم نشان کمرے قتل تھا و شہزادہ ایران یہ گو در زلہ خواب گیکو پوہا روانہ کیسے چند مرد و دم اور جہاں ہر وہ شہزادہ و ملکر شہید روز تھا گیکو جو نور بیابان نور دی کر لیں تم تھا سپاہیا تو عاجز ہوا پہلوان کہ پھر چلیے اب سو ایران یار رکھا سر سوسے واد کو ہمار تو گرشتہ کیوں ہی اکیلا بیان بیابان میں اگیا ناگمان کہ پران کے ہیں ہم شہزادگان ہوا دیکے ہمارا جادہ نور اسے خواب میں لاکو اگیا وہا سے وہ غائب ہو سر بسر روانہ ہو اگیکو وقت سحر کف دست پر اس کے سفر پر ایک	شہزادے شہید نہ پر کر کے زین ہر اک سے تھا لیتا ہوا راہ سپر نشان اسکا کوئی تیاں تھا نہ پوہو خستے ناگوئی جا کر کہین کہ سکس کا اپنے تباہا ہو نام کہ ناگیکو کے جاگے ہوں نہ ہوا شہزادان ہونے چسپرخ برین خوش گور پوشش بھی تھی جرم گیا گیکو دریا چین سے گذر لگا کتنے افسوس کر کے کمال لے مروی نے اجازت ندی دو چار کے چاکر پہ چند کس تبر کی زبان گیکو نے یوں کہا وہ یہ کہو یاں تمھارا گذر خیر لینے خسرو کی جائے ہیں ہم نمایان ہوئی رفتہ رفتہ جو شام ہوے گیکو سے کچھ وہ اندیشہ مند وہ جاگتا تو انکو پناہ یار مان پھر اک شیشے پر جاگے پوہو ناہ عیان ہو چوبین ہی شکوہ تھی	روانہ ہو اسکو دریا سے چین ہوا جادہ پیسا پیل نامور سکان اسکا ہرگز وہ پاتا تھا خبر پیش سالار توران زمین ملکر اوہ کخسر و ذوالکرام رہیں ساتھ اب اس کے صبح و صا ولیکن ملا گیکو ان کو کہین بجائے نمک تھا و بان آب شور نہ قصد کا پھر ہاتھ آیا گھر گئی رایگان محنت ہفت سال جیانے بھی نہ ہار رخصت ندی بیکایک ہو سے ان کر ہنفس مجھے شوق ہے بیشتر صید کا کہ میر سے ہوا جاوے تم کہ میر غلانی جگہ ہے وہ فرخ نسیم تو کیا کیا رہدوان نے مقام کرا لیا ہوا اس پر پوہے گزند وہ خسر و نامور کا نشان یہ دیکھا کہ تھکا ہے اک نوجوان نمایان ہو یکدست فر سے
---	--	--	---

کہا اپنے دل میں اُسے دیکھ کر
 مگر بے سیادتش کا فرزند تو
 کہ چہ گیو گو دوز کا تو پس
 لگا گئے پھر وہ دل نیک رعو
 مرے باپ کا ایک ایوان ہے
 ہم رستم و طوس و گو دوزیان
 یہ بولا کہ اے خسرو خسرو
 پر اک اور بھی عرض ہر خسرو
 مقرر ہے ہر کوئی تھا اک نشان
 سخن سنکے خسرو نے یہ گیو کا
 یہ دیکھا تو خدا دان ہوا پہلوان
 کیا اور کو گھوڑے پہ اپنے سوار
 فرستادہ پیران اوس چٹنے پر
 ہوئے جب مقصد پہ کو کامیاب
 غرض گیو و خسرو قرین طرب
 مباد اکہین مردمان خسود
 وہاں ہیں اور اک گردنہ را نام
 یہ سنکر گیا گیو جنگ کی جوان
 سوار او نہ ہو کر وہاں سے بھی
 یہ پیران کو سنکر ہوا اضطراب
 سہ صد لکے ساتھ اپنے مردان کا
 اوسے دیکھ کر گیو جنگ کی سوار
 سنی تھی یہ اختر شناس کی بات
 رہی گاہی محفوظ آفات سے
 ہر اک طرف مگھو کیو و راکھا
 پھر گیو جنگ کی بڑھتہ بھضہ
 کہا گیو سے شاہزادے فیوین
 مدد سے شہا تیرے اقبال کی
 ہوئی راہ ہر راہ وائے روان

کہ شاید ہے یہ خسرو نامور
 بہادر کیخسرو نام جو
 یہ سنکر وہیں پشت پرست ہو کر
 کراے باوشہ زادہ نا جو
 کہ خوبی سے رشک گلستان
 جو آوین تو پیران لون بگیا
 شکوہ کہانی ہر بختی عیان
 کہ باز و کو اپنے ذرا کسے وا
 بہر باز و سے خسرو ان کیان
 وہیں اپنا بازو پر نہ کیا
 اوسے ہوا وہیں بچہ کلان
 جلو میں ہوا گیو فرسخ تبار
 گئے جب تو مائی او خوج خیر
 تو بس پھر گئے سیکر شتاب
 گئے کج بفرگشت کس باس تب
 خیر پاکے ہم چین یہاں مثل
 بہت مل پسند اور ہی تیر کام
 بسو و را گاہ سپان دوان
 فرگشت کیخسرو و گیو بھی
 کہ فاسن تھا وہ پیش و سپاہ
 گیا کر کے بلخ شقاوت شعار
 ہوا کے آما وہ کارزار
 کہ ہو و کا کھنجر و خوش صفات
 غرض جمع خاطر تھی بہا
 نہ تر نہ کو خاطر میں کچھ کا تھا
 گیا پیش کیخسرو و نامور
 کیا تھے بیدار محکو کیون
 مخالف کی سب فوج باہل کی
 وہ کھایا جو کچھ ہاتھ یاد

وہیں گیو نے اور سکر کے سلا
 یہ سنکر کہا اوس جوان
 دیا گیو نے اپنے سر کو جھکا
 مجھے تو نے پہچان کیونکر کیا
 کچھ صحریت پہلوانان نام
 وکے سطح تو نے جانا مجھے
 تیری شان سے یہ ہوشیار
 نشان کیان تا یہ ہمدرد
 کہ تھا پیشہ ارش کو کتبہ باد
 یہ سنکر ہوا جبکہ بازو پر شاہ
 سپہ سالار ایران و توران کا
 قرین طرب وائے ہو کر و
 کہ اک گردنہ را نام توران کا
 فرستادہ گو دوز کے بھی ہیں
 وہ بولے کہ تاخیر کچھ نہ بان
 یہاں سے ہر زو دیک کی غور
 سیاوش کے گلے کا ہوا کھنجر
 وہیں کر کے لایا اسیر کنبہ
 روانہ ہوئے سواران یار
 روانہ کیا اُسے گلہ باد کو
 او دھر خواب میں تھا وہ بیدار
 پکڑ کر راوہ کھنجر تیغ تیز
 جہاں ٹایہ را بادشاہ عظیم
 وہ گرد و لاو ریل شیر زاد
 جو میدان میں غلبہ ترکان ہو
 کی جنگ کا باور اسب بیان
 وہ بولانہ تھا یہ گوارا مجھے
 ہوا شاد و ان خسرو پاک زرین
 کیا جبکہ گلہا دپیران کے پاس
 کیا ان کے چہرے تھے خرم

گزارش کیا یون کہ آذو اکرام
 لاسے پہلوان محکو ہر یقین
 ادب سے زمین بوس حاصل کیا
 تباہ و س نوحوانیہ رخ و با
 تبا یا مجھے مان ہر اک نام
 ہوا نام معلوم کیونکر تجھے
 کہ تو ہی کیخسرو و نامدار
 نقش کی زمین خاطر زار ہو
 دلیل درستی و نسل نژاد
 نمایان ہوا وہ نشان سیاہ
 بیان ماجرا اُسکے آگے کیا
 جہاں تھی فرگشت آئی وہاں
 یہاں سے ملکر او کیو یلیک
 گئے پھر کہیں گیو پایا نہیں
 ابھی ہو چے سوئے پیران دن
 کہ اسپان سلطان تورانی بار
 اوسے جا کے لا ایل اجندہ
 نہ تھا وہ سپاہ و بھی اک سمند
 ہوئی ساتھ تالیہ پروردگار
 یہ نبال کیخسرو و نام جو
 کہ ہو چکا او مدورہ کو نسا جنت
 بیابان میں برپا کی اک ستیز
 جنانید فضل خدا کے کریم
 کہ رکھنا تھا اس قہل پر ہمداد
 سراسیمہ کیسے گریزان ہوئے
 ہوا شکے خسرو تاسف کنان
 کہ یہ چین کرنا جگا کر تجھے
 کہا مہم جہاد ہزار آفرین
 عیان اُسکے چہرے تھے خرم

<p> لگا گئیو کا جاسے احوال جنگ وہ لکھیا دکھاتا تھا یہ بار بار سپید لیکے تو رستے چھوڑ کر سپہدار پران کینہ پتھر وہ ہر اول تھا اور سکا دلور پشمن نمایاں تھا اور سے حبیب علم جگیا اور مین خسرو و گویو کو ستیزہ افواج تو رائے ہون اچھی تو نے پیکار دیکھی نہیں کہا چہرہ خسرو نے اعشیر مرد یہ سنکر دیا گویو نے یہ جواب نہ رستم سے زہرا کتر ہون اور اپنا بچہ دختر سے نکال در اخلاق مرد و مہ بار مست یہ لکھو وہ مین گویو جنگی سوار لپشن سے لگا کئے وہ پہلوان تو ہر گویا آیا ہوا ایران سے یہ کھارو تھا یا جو گز گر ان نہ ہر گز ہلا گویو مرد و مہ تو جو شمشیر کے لپشن کے گز وہ بہان ویشہ چھوڑا مین لپشن خیر دار اب ایکو ان نہ رہ پار د اور چنگ کر دیہن کہ مین ہر دوزن کو تری چپن جہان مین بجز رستم و شیر مرد کیا کشتہ و خستہ نہ آئے کوئی زندہ اس فوج مین جو نہ لپشن مین چھوڑاں باکر و فر یہ گفتار جنگی مل نامور </p>	<p> ہلاکت کی آستہ آستہ بیدار لپشن مہم و رستم کو کامیاب سوار اب پران ویشہ مرد کہ ہر دوزن تھا ایک کھد قوی دست و گزشت سلطنت تو سوچی و گزشت فرخ شیم ہر دوسے جبکہ سدا و نامور تین شیل ترکان کو ان فوج مہا واکچہ اسب پھر چو کہین کہ ونگا مرد و تیری وقتہ خبر کہ اسے تار بار شہر یا ناب ہند اور وقتہ مین کیسے ہون تھن نے دی کچھ شاہ کمال اور اقبال شاہی مد و گار گویا سو میدان پیر کارزار کہ تو کوں ہر تک تھا بھولان پورا بچلا شہ کو تو ران سے تو لایا سپہ سر یہ وہ پہلوان با پشت و شمشیر یہ قائم شیر ہر کی کا لید پرستان کارگر لگا گویو سے کئے ار و رکین کہ مین آن پہونچا بکرستان نوح اس کے ہونا وں تھکون بکر لے گیا شمارہ کین سے نہیں ہو کوئی بھی مرا ہر دوزن ہر دوزن سوار ونگو تو ران تو چھوڑا سو مرد میدان جہاندار خسرو کو لیکر ادھر ہوا بیکے پران دلیر خطر </p>	<p> کہ اک پہلوان با مین فرشتان واکچہ پران کو تھا کچھ لپشن ونگش رشک مد و قصاب تھن کنان کجا ہونا و ہا وہ کھسرو و گویو کشت و ان کہ پران ویشہ آب آیا ادھر تو کئے لگا خسرو نامدار وہ لولا اسے شاہ فرخ خد مہرے تن مین ہر چٹکا بک اور تو ہر تھا اور دوزن کزاد تھن کے ماتہ مین مین بدست آستہ وہان آزما بچہ لگا کشت چھو گویو فرخندہ بلند تری یہ اگر تھا تو دیکھ اور دھڑلشن لیکے تیز و بجا دیا پانچ آستہ کہ مین لپشن یہ دزدی تو کر کے کہاں لپکا لپٹی ضرب گز گر ان اسقدر سپہر چھوڑ کر لپکے نیزہ وہن ہوا غرق خون مین پران بدن کہ تو نے مری فوج کو دی تھے سر پہ لاتا ہو کیا کیا دیا اس جو انور نے یہ جواب تری تاب کیا ہر دوزن مین تھن کو دیکھا ہر دوزن و ہا اور اب فوج کو تری میدان کہ قہار کر کے پھر آنا بکار نہ تو ران کچھ پھر افراسیاب ہونا امید اپنی وہ جان سے </p>	<p> گزیراں ہو مین سو پہلوان ہوا بیکے یہ ماجہ اشکین نہ کھتی تھی زہرا مین کی تاب ملکر ادھر منزل گز مین تھا جان کہ ہو چنے وہان کجا تو ران دین تاکہ لپکا و سے پابند کر کہ سے پہلوان مین بھی تو لپکا بار تو ہر نوجوان ملکہ ہر دوزن یہ شایان مین تو کر کے کارزار رکھے ہر بدست ساتھ اپنا سپاہ مد و وقت پیکار چاہی نہیں برابر غرض اپنے پایا بچہ کہ رکھے مع خاطر تو اسے نا بچہ سر جنگ کرنا ہو گیا کیا تو دیکھ ہوا گویو مل سے وہ جنگ زنا سرانزار گر دمان مل ملشن یہاں سے تو جانے نہیں پایا روان خون ہوا مین دوزن جو مارا دلا ورتے از رکین ہو کی بس تہ خاک کجا لپشن کیا سر بلند ونگو یکدست است تہ خاک و تیا ہون تھک و لا وہی ہو مین اس ترک خانہ قرب مہرے ساتھ ہوا آنکے جنگجو کہ تہا گئے یا زہرہ پہلوان تہ تیغ کینچو مین اک آن مین چھ لپچون سوار ان بار گردن ملک تو انکو کیسے خراب لگا کئے اس مرد میدان سے </p>
---	---	--	---

کہ جادو گزرتھ سے اب مینے کی
 یہ لکھو مین گیسو جنگی جوان
 و مین پھر دلا دینے چھینکی کس
 مے اس جواں ذرا جسم پر
 اور اک ہاتھ سے اسکے ہر دم ہاتھ
 کت اسکے دی ہاتھ مین جوان
 ظفر یاب ہونویر چسپ رخ بلند
 بصد عجز پیران زاری کفان
 کہ اسے گیسو یہ ترک ہو دستدار
 رکھا آستینے خسرو کو چو بیاں گھر
 شب و روز حاضر تھے خدمت گزار
 و گرنہ جہن شاہ توران زمین
 اگر کعبہ نیکی کے اسے پہلو ان
 غرض اسکی جان بخشی اب ہو ضرور
 کہ گلگون کروں اسے غرضے زمین
 جو شکے ذرا میرے فخر سے غر
 غرض گیسو نے اسطر سے کیسا
 حقیقت جو کچھ تھی سو کیسے کہی
 کیے مردمان سوچیں چون رو
 سپہداران توران بھی پھر پلوان
 وہ چلتا تھا ہر روز سہد کرو
 سکے رفتہ رفتہ وہ جب گھاٹ
 کیا یوں سندھ توڑ ہو پاس گھر
 گزربان نے پانچ دیا یہ کہ خیر
 کہا گیسو نے تب کہ اسے تو جوان
 گزربان نے پھر یوں کہا اغیز
 کہا یہ گزربان نے پھر گیسو سے
 سو اس کے یہ ہوش لیا چھ
 مے اور چندین زورہ لیجی

رہائی تجھے ہاتھ سے اپنے دی
 ہوا اسو سے بدخواہ ملک کن
 ہوئی جا کے گرد مین پیر کن
 کوئی زخم ہونا تھا کارگر
 چپ راست تھی ضرب گزرنے
 گیا پھر بے جنگ تورانیان
 گیا پیش خسرو یل ارجمند
 وہ لایا تھا غدا خطا بر زبان
 مخالف ہمارا نہیں زینہار
 براندیش سے تانا پھونکے ضرر
 پر خدمت خسرو نامدار
 کیا جا بے تھا قتل از رو کین
 ہوئی اک خطا اس سر دیہا
 تیکے تو لطف و کرم ہو دور
 لگا کتنے پھر خسرو پاک دین
 تو پھر بیگان ہوزمین لاکھ گون
 کہ جس طرح خسرو نے فرمان دیا
 ہوئی شاہ توران کو جیہ آگنی
 کیا حکم یوں برگزبان کہ ان
 ہوا آپ پھر فوج لیکر روان
 لیے ساتھ تورانیوں کا گروہ
 تو جیوں بطنیانی کیا نظر
 تو کشتی مین جاشو قسم بیچکر
 بیگی نہ کشتی سند کے بغیر
 ہمارا خداوند زادہ پیران
 حوالے مرے کیجیے یہ کیز
 کہ و تاج زراست لیکر تجھے
 نہ اسکے لیے کچھ زہار کہ
 نہ ہٹ اس زورہ کیو کیجیے

یہ بولا کہ تو نے تو جھوٹا مانجھے
 وہ پیران گزربان ہو لکھ کر
 اسے ترک ادوقت ملک کن
 دیکھو دلیری گزربان
 وہ پیران کو لایا وہاں بیچکر
 مقابل نہ آیا کوئی زینہار
 کیا عرض اسے خسرو ناجو
 زور سے عنایات شوق تین
 زنگیش نہ بھی کہا لو کہ ان
 بخوبی وہاں بھیج کر دینے کو
 رہا ہو پیران نے خون کیا
 تو ہرگز نہ کھ خون اسکا روا
 قدم ہرگز شمار اس خطا کین
 گزارش پھر اس پہلو ان کیا
 لاکا ہاتھ خنجر گستاخ کر
 رہا کہ اسے بند سے لہذا ان
 روان ہو پیران لکھ شتاب
 تو غصے ہو مین اسکی انکھیں آگ
 کہ اس شکل کی ایک ان مردو
 ہوا گرم میفرشہ کینہ جو
 مے ہر زمان فضل لطف غدا
 گیا گیسو وہ مین گزربان پاک
 یہ سنکر لگا کتنے وہ پہلو ان
 مگر تم یہ سب سید مجھ کو دو
 نہ کیا یہ گھوڑا تجھے زینہار
 یہ سنکر کیا گیسو نے یہ بیان
 پھر اس یاس پہلو ان کہا
 وہ بولا کہ اپنی زورہ دو مجھے
 گزربان یہ کتنے لگا اغیز

و مین مین کب چھوڑتا ہوں تجھے
 کہ دیکھی نہ زہار یا راس جنگ
 لگے چلنے وان تینے و سر سون
 لاکا ہاتھ سے کھینچتا تھا کین
 جان تھا ملکر زادہ نامور
 ہو سے جادو پناہ دست فرار
 گردن قتل پیران کیش کو
 لگا کتنے یوں خسرو پاک دین
 یہ اپنا کھو خواہے بیگان
 کیا پرورش اس گرانما یہ کو
 شرط لکھوئی کی لایا جب
 کہ یہ ہے منہ اور لطف عطا
 کچھ اسکی طرف سے نہ کھ دیکھ کن
 یہ کھائی ہو مینے قسم خسرو
 تو اب کان مین اسکے سوراخ
 کہ تانا ہو یہ سو سے توران ان
 وہاں سے گیا پیش انفرسیاب
 لگا کرنے اسو مین انفرسیاب
 جدھر جاوین تم قتل انکو کرو
 کہ جانے نہ سے خسرو کو کو
 مددگار تھا خسرو گیسو کا
 گزربان لگا کرنے گفتا یاس
 سندھ کہ ہوئی راہ مین ناگہان
 گزربھر بیان سے بخوبی کرو
 ہمارا مین اسپر کچھ اختیار
 کہ اسکی ہو یہ مادر مہربان
 نہ گیا یہ ان کہ ہو بے ہوا
 یہ بولا کہ یہ تو نہ دوں گا سچے
 طلب کین مین مینے جو چاہی

گذازم نمی هرگز نه گری دمان	لگا گزیده پیر کر نی زری دمان	قویا لست گذار انو کا کبھی	گراشین سے دو گئے نہ تم ایک بجی
گذریا لست پآب جاتے ہیں ہم	کہ ناچار دریا میں آتے ہیں ہم	لگا گزیدہ تیر گیسو فیروز تخت	لو لیکن گذریان رہا تہ وقت
ہر چین مرغابیوں کو خط	جو اس طرف آریا جاؤ گذر	کیسی نہیں تہاب زہار ہر	وہ بھجا کہ یہودہ گفتار ہے
کہ ترک نہ کیا بغیر اسے غضب	توقف نہیں یان مناسب ہوا	یہ بول لگا اسے خسرو خسروان	پھر آہستہ خسرو سے واپس لوان
وہ چھوٹا گذرا تھا با آب تب	فریدونیکو لایا تھا یان کا وہ جب	یہاں کر کے پلنار ہو کر شباب	مبادا کہین شاہ افراسیاب
کو فضل خدا سے مبارک ہو حال	لگا ورو کو آب و دریا پانی	فریدون افضل خدا سے کریم	پھر آخر ہوا بادشاہ عظیم
فرگیش اور گیسو بھی بویہ ازان	کیا آہستہ چھوٹیں گھوڑا دن	تو غیر شدن آیا وہ فرج منشا	سچی گیسو سے جب پشتر کلمات
ہوے لوگ حیرت زدہ دیکھ کر	گذریان عجیب بن تھی سر بسر	کرا قیال تھا ہمد م تنفس	گذر کر گئے وائے پآب بس
جو دیکھا مشتایان ہوا کینہ جو	فرگیش کینہ و گیسو کو	لگتی رہیہ میمون کے فرسیا	پھر تنہا بن ہو چکا دیاں آب
ترے ساتھ آئی بہت کم سیاہ	لگا گزیدہ ہوا یان کا ہوا شاہ	اور نہ شکا شدہ لے لہا وہ کیا	تو دوہن گذر با شکر شتی منگا
نکر قصہ تسلیم ایران کا	لگیا یان تو رہ ملک ران کا	کہ ہر فوج ایرانیان پشمار	تو ہرگز نجایا لست دریا کے پار
نام وین ایران کے آئے تب	فرگیش و خسرو و گیسو جب	ہمد و پنج و خم سو تیران زمین	غرض پھر گیا شاہ تو ران بین
رقم کر کے اک نامہ با صطرب	کسان زمیندار کے طلب	ہوے بیشتر پھر وائے ران	بجالاتے وہ لشکر زوان و مان
کہا جا کے تم پیشوائی کر و	وہین طوس گزیدہ گو دزر کو	ہوا شاد بڑھ چکے وہ کیلان کلاہ	روا نہ کیا پیش کاؤس شاہ
شتابی سے آرایش شہر کی	جہا نہار نے بانشاط خوشی	گئے اور بھی ساتھ دالالین	گئے پیشوا ہر سہ نام آوران
سر و چشم پر اس کے بوسہ دیا	اور تخت سے چھوٹل میں لیا	ہوا دیکھ کر چشم تر شہر بار	جب آیا وہ کینہ و نامدار
لگا کٹھ خسرو سے یہ تاج و	طلب کر کے چھوٹا کیا دنگار	اوپے خسرو رشتہ سر سراز	وہ لایا بجا رسم عجز و نیاز
ہوے شاد و خرم امیر و وزیر	نہ تنہا ہوا خوش شد بنظر	وہ بیجا تو شلوان ہوتا جادار	کواس تخت پر بیٹھ آکا نگار

کمر بستن ایرانیان با طاعت کیخسرو عالی تبار بموجب حکم شاہ بلند وقار
 و انحراف طوس از کیخسرو و انغو انمودن فریزر سپر شاہ کاؤس را و میاشدن
 سامان جنگ فیما بین طوس و گو دزر و لشکر کشیدن ہر دو و منع فرمودن
 کاؤس و طلبیدن ہر دو را پیش خود و فرستادن فریزر و کیخسرو را
 برائے جنگ قلعه ڈرہن و تباہ شدن لشکر فریزر و قتیاب شدن کیخسرو

دلیران و گردان و الماسران
 یہ خنجر کہ پور پور ہے مرا
 ہے وہ بہن خنجر و فرمان پذیر
 کہ توشاہ کا دس کا ہر پیر
 بہت اوستے اعزاز و اکرام
 کیا جہنم کو در نہ اپنے گھر
 بزرگان ایران کی سب ہاں
 یہ کسوں لگا گیدو سے ایوان
 نہ خنجر کے آگے مین ہرگز جھکاؤں
 تو آگے گویاں اوسکو لایا ہوا
 دلاور جوان و قوی چاک ہر
 یہ گفتار سن گیدو فرخندہ خو
 شناس خوان تھا ہر چہ وہ پہاؤں
 کیا طوس کا ناجا سب بیان
 یہ کہہ گیا اس پر سو سوار
 پس اور بنیہ تھر ہفتا درخت
 یکے ساتھ تھا کاویانی درخت
 جو ہو گرم بازار پیکاریاں
 ہم دیکھ کر جنگ جوئی شتاب
 خبر شاہ کا دس کو سیجھے
 جو پونہا یہ فرمان جہاندار کا
 مناسب ہوا در یون سلا
 کیا طوس نے عرضین شیش شاہ
 کہ ہر پور شاہ خلافت پنا
 یہ سنکر وہ گودرز گئے لگا
 کہے راج کو آب و شوش کی شاہ
 لبان فریدون فرخ حصال
 فریزر کو ہے بی طاقت کہاں
 تو کیوں جہل کا کار فرما ہوا

وہ جتنے تھر گردن ازان ہاں
 جگہ گوشہ نور پور ہے مرا
 سو اٹوس کے سب پیغمبر و کبیر
 سزاوار دیہم داوڑنگ زر
 خوشی سے دیا طوس کو گنج زر
 رکھا اک مہر صغ وہاں تخت ہر
 نفرمان کا دس شاہ جہان
 تو اب طوس کو جگہ کی آریاں
 نہ اوس جنگی کی عمت گردن
 یہ سچ ہو کی خاطر اٹھایا ہوا
 سزاوار دیہم داوڑنگ ہے
 یہ بولا کہ کھنجر و نامجو
 دیا طوس مردم تھا نذرستان
 غضبناک سنکر ہوا پہلوں
 سو طوس جنگی بے کا پرز
 غرض اس شتم سے کیا جو درخت
 کہ تھا فتح کی وہ نشانی درخت
 تو کس شتم ہو فوج ایرانیان
 کہی قصد ایران کا افرینا
 کہے شاہ جو کچھ دوسن لیجی
 کہے گرد گودرز جنگ آزما
 کہ تو اور طوس آدمی کی سلاح
 کہ ہون چاکر و بندہ بارگاہ
 وہی وارث تخت تاج و کلا
 سیاوش مہین پور تھا شاہ کا
 نئے ہاتھ سے رسم و آیین
 تھا و کردیا جیو مین ڈال
 کہاں یہ دلیری یہ جرات کہاں
 مگر تجھ کو ای طوس سودا ہوا

یہ اوستے لگا کئے وہ شہر یا
 تم اسکی اطاعت کرو جیتا
 تھی مغر و معقل جو طوس تھا
 اطاعت جو خنجر کی تیر و خنجر
 سرخ خنجر شید خنجر جب
 سر تخت کھنجر و نامدار
 دے طوس قتل و بیدین دا
 گیا گیدو جب طوس کو لایا تب
 وہی عقل و ہوش خودی شوشی
 فریزر فرزند کا دس کا
 گردن اب مین و سکی پتندی
 بہ تدبیر و فرائی فریہ ہے
 غرض ہو کر آشفتم و شکمین
 بزرگوں نے گودرز کئے لگا
 دلیران جو باشوکت و جاہ
 گیا طوس بھی سنا بید رنگ
 مقابل ہوئیں جبکہ دونوں پیما
 مین کچھ بھی ہرگز ہنوا کر
 پیام اوستے بھیجا یہ گودرز کو
 جو ہوئی شہ نامور کو خنجر
 سب کچھ بھیجی اب کیلے طوس
 گئے طوس گودرز یا لائے ہم
 جو شہر شایہ آیا تو ہاں
 ہنجر کے کوشا ہی حضور پر
 ہوا شتم و ماحق وہ بیچارہ آہ
 کہے یعنی خنجر و کواب بادشاہ
 دلیرانہ آیا وہ عالی ستار
 دلیران حکم شہ داوڑنگ
 یہ سچ ہے کہ تو گور کا ہی پور

کہ امی نامداران ایران دیار
 خوشی سے حکم شہ نامدار
 فریزر سے جا کے گئے لگا
 کہ وہ مین قہر عقل و دانش ہو دو
 ہوا جلوہ گرد و سرور و زب
 سوار و فوج افرابجاہ و وقار
 نہ آیا تو گودرز خنجر ہنار
 کہے ہے شہر خراباں اب
 نہیں ہر سزاوار تاج شہ
 کہے ہے دلیری و فہم و ذکا
 بجا لاون رسم و رواج بندگی
 دلیر و شجاع و جوان مردہ
 حضور پر گویا و مہین
 شاہان جہان سے نشان مین
 وہ سب ہزار اس کے برابر تھے
 سواران جنگی لیے بید رنگ
 لگا کئے تب طوس زرین کلاہ
 مگر شاہ توران کا ہو مدعا
 کہ پیکار موقوف اک دم کہو
 کہ گودرز اب چڑھ گیا طوس
 خرابی یہ کیوں تو نہ تباہی کر
 حضور جہاندار کیوان علم
 فریزر ہوا بادشاہ جہان
 نہیں ہوئے زہار لائے نامور
 مناسب ہو کہ کا دس شاہ
 کہے وہ منہ از تاج رکلاہ
 کیا کچھ نہ خوف و خطر نہ ہار
 ہے تاج خنجر و نامور
 تو دیوانہ ہے اور وہ تھا تندر

کما طوس یون کہ امیر سوخت ترا باب تھا غلام ناتوان ہماری جو کی بندگی اختیار توس گوش جان کہ کچھ نہ کیا مراباب تھا کا وہ نیک مرد فرزند کا دیانی درخش یہ طاقت کمان و درتاری کیا اگر تو ہے مرد شجاع و دلیر کرے تیر جوشن سی تیر اگدر کہ نایق بہم کیسہ آور نہو حے دیکھے لائق سردری لگا کئے شاہنشہ نامجو مین اب کرتا ہوں تیر سیر نیک بلند ایک فرہین مین سیدیل کرے فتح جو ہر مبارک دین کہ اور اس سے تیر بہتر نہو فریر کوشتہ نے نصرت کیا سوا ہر دم ہوتی تھی آتش نشا ولیکن در درشنہ آما نظر شہنشہ نے بعد اسکے بار و فر تبا خواب مین اسم اعظم دیا لگا کئے یون پہلوں کے ہاں چو کپا و سکو خسرو فرزان یا بلند اک ہوئی باہک و سدم دہ کہ کیا رگی تیر باران کرو نمایان ہوئی روشنی و سدم سوا قلعہ خیمہ راج و زر پھر اک سال کے بعد خسرو گیا کیا فتح اوس قلعہ کو بھی مین	تو کہتا ہو کیا اب سخنا سخت غریب ایک آہنگر اسفند مرواتب وہ سالار عالی تھا نہین محکو آہنگری ہر عار تور مین کیا دلیری مین فد وہ کا وہ ہر اطمینان کفش جو ہوسا قلعہ تیرے تو دیکھا نہا تو مین ہوں شجاع کشتی کا شان میری تو زور جبل کا جگر نہ بولو زیادہ لب لباب چپ سزاوار شایستہ برتری کہ دونوں مین یکساں مرید کہ خوشنودور مین ہوں اب سکوہ نزدیک دریا نیل اوسے بادشاہی ایران زمین یہ سنکر فریر بولا دین سپہ لیکے طبل و سکر گیا ہوئے سوختہ دیاں بہت پوچھا ہوئی فوج جنگی تیر سہر کیا دین خسرو کو نصرت دھر خدا نے غرض رحم او سپر کیا سز نہ وہ اب باندھکا اچھوان وہی گویو جنگی نے اوس دم کیا کہ چھڑے رعد کا ہونقان تو قوت کو اب راہ سز نہ ہوئی رفع و ان تیر کی یک گم ہوئی ہم قرن آکے فتح ظفر خسرو شہنشہ کشتور کش بفضل خدا جہان آفرین	ہو مجھے گستاخ یون غصیب نہ سوار زادہ نہ فرزند شاہ دیا و دین گودرز فیہ جواب کہ خوبی بشر کی ہر مرزا کی کیا عین محاک کا اوسے چاک کہ جبکہ پس مین ہوں جنگی لڑ کما طوس ای سزاوار تیر گران کوہ ساگر تر اگزہ ہوئی جبکہ با ہم یہ گفتار سخت یہ گودرز بولا کہ کیجے طلب دلیر شاہ اوسے کیجے کہ و مین جو تیر بلند ایک کا یہ کہہ کر کیا شہ نے اوندک طلب نکلے تیر آتش و بان ہرام یہ کی جبکہ گفتار کا دس مجھے پہلے ای بادشہ حکم ہو وہ پہونچو ہونزدیک حصن تین کیا بہت یک ہفتہ گردھما فریر زاور طوس سے تفتہ جان سپاہ گران لیکے پہونچو جب ہو اچھیکہ پیرا وہ ظلم جو تو رکھو اوسکو دیوار پر قلعے کی وہ کا غدر کھا جبکہ دیوار پر شکستہ ہو است جا دوسخت لگی نے پھر بارش تیر وان در در نمایان مرواتب مین بنالیک خسرو نے گنبد کیا و بانے سپہد ارعائیناب ہو شاد کا دس لب و کھیکر	مگر آپ کو یون کیا بھول اب نہ نہار تھا صاحب غر و جاہ کہ خاموش ای طوس خانہ خراب سہرندی و خلق و فرزانگی نہ لایا در دل مین کچھ خوف ہاک مرا تیر و نیزہ بہت جوشن گزرا یہ گفتار تیری نہیں دلپذیر مری تیغ بھی آب البرز ہے لگا کئے تیر شاہ فیہ درخت فریر زور خسرو کو پاس اب بلندی و جاہ دشمن دیکھے تو پھر دوسرا مجھے ہوئے نفا وہ جب آوان یہ کہا اوندک اور اوس قلعے مین دیو کا ہر مقام کما تب یہ گودرز اور طوس کہ جاکر درون فتح اوس قلعہ کو تو دیکھی زمین سرب را تین ترو دیکھا خوب لیل و نہار پھر آئے حضور شہ شیر وان کسی نے لکڑا دے کو وقت شب رقم کر کے کاغذ یہ اوس اسم کہ تا کار شکل ہوا سان ابھی ہوا طاہر اک ابر تاریک تر لگا کئے تب خسرو نیک بخت نہار و ن ہو دیو تین وان کیا قلعے مین خسرو پاک دین کہ رفت وہ ہر سیر پنج تھا کیا جانب ملک افراسیاب لگا کئے امر خسرو و نامو
--	--	--	---

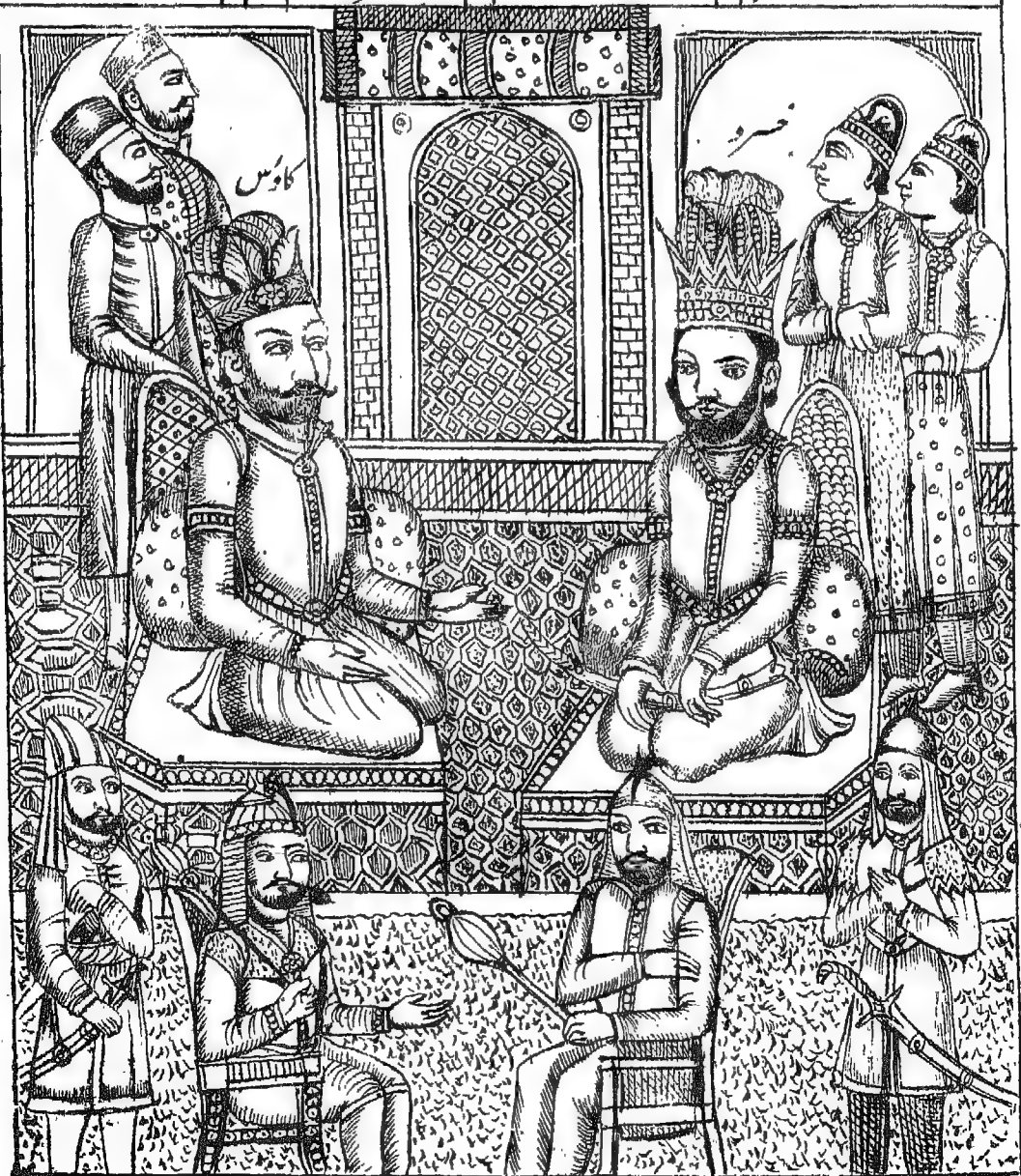
نہاوار اور نیک افسر ہے تو
جو سمجھا کہ زیبا ہر خیر و کجست
رکھا سر پہ خیر و کجست
اطاعت کرن کی لیں رضا
لگے چاکری کرتے شام و صبح
رعیت تھی آسودہ و شاد و کج
ہر مہمستان سے اوہر کوئی
اوٹھا تخت سے خیر و نادر
کہ لون کا تر کوئی خون پر

بر تخت نشاندن کاؤس خسرو اور ممتاز ساختن و کمر بستن او بر توران

اطاعت سے خسرو کی پھر اس
بہت اوسے راضی تھا لشکار کا
وہن بادل خرم و شادمان
جب آیا قرن رستم نادر
دو گار میرا ہوشام و صبح

تو وہن فریاد اور طوس
ہمیشہ تھا مصروف و نادر
ہوے شاد و خرم یہ سنگد خیر
کئے پیشہ دانی کو سردار ب
ہمارا بزرگ ہی گرا ناپا ہے

سپہر خلافت کا نیر ہے تو
جہاندار کاؤس فیروز بخت
ٹھکانا جہاندار نے تخت پر
کیا حکم پھر یہ کہ سب نادر
یہ فرمایا جب کہ کاؤس نے
سپہدار خیر و خوش نادر
یل نامور رستم و زال زر
جو نر و یک ہو چو تو با صد طرب
کمایون سیاوش کا تو دایہ ہر



سہم ملے دونوں ہوئے لشکبار ہوا دال سے پھر لنگر شاہ گئے پیش کاؤس روز دگر وزیر و امیران شہزادگان یہ ہوا کہ کین پدر جب تلک نہ مسرور میں تخت و افسر ہو کر گئے مدد کی تم وقت جنگ ادب آپ پندار عالی گھر فریہ ز و گود و دلا و طوس و گویہ یہ سنکر لگا کہنے ہر پہلوان	یہ کہن لگا رستم نامدار لگا کرے شفقت جہاگیر شاہ سہنم و رستم و زال زر گئے سب بزرگان ایران و ہا نہ لون شاہ توران میں تلک نہ شادان زر و گنج و گوہر سیر ہو یہ رستم نے پانچ دیا بیدنگ خدیو جان حسرت و نامور یہ جتنے تھے گردان گیسوان ہو کہ حاضرین ہم جانفشانی گیلان	کہ یونین ترا بندہ کترین تھن نے خسر کو تھنے دیے کیا شاہ نے جشن ترتیب ایک ملک سے یہ خسر و قاجور نہین مجبور نہارا رام و جوب یہ پھر زال و رستم سے شے لے لیا شہزادہ پیش ملک و فرسیاب کرے قصد شہر توران کا جب شہنشاہ نے ہر ایک سیر لیا دیا الغرض ما و سکو لشکر تمام	تو ہر شاہ شاہان روسے زمین بہت پیشکش لعل و گوہر یک بائین فرخندہ و طور نیک کہ تھاج کو مطلوب کین پدر نہر گر شکست قرار و نہ تاب کہ اسے پہلوانان کش و کشا کیا میں جاکر تباہ خراب کردن کو تھی جانفشانی کین کہ تم تمھارا راوہ سے کیا بتایا دلیر و ن کا خسر و کوہ نام
--	--	--	--

رفتن کچھ خیر عالی تباہ با فوج ہیشمار و یلان نامدار بغیر جنگ فرسیاب الی توران

جوسالار ایران از روئے کین فریہ ز کو با صد و دہ جوان جو از دگر دوز عالی و ستار مقرر ہوئے جانب دست ستار جو پہلوان کے تھے نبیر کو سپر نزداد تو اب دلاور سے بھی گزارہ کے تھے یکصد و بیست تن وہ نیزین کہ فرزند تھا گیو کا یہ تھے جتھر نامور پہلوان سویک توران روانہ ہوا	کیا قصد شہر توران زمین کہ تھے اقربا و سب پہلوان یل نامور کیونگی سوار حکم شہنشاہ جو ہر شناس ہوئے ساتھ گتہم کے سپر بچاسی جوان بانٹا دوزخ کی نہایت قوی زور و صفت کین اے شاہ کاؤس یون کہا ہر اک ساتھ رکھتا تھا فوج کین معین و مساعی زمانہ ہوا	کیا دو میں ترتیب سب فوج کو کیا شہر سرگردہ فوج پیش نبیرہ سپر کے ہفتاد و ست وہ گتہم بجائی جو تھا لوس کا نزداد شنگ دلاور سے ہاں صد ہفت تن غم گولا دے مقرر ہوئے قلب میں کین تسلیم کہ ای پہلوان بیزن جنگجو غرض کے حضرت شہنشاہ کا تھن بھی لبیک سپاہ لرا	بائین پچپ و طس و زنگو کیا ساتھ دہ طوس فرخندہ پیش جو نگین کین خون شہنشاہ اوسے دست چپ کو مقرر کیا نزداد ماسی و سہ پہلوان کہ یکدست با قوت و زور تھے لبران کاؤس انجم شہم نہو تا جدا گاہ خسر سے تو دہ کچھ خسر داس حشمت و جاہ کیا ہر جہر و کامران
---	--	--	--

روانہ شدن فریہ ز از راہ دیگر طرف توران بکمر شاہ کیتی ستان و رفتن طوس
براہ کلات و خیم و کشت شدن فرود سپر پادوش کراہ لطن کا شہر متول شد و
و شجون دن بیران سپر بکشتار طوس و جاتب شدن طس باعث کشت شدن

سپہر کچھ سپر و پاک دین	آگیا جبکہ نزدیک توران زمین	فریہ ز سے تب یکے لگا	دست چپ یکے گرز و غا
------------------------	----------------------------	----------------------	---------------------

رفاقت میں اب تیرا میاں جو
ولیکن سیاوش کا ایک سپہ
وہاں نخل است کھینچو زمین
یہ سمجھا کہ طوس و فرید کو
فرید بزرگ و شجاع و دلیر
گیا متصل لشکر طوس جب
نخل قلعہ سے دوہن وہ امور
یہ کہہ چکا اوش کہ پڑاش کین
یہ گفتار سن ریو و وہن گیا
مورا یو کے ساتھ گرم جنگ
سپر کو وہن او بھیجا او دھ
گیا طوس پھر آپ ہو کر سوار
شبابی سے بس چڑھ گیا کوہ
فرود دلاور کا خالو وہ تھا
گریزان ہوا و ان وہ پہلوان
جوش دیز پٹوس کے وقت جنگ
لگا اس پر گیم کے ایک تیر
کہا گیونے یہ کہ آگے بھا
یہ کہ شتابان ہوا وہ دیر
ولیکن نہ بیدل ہوا زمین
فرود دلاور نے از روی کین
جہاں تھا سوار دلاور فرود
گیا قلعہ میں ہو کے زخمی جوان
نہ آئی تھے شرم کچھ نہیں
سوا اسکے پھینکے بہت خار جنگ
لگا کئے یون طوس کھا کر فتم
پر چھرا کلچرہ کو وقت شب
ہوئی خواب سے جبکہ بیدار
نہیں غم کچھ اسے نار ہوا

مقرر کیا گیو گو رنہ کہ
فرود جو نر و فتنہ رخ سپر
کہ میرا اور ہے وہ نامدار
یہی بات کہہ گیو و گو رنہ کو
روان کو کھینچو پاشل شیر
یہ سمجھا فرود جو نر و فتنہ
موا سدرہ طوس کا آن کر
ترجہ ساتھ زنا رہو نہیں
جو پیام تھا سو نکل گیا
کیا ریو کو کشتہ وان بیدنگ
کہ لائے فرود دلاور کا سر
سپہ لیکہ کی سر پہ کارزار
گیا و آج پھر قلعہ میں دنگ
سوار دیر سے ویر و زنا
گیا بھاگ کر قلعے کے دریا
فرود دلاور نے مارا خدنگ
پیادہ ہوا پہلوان دیر
یہ بیزن سے اوش پیان دیا
پھر تے میں آیا او دھ پھر
بھاریا وہ او سدرہ کا می نامدار
خدنگ ایک پھرا و مارا وین
یہ بیزن بھی پونجا ویاں شل فرود
لگا کئے تب بیزن پہلوان
دین ایوان مرد جنگی سوا
چہ تہ بیزن بیدار جنگ
کہ جو کمان ہو کے ناہجم
یہ آیا نظر خواب سے کہ اب
پسے کہ قلعہ خواب شب
کہ سب کو آخر فنا بیگان

تو کہ نہ ہوا ملک یکہ خراب
کلات و خرم میں مسکن کین
خبردار کوئی سجاوے او دھ
روانہ ہوا خرد کا مگار
ولی طوس کو کلات و خرم
کہ یان ہر غارت گریا ہوا
یہ جنگ کما طوس نے ریو کو
تو بہت جا سراہ سی ایوان
یہ جنگ گیا اوش کچھ اعتبار
غرض ریو و ادا تھا طوس کا
سپر طوس کا بھی کشتہ وان
ولیکن یہ قلعہ نہ آیا فرود
یہاں طوس نے کھڑا اس قلعہ کو
کیا طوس نے او کو آخر زونا
نخل قلعہ سے پھر فرود دیر
جو کشتہ ہوا ادا ہا طوس کا
سپر گویا بیزن پہلوان
کہ جیتا کہ کوہ گردن غرق خون
کیا کشتہ اوش تیر سپ کو
تو ایک خطہ تاخیر کر اور دنگ
گیا پہلوان کی سپر کڈ
دیر سی خیر کے کو جلال دیا
کہ اک تن سپا کو بھاگا شتاب
مقابل پھر آیا نہ کوئی جوان
میں کوہ جب مھر روشن گیا
گردن فتح اس قلعے کو بگان
لگی آگ اس قلعہ میں ناگان
لگا کئے کشتہ سے یون فرود
اگر میں بھی کشتہ میں شل فرود

پوچھتا رہا سخت افسوس
نہا ہا ہے لگا و شری حشرین
کہ اسے اد جان ہو شکر گذر
سورت ہارستم نامدار
شتابان ہوا با فرادان چشم
بغرم و غافق لایا ہے طوس
کہ پیش فرود شتابان فرود
کہ ہو پیشریان سے لشکر دیا
نہ آیا سر شستی زمین
کیا طوس نے اوش غم سے بکا
یہ سنگ ہوا طوس گر یہ کمان
نہ بیکار کی تاب لایا فرود
موا اس کے تجارت رزم جو
ہوئی فوج تھواری غرق خون
مقابل ہوا طوس کے شل شیر
گیا پھر وہن گویا ہر و غا
گیا سانس کے کھٹا دین
فتم یہ کہ ہرگز نہ پاں سے پھر
پیادہ ہوا بیزن جنگ جو
کہ ہو ساتھ تر کشتہ جنگ
موا تب جوشن میں تیرا کر
فرود دلاور کو زخمی کب
اقامت کی لایا تو ہرگز نہ تاب
کیا قلعے سے تیر باران ویا
سو خیرت دانے پرن گیا
نچھوڑن کیو بھی زندہ وہاں
سو سر سب سو خیر مردان
کہ ہرگز تھے زیر سیخ کبود
تو کیا جا رہ پیش قضا رفت

ہوا جلوہ گر مترا بندہ جب
 در در شکستہ ہوا پھر وہیں
 دلیرانہ پھر بیزن جنگ جو
 افر کچھ نہ جوشن میں ہرگز کیا
 ولیکن کینکا سے بدینخ
 کہ ایوا ہی افسوس شل پر
 پھر اپنا شکم کر کے خنجر سے چاک
 یہ پونجی خبر اسے خنجر کو جب
 وہاں سے بصد شوکت کرو فر
 شکم پالساں ہوا گرم کن
 نرا وہ کو پھینکا ہوا ہے بند
 پھر اک گزیرین فرما کہ بس
 یہ جانتے ہتھائیں کہ جھٹکے
 نرا وہ کو دان سے اوٹھالے گئے
 ہوا داسے پیران دلیہ روان
 سوئے کاسہ روئے تواریان
 غرض ست و ستارہ غل غل
 خط ناک بیدل جونی سپاہ
 گیا نامہ حسد و نامور
 بسوی کلات خنجر ہم گیا
 دھڑان کھینچہ و نامور
 کہ اس کو سوزن میں شام چھ
 اگرچہ اندر تو بید رنگ
 کر گیا بھی ایک نہ بیک
 غرض جب گیا ال ہیٹا گندہ
 ادھر ناہوران ران زمین
 صحت آرام سے آکر ہر دو
 ہوئی آتش جنگ افر و خنجر
 گئے کیونین جو بیدانین

سپیلے طوس جو اندر دت
 گئے زمین سے کھینچ کر تیغ
 ہوا اس جو اندر کے روبرو
 گیا ٹوٹ نیزہ محکم خدا
 رہا م دلاور نے ماری جوتی
 جوانی میں کشتہ ہوا سپہ
 کیا ایک اوسے وہیں ہلاک
 خدا جا کر کیا تھکے غضب
 کیا طیس نے کوچ پھر شیشہ
 کیا کشتہ نیرن فراسکو بین
 بکارا وہ آوے جو ہو کوئی فر
 رہی جنگ کی پھر نہ اوسکو پو
 کرے تاکہ ہوا کہ او اس بند
 تگا وہ پ اوسکو جھٹالے لگے
 فر جنگ و پرغاش ایران
 کہ شک تھا ایران کا وہاں
 دلیران ایران زمین قس شب
 روانہ ہوا طوس پھر صبح گاہ
 بنام فریزر عالی گھر
 کے بھائی کو قتل ناحق کیا
 فریزر نے طوس کو باندھ کر
 ہوا آپ سالار سپہا
 دلیر وئے آسانے بہر جنگ

ہوا حملہ آور بسوسے حصار
 پکڑ نیزہ اوسدم فرود سپہ
 فرود دلاور نے از و زمین
 اگر بار یہ چاہے تھا وہ جوان
 تو کشتہ ہوا مر و جنگی فرود
 غرض و سکی مان ڈری آئی وہاں
 وہاں آکے بہرام نے طوس کو
 ہوا طوس کو تیر سپہ کبود
 پھر اک راہ میں اور آیا حصا
 روانہ ان سے لشکر سپہ شیشہ
 گیا سامنے نیرن پہلوان
 نرا وہ گرا اسے جب ما
 کہ اتنے میں گھوڑا کو کر کے وہاں
 ولیکن نہ پھر جنگ کی لالہ تار
 حوران ترکان پہلچ ہزار
 خطر گیسے بسکہ پیران کو تھا
 کہ پیران سپہ لگے آیا وہاں
 فریزر کے آگے شال ہوا
 لکھا تھا کہ ہے طوس قہقیر
 غرض طوس کو قید کر لیمو
 کہا سخت و نامور سپہ شیشہ
 لکھا پھر یہ پیران کو ناکہ ہوا
 فریزر کا جب بک نہا نہ پٹھا

جنگ کردن فریزر بالمشک پیران شکست
نور وہ آمدن نزد کھنجر و در توران

دلیری لگ کر نے مردان کار
 نوار ز مجو آگے مانند شیر
 رہا اک کیا زخم اوسپر وہیں
 کہ نیرن کو لے زیر گز گران
 فغان اک اوٹھا تیر سپہ کبود
 ہوئی اوس کے ماتم میں ناکہ گران
 کہاکر کے نیرن کہ لے تند خو
 فزوان غم پور و در و نسرد
 جواں اک پالساں تھا وہاں کاٹھ
 یہ سالار توران نے سنا خبر
 ہوا کار خنجر بی تیغ و سنان
 پریشان ہوا منت یہ خواہ کا
 سہاراں تواریانی آئے وہاں
 گئے ہتھاکر پیش اور سیاب
 ہند آدایان و مردان کار
 تو ناچار بس قہد شبنون کیا
 نیران ایک قتل ایرانیان
 فریزر کا پیرالم دل ہوا
 نہ لایا بجا حکم وہ نا بکار
 خطا کی سنا اوسکو اب و بچو
 کہ انجن میں فیصل او خوار
 کہ شبنون زمین کا بیکل دوران
 تو پیران نے اوسکو یہ پانچ دیا
 میا ہے یان گز ویر و خنجر
 دوا شکر مقابل ہوئے آن کر
 او دھڑا کر ترک جو باکے کین
 دلیران جنگ آور و کسینہ جو
 ہوئی گرم یکار یکہ سپاہ
 نیران ہی کشتہ ہوئے پلین

ہوا خانہ آشتی خنجر
 تو پیران ہوا شہر اک آن میں
 مبارز لگے چاہنے کسینہ خواہ
 ہوا بطرف گونا گون

فرہاد کا بیزن سپہ سالار میں اور جانب سے تورانیان دلیہ ان کو کشتہ جنگام جنگ بشا جانے تھا فائے گودز بھی تو ہے صاحب گز تیر و خدنگ تماشا مردیکہ وقت و غا کروں نکل لشکر کو اک آن میں یہ گودز و گستم جنگی بہم قدم الغرض کر کے محکم وہاں یہ کہہ دوس پہنچا یہاں آپ کو بھلا کس طرح سے میں آؤں ہاں فرہیز نے یہ کہا اوسے جب کروں کیا بیان باجری ستیز روان خون تھا مانند دریا آب ربازندہ گودز با بست تن ہو کر کشتہ میدان میں جنگام جنگ سہی لیک تو انکی غالب سپاہ مہا شے خوش شاہ افراسیاب روانہ کیا اور یہ نامہ لکھا کہ کینہہ دورستم پہلوان شب روز غم کا مرائی کرو جہاں میں نہ کھوں نشان نہینا غرض جبکہ لشکر ہوا پایمال مواشہ کو تنہا نہ لشکر کا غم کئی دن تک آہ ماتم رکھا شکیب و صبری تو کر اختیار چھوڑا یا وہین قید سے طوس متھن لے دو میں پذیر کیا ملاؤں میں اوسکو تہ خاک خون	جدھر کو گیا کیسے تیر و ستار جہاں تھا فرہیز زائے وہاں فرہیز پر وہاں ہوا وقت تنگ کہ گودز کی فوج مغلوب تھی جہاں میں بہت تو کچھی جنگ یہ بیران و لیسہ تو سحر چیز کیا نچھوڑوں میں کاکر کیستہ لگے کہنے سیران میں کھاکر ہوئے گرم پیکار جنگ آور دش اپنا یا بیچ اچھا مچو کہ غالب ہیں سوقت تورانیان مہو بیزن جنگجو غضب کہ برپا تھا اک شوت میں سخیز سہلوانان تھے مثل جب ہو کر کشتہ ہفتا و شمشیر زن زمین خون سے یکسر ہوئی لالہ رنگ ہوئی فوج ایران سر اسر تباہ زروی عنایات شاہی شتاب بڑا نام تھے کیا مرحب ادھر لیکے آؤنگے فوج گران بعیش و طرب زندگانی کرو باقبال شاہنشہ نامدار فرہیز بربادل پر ملال ہوا اوسکو مرگ براور کا غم شب و روز آنکھوں کو فرم رکھا کہ چارہ قضا سے نہیں نہینا لگا کہنے پھر خسرو نامجو مے طوس نمر سے کہنے لگا تلافی تقصیر باقی کروں	ہو کر قتل ترکان اودھر شہنشاہ ہوئے حملہ آور سوئے قلعہ ہوا جب فرہیز جنگی ستی ولیکن نہین کیومرود سپہ نہ ٹھہر گیا بیران کے گرد و بر اگر وہ ہو تو کوندہ کروں پھر تنے میں گستم آیا دول کہ مر جائے کے اب کا زار یہ بیزن سے گودز کہنے لگا یہ بیزن جب کا اوس سے کہا مناسب نہیں مجھے اسے نامو علم دار کو قتل کر کے وہاں سرو خلق گردان جنگ آزما جوان نسل کا فوس شہم کے وہ خود نشان نبیران افراستہ سعادو کے ترکان ایرانیان سو خیمہ ترکان کے شاد دل پے سرداران خلعت پر گھر پراس نشخ پر صرف قانع نہو ملاؤ اٹھیں خاک من خون میں اگر خوشی سے یہ سیران پاخ دیا اودھر حرکت خو خوار تھے شاہ کام شتابی روان کہ ہو پوچھا دہان کہا یوں کہ مثل پدر یگناہ بزرگان ایران و رستم ہم یہ کہہ سوگ سے پھرا دکھایا کہ اے رستم پہلوان جا شتاب کہ مجھ کو اجازت ہو پوچھا با یہ سنکر رستم رستم پناہ	بیابان ہوا خون سے لالہ زار کیا آکے ایرانیوں کو تباہ گیا و وہین میدان جنگ کا کوہ لگا کہنے یوں اسے سرفراز سپہ رہیگی بھلا خاک کھپے آہ سرسر بلند ان نگندہ گردن ہوئے متفق لگے جنگی جوان نہ منہ موڑے جنگ سحر نہینا کہ تو اب فرہیز کے پاس جا فرہیز نے تب یہ پاخ دیا کہ بھجواؤں اپنا و قتل اب دھر علم لیکے آیا وہ جنگی جوان نثار و دم خنجر و تیغ تھا بہت وقت پیکار رات گئے ہزار دو صد مرد و الا جانب ہو کر کشتہ جتنے کروں کیا بیان ہوئے بندے غم کے آزاد دل برائے سپہ شاہ لے گئے وزر دزدل میں اپنے یہ تم سوچ لو تو پھر اس جہاں میں بفتح و ظفر کہ خسرو کا اور رستم گرد کا ادھر ایل بران تھے غمگین تمام کہ کینہہ زنا ہو تھا جہاں نہ خود دلا در ہو کشتہ آہ گئے اور کہا اسے فریاد علم یہ نرم مرست بٹھایا اوسے پے جنگ پیران خانہ خراب کروں کہ پیران سے کا زار لگا دیکھنے سرور ہم
--	--	---	--

تو کی عرض رستم نے انجوا و شا جوا و یگانے فوج ابراساب	سزاوار چہ و سریر و کلا توین ہو کا ہم زیم او کا شتاب	اجازت ہو کافی جو طوس لیر یہ سن طوس کو اوسے خدشہ	کجا یہ پیران و لبہ کوزیر دیا حکم گو درز کو تو بھی حساب
---	--	--	---

بار و گر رفتن طوس بجنک پیران و بارش برف بہر سازی ساحر
وز بون شدن ایرانیان و قید شدن در قید

سپہ لیک پیر طوس جنگی جوان سہم ہر دو لشکر کو ہم جنگ جدا ہو کے لشکر سے اپنے کیا کہا دوہین گو درز نے طوس کو گیا گیو دورا کے شہیدیز نہ کوئی سوا کا مران زینار وہاں سحر اک شخص پر زور تھا وہاں جادو یہ تاکو کر ایوان پس نہ مہر مستلہ کو یہ سار نہ گناہ تھا کہ قہر بھی اور فخر پہلے تھے میں پیران و وہاں و کیا سحر اک جانتی برف اور جباری تو آئی تو کہ فضل حیا و شتاب کوئی غیب سے ہر دفع ہر یہ دیکھا تو اٹھو سے یہ وہاں جوانہ نے جاکے اور و گین ہوا قید جس دم وہ خانہ خراب وہاں تمام اور زونین سپاہ لے گئے تھے تہا سپاہ اسے پیران غرض ہا دل پر زور و ظہار سرداس کہہ طوس کو یہ پیران سے ہوا آج اوس دم کہا سہارا کی کو و سکون یہ مستلہ	ہوا سو پیران و لبہ روان رہی ساکن جنگ گزندہ کیا ہم نہ روان کے سر کو جدا تو قہ دراک تو اے ناجو ہوا ساتھ ہوا ان کے پکا جو گئے پھر سو شکر انجام کا کہ باز دور تھا نام اوس شخص کا کہ ہوا بشین فٹ باران ہوا وہ ساحر ہوا جاس کے شوق کا برستی تھی لشکر میں ایرانی جن ہوئے حاکم اور بہ فوج گران سواران ایران پر تھے نگون کہ تا دور ہو برف و باران شتاب رہا دم دلاور کو ایا نطفہ پیدا وہ کیا مستلہ کو یہ پریش تہا تھہ اسکے نامہ دین ہوئی دور و برف باران شتاب اگئی رنگہ سے سو خیمہ گاہ کہ کہ تھی بہت فوج ایرانیان گئے سو کوہ ہا یون شتاب ہوا ایک لشکر کو آرام گیر کہ مہور کرنے سے کیا فائدہ کہ تھا جس سر کینہ وہ کینہ جو	گیا کر کے لیغا زور و یک جب ہوا آٹھوان ہر جز جب آشکار بہت گرو ایران ہو گشتہ جب کہا گیو سے پھر کہ کثرت فر گئے گز تھا کاہ تیغ و سنا دلیر و نہ پھر تیر باران کے لگا گئے پیران کہ اب زور وے کچھ نہ ترکون کو بہر پھر ہوا برف تیرہ نمایان و دین ہر گز جوش سرخی تھا کا پنا بہت قتل ایرانیون کو کیا بعد ناری و برف پیر و جوان فرین اجابت ہوئی یہ دعا کہ انکشت و خیمہ شتاب وہ ساحر تھا از بسکہ شوق کا کہا پھر یہ اوس کہ مان و زور اور کوہ سے پھر گیا پیش طوس پھر آسا سحر مہر کے پیران کو زبون ہو ناچار سو عقب حصار ایک تھا کوہ بہر شتاب دوان آئے ترکان پر کجا جو سراہ سہر و دست سب کچھ بہت قلعہ میں غلام کب تھا	مقابل ہوا کے پیران بھی تہا توسیدل میں ہوا لاور سو کیا طوس نے قصد بیکارتہا تو ہوا اس کا چکا ہو ہم نہر لڑے خوب با ہم وہ دونوں جوان بہت پہاوان اوسے پناہ یہا سے تو جہا مستلہ کو یہ تہا ہون ایرانیان سہر ہوئی بارش برف و باران و دین ہو جس کے بکار و ان دست دیا خبر برف سے کچھ نہ پہونچا ذرا لگے لگنے یہ دعا سہر زمان کرم حق نہ پناہ گان پر کیا کے ہے اشارہ سو کو سہار نقہ کو چھبہ را و سکون و نیا تو اس برف و باران کو اب و کر اوسے قتل لاکر گیا پیش طوس ہوا کے آمادہ کار زار وہ لڑتے ہوئے تھے آئے تھے کیا زخمی و نہ نے وان قرار کیا کے محصور و ان طوس کو جدھر جاوین تھا او دھڑکیے مہا تھا سامان سحر اک مستلہ کا
--	--	---	---

خوشی سے دلیران ایران دیا | اسے صرت کرتے تھے لیل و نہال | بداندیش سوارسان و جنگ | دلیرانہ کرتے تھے ہر روز جنگ

رسیدن رستم پہلوان در قلعه ہالیون بہتادو ستغانت طوس آمدن کاموس
و شنگل و پہلوان و خاقان چین بالشکر بیکران باعانت پیران و جنگ با
رستم و کشتہ شدن شکیبوس کاموس از دست رستم و ہراسان شدن فراسیا

سختی خسرو نامور سے دے جبکہ یہ سنکر وہیں رستم پہلوان یہ گودرز سے طوس کئے لگا جو کچھ ماجرا تھا کیا سب بیان وہ ہوا کہ خاطر کو اب نہاد کھ تہمتن کے لئے کو آیا و وہیں بہت اوسکی رستم و دجوبی کی یلان سرافراز ایران دیا ہر اک کی تسلی تہمتن نے کی لکھا اوسنے تھانہ توران کو کہ کہ ہالیون پہنچے وہ حصار سیدار توران نے دو پہلوان سرافراز گردان چین و ستن روانہ کو کر اور بھی کچھ سپاہ نہ تھا گئی فوج ترکان چین ششابی سے پیران شامل ہوئے وہیں پیش کاموس پیران گیا یہ کہنے لگا ہو کہ وہ گرم و تند تو بس لاؤن رستم کا دم نہا کہن یہ گفتار سنکر ہوا شاد دل تو ہریان نگہدار تورانیان تو ہو طلب میں سپاہ گران	کہ محصور سے طوس والا گھر ہوا سو سے کوہ ہالیون وان کہ آیا تہمتن تو جب پیشوا کہا پھر کہ لئے پہلوان جان غم و فکر سے دل کو آزار کھ ملا جب تو یہ عذر لایا و وہیں گئے قلعے میں پھر بفرط خوشی یہ بولے کہ اے رستم نامدا سوئی اوسکے آئے سبکو خوشی کہ کہ زبوں فوج ایرانکو نہیں تاب جنگ و نہیں لاشیا کیسے سو کوہ ہالیون روان تو ناویل افکن و سیکستن کرے تاکہ ایرانیون کو تباہ روانہ ہوا آپ خاقان چین پر جنگ و پر خاش مال ہوئے شیاخوان ہوا رستم گرد کا کہ گئے مرے تیغ او کی ہر کند ملا و نہیں سب رستمی خاک میں ہوا بند سے غم کے آنا دول تو ہر اب بدو گا کیا رہی لاش ہے تا قوی پشت جنگ و لاش	تہمتن کو کر کے طلعت کن کہا گیا کر کے یغا رزدیک جب ششابی سے آئے بفرط خوشی تو ایرانیون کا ہر پشت و پنا پھر آئے سبکو ڈر پہلوان رہا میں حفاظت کو ڈر کی پنا تہمتن ہر سخت بیٹھا جان سوئی زندگی تیرے آئینہ پنا خبر لاؤن پیران لشکر کی اب کیا مئے محصور کے باوشا جو فوج اور بھیجو تو اونکو شتاب جو اندر کاموس و شنگل لاش سوا اسکے خاقان چین کو لکھا بہم بیکہ دونوں میں اخلاص تھا تہمتن سے پہلے یہ ہو پھر وہاں غرض آگے جب رستم پہلوان کہ رستم ہے ایسا سوار دلیر تو کر تاسی تعریف کیوں استفاد جو سیدائین جا و نہیں ڈر ایرانیون گیا پھر وہیں پیش خاقان چین سمجھ کر کے میں گرم بازار جنگ لگا کہنے پیران خاقان چین	کہ یا ورمو تو جا کے طوس کا ہوا خرم و شادمان طوس تب تہمتن سے جا کر ملاقات کی لیا تو نہایت سوئے ہم تباہ در فز تلک طوس جنگی جوان نہ ٹک سکا پیشتر اے چین ہمیں ویدار اوسکے سب پہلوان و نہ تھی سکھو اسپہان کر و نہیں بیان آگے احوال یراک و زمین کی ہوا و ٹھونک پنا کر و نہیں ملاک و اسپر و خراب دلیری کے پیشے کے غرہ شیر کہ پیران کی امداد کو خسروا کیا پاس خاقان نے اخلاص کا کہ تورانیان خیمہ زن تھے چین ہوا شامل فوج ایرانیان مقابل نہیں جسکے غرہ شیر مے سائے آئے سیدائین کر کردن دشت کو سر بسر بخون کہا اوسنے ایسا شاہ رکو زمین کردن قافیہ فوج ایران گنگ پر رزم کیدل میں ترکان چین
---	--	--	--

یہ سنگر ہوا وہ قرن طرب
 او دھر آ کے پران خاقان ہم
 خورشان کو ہونا سے ترکی وہاں
 ولے یاد وہ بہن خدا کو گیس
 کہ تھا اشک بول سن لاو کا نام
 لگے کرنے وہ نیزہ بازی وہاں
 ہوئی کارگر زنی بھی نہ ضرب
 ولے اس قدر گر زکاری لگا
 جو زخمی ہو رہا مہل پھر گیا
 ہوا لغو زنا جا کے مانند شیر
 پھر اشک بوس نہ بند آزا
 نہ اک تیر بر بند ہوا کارگر
 ہوا او سبے سنے پہ کیا کارگر
 جو دیکھا کہ ہر بقی خونناہر
 تو اب اگر دیران کے تھا دست
 خطر سے نہ آیا کوئی نامور
 کیا رات کو سب آرام دیا
 لگا کہنے لشکر سے خاقان چن
 تھمن سے لیتا ہوا اور کوئین
 کیا اسپ کو سوی میدان رون
 تھمن کا شاگرد لو اے لیل
 کیا ترک نے جبکہ نیزہ رون
 لگا کہنے رستم سے وہ پہلو
 وہ بولا کہ جب سپہ او نظر
 تھمن شتابی چور سپہ گیا
 کیا زور کا موس و رستم جب
 کہ مشہد ز پاپنے ہو کر سوار
 ہوا او سکا گھوڑا دان سے زار
 کیا قتل کا موس کو پھر پان

گیا اپنے ڈیر میں ہنگام شب
 او دھر رستم و طوس انجم شتم
 ہوئے گرم پیکار جنگ و لڑان
 زرادہی نہ اندیشے کو دل میں جا
 دلیر و جوانمرد مشہور عام
 نہ لیکن ہوئی کارگر کچھ نہاں
 پھر اوس مرد جنگی فرنگام
 کہ توڑی سپہ سر کو خستہ کیا
 تو اوس ترک نے یہ ارادہ
 لگا کہنے اوس ترک سے بولن
 سو پلٹن تیر باران کیا
 کہاں لیکے رستم نے پھر زور
 کیا تیرے پشت سے بھی لگد
 ہوا شاہ حیرت زدہ دیکھ کر
 کہ رستم ہے مرد توانا و چت
 مقابل تھمن کے باکرو فر
 بحر گاہ نکلا جو پھر آفتاب
 کہ لے ناغلان ترکان چن
 کہا سنے کا موس نے پھر وہن
 دلیرانہ جلے پکارا کہ ہان
 کہ در جنگ او سکونہ پڑتی تھی کل
 تو اوی جنگی فر دہی اپنی جان
 مجھے مت سمجھ شکو بول سیوان
 تو کیونکر نہ غر نہ ہوشیہ زہر
 ہوا اوس دہستہ سرخس کا
 شکستہ ہوئی دریاں وہ تب
 کروئین تھمن سے پھر کارزا
 یا فوج خاقان بہن کو قرار
 سواران ایران از روئین

ہوا پھر خستہ جب جلوہ گر
 ہوئی لشکر آرا بقصد و عن
 وہ انبہ لشکر کا لفظ
 نخل خیل ترکان سے اگنہ خوا
 گیا یا سنے روہا م جنگی سوا
 جوانمرد جنگی نے از روئین
 او شکار زار راجہ بالا سے سر
 کیا جبکہ گر زگران نے ستودہ
 طرف اپنی لشکر کے موڑی عنا
 کھڑا رہ کہ ہو سچا تراجم نہر
 ولے اتنی تھی درشت پلٹن
 رہا تیر جب کو دشمن کیا
 ہوا اشک بوس الغرض ان ہاں
 یہ بولا کہ جون رستم پلٹن
 نہیں اپنے لشکر میں کوئی بھی
 نہ باہم ہوا پھر کوئی کینہ خواہ
 تو میدان میں گردان پیکار جو
 کہ رستم سے کرا ہوئین کے جنگ
 شتابان ہوا سے رستم نام زار
 دلیرانہ آیا سو زرم گاہ
 دوران کر گمیلان میں تیر کا
 ڈروئین نہ ہرگز تیر شورت
 دلیری سے کا موس نے پھر
 پکڑی تھمن نے پھر وہ نہر
 ہوا بلکہ کا موس نے جدا
 تھمن نے پھر حلیہ پھینکی کندہ
 ہوا جبکہ وہ ترک جنگی سپہ
 کوئی لشکر ترک سے اک سوا

دلیروں نے کینے پہاڑی کس
 گیا نہ فلک پر فغان بوق کا
 گیا سچ میں رستم نامور
 شتابان ہوا سوسے ناوردگا
 ہوا جا کے آمادہ کار زار
 سر حرکت پر گرز مارا وہن
 تو اوس وقت روہا م نے خلی سپہ
 گیا واسنے روہا م پھر سے کوہ
 کہ اتنے بہن وان رستم پہلو
 مقابل ہو پھر اگر تو سے مرد
 کہ لرز نہ تھا دست ناو فکن
 مدد و مہر نے تب کہا حرب
 ملاجم او سکا تہ خون و خاک
 نہ دیکھا کوئی سنے ناو فکن
 کہ رستم سے میدان میں ہو ہم نہر
 گئے ہر دو لشکر شوخ و گاہ
 صف آرا ہوئے آنکر ہر دو سو
 عوض اشک بوس جو اندر کا
 یہ کمر شتابان ہوا بید رنگ
 مے ساتھ کر آگے کار زار
 ہوا آ کے کا موس کینہ خواہ
 ہوا لغو زان رستم جنگ جو
 کروں آج تجکو زبون زور سے
 رہا کی سو رستم اجنبہ
 ہوئی رخس کے سر میں چو کہ بند
 ولے اوسے پھر یہ ارادہ کیا
 کیا شل خنجر او سے پای بند
 کشان لگیا رستم شیر گیر
 ہوا پھر نہ آمادہ کار زار

سوار کے خاقان رستم کی جنگ فرادیکھو دوزخ کے کارنگ

جنگ رستم با خاقان چین و گرفتار آمدن خاقان و گریختہ رفتن تورانیان و فتح باب بودن رستم پہلوان

<p>ہوا جبکہ کاموس جنگی ہلاک یہ بہتر ہے عطف عنان کیجیے کروں صبح اوسکو اکسیر بند تہمت کے سینے کو ہنگام جنگ تو ہوشون تجھے سیم دوزخ بے شام بچارا کہ اے رستم سہ فرار کروں شل کاموس تھکے ہلاک جو دیکھا کہ ہے تیر جوشن گزار علم کر کے شمشیر کو بعد از ان پہونچو تہمت نے یکبارگی یہ پھر تاج تاج برہنہ بکفت وے بعد دیر کے ہومان وہاں وہ کہتا تھا وقت دم و پسین نکرتے سیاوش کو گرفتار ہلاک وہ لو لاکہ اے رستم ذی شہو یہ سنکر وہیں پیش پیران گیا وہ پہلے گیا پیش خاقان چین اوسے منع خاقان چین نے کیا کہا سنے ہومان نے شاہ چین جو صحر و دریا میں ہو گم جنگ نہ روزم ساز اوس سے افراط دگر بار پیران بچسب و نیاز بہت جا بوسی جو پیران نے کی ہوا رستم گرد کامیج خوان بہت کی کہے سینے پر تنگی</p>	<p>تو پیران و سیم ہوا سہنگ سوار خانہ لشکر روان کیجیے تو بیدل نہوائے یل از بند کروین سحر گہ نشان خدنگ بہت دون تجھے گوشہ ہوا مے ساتھ ہوائے زرم ساز زمین کو کروں جسم تیرے پاک سپر سر پہ لایا وہن نامدار تہمتن ہوا سوئے جنگش و دن جو پہنچی کپڑا کر دم باریگی بسان نہر برزیاں ہر طرف لگا کئے رستم سے اسی پہلوان کہ نہانہ ترکوں کو تو گرہین تو ہوتا ماسینہ کینے سیاوش کی سطح کین سیاوش ہوو یہ ہومان نے پیران جاکر کہا کہا یوں کہ ایشاہ ترکا چین خرومند ہومان سے پھر لوں کیا تہمتن سے پیکار لازم نہیں مقابل نہوائے شیر و زنگ کہ البرز ہے نام سے جگر آب لگا کئے یوں اسی شہر فرار تو جانکی دسی شہر پروانگی کہا اوس سے پیران یوں نہا فراروں ہو سید الحق بنیادی</p>	<p>لگا کئے خاقان سیاوش باجو اہمیں تاب پیکار رستم نہیں پھر اتنے میں اک گرد جنگش کام لگا کئے خاقان کو کج جنگ غرض جنگش گرد و زور گر گیا رستم گرد خدنگان جو اندر جنگش نے لیکر گمان ولیکن سپر سے گذر بیدنگ وہ ہیبت سیاوش کی گزیراں تو جنگش ہوا پشت میں جو جدا نہ رستم سے کوئی مقابل ہوا نہ زہنار ترکان کو بر باد کر یہ سنکر تہمتن نے پاسخ دیا سیاوش تھا سہراب جو بھی غرر لگا کئے رستم کہ پیران یران تہمتن نے بجاکو کیا ہو طلب بلاتا ہوا اب رستم پہلوان تو کیوں پیش رستم گیا تھا گر کہاں تاب ہے لشکر شاہ کو تہمتن جو پیل افکن و پلٹن یہ سنکر ہوا تہ خاقان چین سخن پہلے رستم کا سن بیجے گیا پاس رستم کے ڈرتا ہوا کہ کینسرو نام بردار کا رہا قتل سے سینے اوسکو گیا</p>	<p>سپاہی بیدل ہوئی سہراب کہا سنے خاقان نے کچھ غم نہیں یہ کینے لگا اے شہر واکرام کرے قتل رستم کو سید انجمن تو دلیرانہ میدان میں آن کر کہا تھکوا لائی ہوا عبت پان کیا تیرے تہمتن روان ہوا سہراب جوشن میں جاکر خدنگ عقب سے رستم شتابان ہوا اوسے قتل رستم کے وہیں سو جنگ ہرگز نہ مائل ہوا وصیت تو سہراب کی یاد کر سمجھ اس سخن کو کچھ بھی لکھا بجای جو ہون تھے گرم شہر اگر اوسے تو راز دل ہوا عیان تو جا پاس اوسکے کہ بہر جواب جو ہو اجازت تو فادوں پان تھے دلیہیں اوسے خوف خطر کہ ہوا ساتھ رستم کے پیکار ہوا جہانگیر و لشکر لشکر کیا دور ہومان کو دے دہی جو کچھ پھر ہو منظور ہو کیجیے بہت اوسین اندیشہ کرتا ہوا یہ مخلص بھی ہے سہرہ با وفا جو کچھ شہر طاعت تھی لایا گیا</p>
--	--	--	---

یہ سنا لگا کشتہ وہ پلین کہا پھر پیران نے اچھا تو کر صلح سو قوت کو غم جنگ کیا تھا اسو سطلے ان طلب حوالے کرے یہ کہ افراسیاب چہ خبر کرے سر کو اس کے جدا دلے پاس خاطر سے تیرا ضرر سنا سبک خاقان نے احوال کیا عرض شکل نے ایشیاب یقین ہے کہ کوئی بل کینہ جو یہ سن کر خوشی سے لگا کشتہ شاہ وہ بیٹا تھا غاموش تھی غفلت گیا سو سے میدان سوانہ دن کہ میں غفلت کے از رو سے کین وہ اوٹھ کر پادہ گرزاں سلامت دہان ہوا سے لیکھا دلیری میں کیا جو وہ شیر مرد عبث تھی وہ مجاہدین و گزراں شہیدین نے شکل کو انجام کا سوئے گرد رستم کے کیے سوار گئے پھر دلیران یکا جو نہو اگلے انبوہ سے میناگ یہ کیونکر کہ چین کہ پکار تھی موا سادہ داما دکاؤں کا مقابل سوا اس کے پیکر کاسل دستور چین تھا رستم کے لہف تھوڑے کو از بسکہ تھا جوش کین مہان سپاہ ان رستم کینہ خواہ سواران چین بسکہ کشتے ہوئے	کہ خالی نہیں صدق یہ سخن گردن نہیں ب تسمہ عودا نکر اس قدر فوج تو ان کو تنگ مری بات سن گوشے جا تو اب زرد مال بھی دے مجھے حیا اب تو خالی ہو گئے سے دل شاہ کا پذیرائی صلح تھی ورنہ دور لگا کشتے گردن چین یہ تب نہیں صلح منظور اتان زمینار کر گیا زبون رستم گرد کو کہ بہتر ہے پھر جنگ کیے گچاہ کہ مجلس کا اوتھو تھا اور رنگ پکارا کہ اسے رستم پیلین کیا نہ رستم نے تیرہ دین سوٹ کر چین شتابان ہوا یہ شکل نے خاقان سے جا کر کہا نہیں کوئی اوسکا لینا ہم ہر یہ ظاہر ہوا وہ کو تو جو صفا سواران جنگی دیے ششہزار سوار گرم ہنگامہ کارزار ادھر سے بھی رستم کی امداد کو کو کو کوشش و جدوجہد تک قیامت ہان اک پدید نہی تھمن سے اگر نہ سردار نا دلے اس سے غافل کو ایا زوا کیے کشتہ صدمہ گیا جلف ہوا حملہ آور سو سے شاہ چین گیا جبکہ نزد یک قلب سپاہ جو صحران کشتہ کو کشتے ہوئے	ولیکن دور و بیستہ اچھا کہ فرمانبری سے نہ میں بھون وہ بولا کہ اسے مرد فتنہ خفا جو یہ آرزو ہے ہم صلح ہو کہ کچھ نہ ونا سو کے حضور تو یہ جانتا ہے ترے شاہ سے تھمن سے رخصت ہو پیران کیا کو اچھا مداران کہ تم شتاب بلا سے ہوئے کشتہ دو جا گرد جو یہ بات شکل سے کہنے لگی دلے میں پیران کے تھا حیا عرض شکل گرد و زرد گرد لکھن ہو تھمن تجھے متاخر جنگ اوٹھ کر اگرایا اوسے خاک پر موا اس کے دنبال رستم دون کہ رستم کے آگے میں سب گریخت یہ سن کر ہوا شاہ چین غضب وہ بولا کہ ساتھ گر ہو سپاہ دگر بار شکل بقصد و غا ولیکن رستم کو تھا کچھ بھی غم دلیر و شے کہنے لگا پہلوان باز گران اب ستہ کر د پیائے تھی یون غرب گزراں خوشان ہوا لینے گزراں لگا گرد جو ایک بال سے سر وہ شکل کہ تھا گرد جنگ آزا سواران ایرانان یک ہزار ہوئی فوج خاقان کی حملہ کرنا جو رستم کی دیکھی دلیری ہا	سیر بلا اس سب سے تو رہوں تان حکم شام و سحر تری بات کا ہے مجھے اعتماد تو کر شہزادہ مفسد و ہر کو روانہ کروں پھر مورچہ نشن دور نہیں صلح منظور ہرگز نہ مجھے یہ احوال خاقان سے ظاہر کیا تھمن کی سہ بات کا کیا جواب بفضل خدایان میں بسیار گرد تو سنا مداران نے تائید کی ندیم تھا اسبات کا کچھ جواب دلیران ہو کر سوار سب پر گیا کشتہ وہ گرد بولا وہ خاک کیا جانتا تھا سلم او سکا سر دلے آن کر شکر چینان سچا جو اسے کیے گزراں لگا کشتے یون کیا ہوا تھم گلاب تو پھر جا کے رستم سے ہو کینہ خواہ سو رزم کہ لیکے شکر گیا بیک تیغ وہ نیزہ کرتا سلم کہ اس جنگ حیا ان نہیں چھپا سر چینان ریزہ ریزہ کر د کہ حشر سے تھک آئے گران کہ سادہ نے دی سادہ جی ہوجا تو بس ہو بیدم گرا خاک پر تھمن کے ہاتھوں سے مار گیا گئے ہر ہر رستم نامدار قیامت ہوئی ایک برپا دہان تو خاقان چین کو مواخوف جان
---	---	---	---

پیام اوستے بھیجا کہ اے نامور تو پہل سفید اور دیمچم زر غضبناک سحر سوا شاہ چین ہوئی بارشیں تیر سرخسید پر گرا خاک پر نیل سے شاہ چین عرض لشکر چین گریزان ہوا نہیں اک و تیر سے یہ دور چرخ نہ پیل و نہ اورنگ زر کار تھا یہ بولا کہ ترکون کو جانے نہ دو گریزان ہو سے شب کو تورانیان	نہو گرم پیکار بس صلح کر مرصع وہ اورنگ گنج و گھر سپہ سے یہ بولا کہ زر و چون تہمتن کا ہر گام تھا بیشتر لیا باندھ ایرانیوں دین سو کشور چین شتابان ہوا ہمیشہ سے مشہور ہے جو چرخ شہر چین پیادہ گرفتار تھا یورش کر کے ہر چار سو گھیر لیا روانہ شدن رستم از کوہ ہمایون برا	یہ سکر لگا کئے وہ ناجو یران بھیجے اسب کہ چریت نام کر و تیر باران سو ہلو ان یہو چکر جو رستم نے جھینگی کند ز دوشکست او سہم ہوئی اسعد شہر چین کا سبب روانہ تھا زمانیکا ہر دم ہے رنگ کر اوسے طوس کے پاس لایا کشتان ولیکن جو نزدیک تھا دشت نہ ہرگز بہادان کی کمان نشان	جو خاقانکو ہر صلح کی آرزو سزاوارت چہرہ و ذوالکرام دلیرانہ مہر م پیکار یان تو خاقان کے سرین ہونے کا کہ صحرا ہوا بحر خون سرسبز سواران ایران نے غارت کیا کبھی شام ہے اور کبھی ہے بحر دلیران سے پھر رستم پہلو کا ہوا جاسکے اسودہ لشکر تمام نہ ہرگز بہادان کی کمان نشان
---	--	--	---

جنگ افراسیاب آمدن پولاد و نذ شاہ ختن بمقابلہ رستم و ظفر یافتن رستم
پہلوان فتح و فیروزی مراجعت نمودن و آمدن رستم بخضر و

ہوئی صبح تابندہ جب آشکار سواران ترکا نکو فرصت ملی یہ لکھ گیا مال معشر و تہ کو گیا لیکے اوسن اور کے حضور فرامرز کو خلعت و زر دیا پے طوس گودرز و گیو و بہام روانہ ہوا سوچی افراسیاب کہ لشکر کے یکدست کھائی ہوا پرالم سنکے افراسیاب لگے کئے مردان جنگ آزمایا گرین رستم گرد سے جا کے جنگ بہت جنگ میں آزمایا او سے عرض قتل بدخواہ و شوار ہے ختن کا سپہدار پولاد و نذ بہم شاہ توران و پولاد و نذ	تو کوئی نہ ترکو نکا دیکھا سوار بیابان سرخ و غم راہ لی روان پیشین نہیں اونامجو فرامرز رستم کا فرزند پور اوسے مو و لطف و احسان کیا کمانکا میں یون پہلو تو کمان تہمتن کرے تاکہ اوسکو فراب کیا سہ بلند و نکور رستم پست بہت دل کو اس کے موافق خطا کمان چین ناحق طلب کی شہا ملاوین آو خاک میں بید رنگ کسے ذرا بھی نہ پایا او سے نہیں سہل یہ کام زہنا ہے دلیر و نذر آرماز و نذر مند سوشگر رستم از جہند	سپہ لگا کئے رستم کہ وہ سلامت کے حیف ترانیاں وہ پہل سفید اور وہ تخت علی سوا شاہ کیخسرو ناما تہمتن کو بھی خلعت بر گھر وہ جتنے تھے گردان جنگ انما حضور سپہدار توران دیا شہر چین کو میدان سحر و فریب کیا نامدار و نکو اوسے طلب نہ سمجھا کہ میں مرد میدان اگر وہ بولا کہ رستم ہو لشکر شکن خدا گشت سنان گزرتیغ و تیر پھر اگر نامہ شاہ ختن کو لکھا ختن سے روانہ ہو پوچھا شتابان ہو با سپاہ گران	تہمتن شب سوا میل آرا سکا سے خواب غفلت میں ایران فرادان روگو سر و گنج و تاج شگفتہ ہوا دل برنگ بہا زروی عنایات با رنج و زور نہراک کے لیے خلعت و زر گیا کیا خاکے پیران یون آشکار کہ لیکار رستم شیر مرد کہا یون کہ مان مصلحت کیا ہو ذرا حکم ہو تو اب زور و تر توانا و زور آور و پیل تن بہترین اوسکے مو کھکار طلب بہر ادا و اوسکو کیا ہوا شال شاہ افراسیاب دلیران و گردان و جنگی جوان
--	---	--	--

تہن بھی سر روز تھارہ نور وہ رستم سے اگر ہوا کہین خواہ سیدار توران کے جیہ فصل جوش گدے اوج ہو شکار مبار طلب کے جیہ کیا یہ چاہا کہ لیجائے کھینچ کر ہوا شاہ کا بند باز و سر ہوا اسکو گردان جنگی دوران ہو سیدان میں زخمی ہو سہرین سوی با سے زخمی نہر ہوسر کہند گے رستم کی حب رہا گیا اور مارا جواس گزر کو ٹلے در سے بھی نہ تاب ہند وہ طاقت مجھ بخش امیر یگان نہو ش میں لیکن اثر کچھ کیا وے لکھا کے یہ ضرب گزر گران پراو اے اس گردے صہم پر تہن نے شکر پذیر کیا کرے آگے پیاں عہد ہوا سیدار توران کیا پھر وہاں سے فاصلہ نیم فرسنگ گا لگا کہنے شاہ ضن سے کہان رہا ہاتھ سے تیرے گرو چکا میں دونوں مصروف کشی ہم اوٹھا کر جو چکا اوسے خاک پر یہ سمجھا وہیں رستم ارجمند کہا جا کے اے شاہ افراسیاب رہائی مجھے اوس سے مجھے کب تہن کی بھی فوج پہونچی میں	توقت کرتا تھا وہ شیر مرد عدم کی دلے اوشے کی ویران ہوا خیزن رستم شیر دل گردن سجا رستم سے بن کارزا پر جنگ تب کیو جنگی گیا کہ اتنے میں یہاں کر لفظ ولیکن کیا ششہ زور ہند کیا اوشے زخمی نہیں ہوا تو کو دوز با خاطر پر سخن شبابی سو تو جا کے امداد کر تو شاہ ضن نے چور ہدیا تو رستم ہوا رستم نامجو رہا جو کر سے زخم بد جو کہہ گردن تاکہ بد خواہ کو آں بدن یہ شاہ ضن ولین کہنے لگا نہر گزرا میں سے پہلوان ذرا بھی نہر گز ہوئی کارگر ولیکن یہ اوس وقت اوشے کہا کہ شہجہ مدد کو نہ کوئی سوار تہن نے اوس کی یاد بن پیا مدد نہ ہو چو کوئی دوسرا زین پر گرے جبکہ پہلوان تو پھر کام دشوار تر ہو چکا لگے کرنے ہر دم درستی ہم تو بیدم ہوا وہ شہر کہینہ در کہ بس مر گیا شاہ پولاد وند نہیں نہنیا رادھی کی یہ آہ ہوا کر دھیرہ یہ بیان میں اب ہوا گرم باز پر خاشاک میں	کہین اہ میں ایک یا حصار وہ صہن متین فتح جس دم ہوا تو سالار ترکان سے پولاد وند غرض دوسرے روز وقت چکا رہا کہے شاہ ضن نے کہینہ رہا دم ادبیر بن نے جا کر کند کہ وہ میں کہین ٹوٹے دونوں ہو چکا یہ یک ضرب شش کہین گیا پیش رستم وہ ناکہ کن یہ سنگر گیا خش پر ہوسر جو خالی گئی پہلوان کی کند ہوا خون روان سر ہوا در خدا سے تہن نے کی التجا پھرتے میں بد خواہ فی ان کر کہ افسوس بدل چہ گزرت مری تیج بران بھی خارا شکاف پھر اوشے کی میل کشی وہاں کہ افراسیاب لاور کو بیان غرض اس سخن سے یہ تھارہ شاعر و پیمان یہ باہم تو کر پذیر کیا شاہ فی یہ سخن جگ جاک اسکا دہن کیجیو گیا لنگے افراسیاب دلیر کیا زور رستم نے انجام کار دلے دم جو پایا بد اندیش نے گیا یہ سے خورش تا ہو سوار کہ ہو رستم گردے ہم نہر حقان کے ہو چکا جو گرد و غبار لگا کہنے لشکر سے پولاد وند	کہ وہاں گردن کا نور کا تھا قلعہ دار روان پیشروا نے رستم ہوا لگا کہنے یون ای شہر ارجمند دلیرانہ آیا سور زم گا کیا پہلوان کیو کے سر کو بند رہا کی سو شاہ پولاد وند علم کر کے پھر تیج پولاد وند کیا خستہ لب کیو کو بھی وہیں کہا یون کہ ای پہلوان جہاں سور زم رستم نامدار تو گردن لنگے پولاد وند رہا زین یہ قائم بل ارجمند کہ عاخر یہ اب جسم کر یا خدا روان تیج کی گدے کھنچ پر کہ لرزان سد احسب البرہ دوپارہ کرے سنگ آہن کو تھا تہن سے کی خوش دل حیان طلب کیجئے تاکہ پہلوان کہ رستم فی دمر بہت اپنا کیا کہ بہت جا لشکر عقب سر پھر بہتہ آکر شہر سلین توقت کو تم راہ مت کیجیو فروا لے گھوڑے دونوں شہر کہ دشمن یہ قائم رہا نہ ہمار کیا کہ بد خواہ بدیش نے گریزان ہوا اوٹھکے شہر یار حصہ اوسکے سے کوہ الہ زگرد تو گردن توران سے برسا نہ غیر کہ خستہ زور و گنج و نام بلند
--	--	---	--

<p>یہ کہ گویا شہر یار خشن نہیں ہو بیکار مال سپاہ گر زین ہوا شاہ افریبا کیا ملک توران کو تہم ب دیباغ وزر رستم گرد کو وہ توران کے سپہ سالار سازان بن اکوان رستم کی رستم حسن و عساکر و در کہ گئے ہیں آسمان اک گور نہیں زوہرین ہمسرا پر گور لگے گئے یون شہزادہ زمین وہی دیو سے صورت گور ترا کام کے شہر تانہ زمین تہمتن ہوا کس صحراروان یہ دشا وہن یعنی کچھ لکین کہ ہر بیگان دیو اکوان پر گور نہ آرام تھا دنگو فی شکو خواب توہم آئے دیو اکوان و ان لگا کہنے تانہ یون زمین کہ برکس ہا کار دیو شیر دیا غنیمت یا میں از در کین سو آخر منت رہ مہر و ماد دلیہ و جوانمرد و بہا کھتا کنار ستہ پہ پونجا وہ جنگ آنا کہ گھوڑ دنگا یعنی چرا گاہ تھا وہ ان اوسنے گلے کو رکھا تھا سو حسن و حسن و ان زمین خوش شدہ و ان کچھ چون شہر کیا سیٹ او کو تباہ و خراب</p>	<p>چلو پھر سو ہی دیا حسن سوئی اس سے یہ میل پنا غرض شب کو دنگ لعل طرا تہمتن زہر اک کو با صد طرا ہوا شاہ کچھ و نا مو کیا زین و لیکو پھر طلب</p>	<p>بھلا کیلے ہو چہ کر ہم کین سہ لیکے شاہ و خشن و لکین سو خانہ میں ہو چہ اب روان مہل ہوا ساتھ حشک بچ کیا پیش کچھ و نا مور تہمتن کو خشا لفرط خوشی</p>	<p>مہیا نے بہن کچھ بھی حاصل نہیں لگا کہنے پیران سے شاہنشا مناسب نہیں ہو تو قصہ پیران لگا ہاتھ رستم کے پھر مال و من لفح و ظفر لیکے پھر مال و من سو اکو سب مال و فرقت بھی کہوں قصہ باب و رباب و لک سو آہن آری ستہ ایک نو امیران و گردان ایران دیار کہیں آری شہر سے آگیا تھیں بہریت کا ہر یہ مقام کہ ہر ایک اکوان دیو لکین سنا بیکہ یہ دیو کا احسا نہیں اور کو تباہ یہ زمین سو گور خراب کے پھینکی گند کیا چاہے تھانہ زخم او سپر ہا غرض اس طرح وہ دیو لک بروز چارم سوار دیو نہیں کو شہر تانہ بریدہ ک کہ دریا میں پھینکو نہیں یا کوہ پر کہا دیو سے پھینکے کوہ پر گرا جبکہ دریا میں تباہید رنگ زرویی دلیری علم کر کے تیغ شناور تھا یکدشت پہلوان سلاح و لباس اپنا کر خشا جوانمرد کا حش چرتا تھا و ان سپہدار توران کا گلہ بان خبر پاکے چو ان افریبا یہ بولا کہ رستم مر نام ہے</p>
<p>جنگ رستم و دیو اکوان کشتہ نش از دست رستم</p>			
<p>کما ایک پان و ان کر یہ کہنے لگا حسن و لک یہ شکر وہن مہدبان کین ہوا دشت میں آشکارا نگر کہا دیو اکوان رستم یون وہیں لیکے گور و کشتہ و ان پھر اکدم میں پیدا ہوا وہن یہ سمجھا تہمتن بل میں زور سہا تین دن تک تہمتن نورا کیا خواب میں جبکہ وہ پہلوان ہوا جبکہ بیدار وہ سپہ سالار سمجھا تھا یہ رستم شیر گیر اوسے دیو ناپاک نے پھر زمین جوانمرد او وقت لایا پناہ بل میں خوب تیرا کھتا ہو ان عنایات و لطف خدا یہ اوس شہرہ بردہ رفتہ گیا جو چو پان تھا حاضر کی لک کا روان لیکے گلہ ہوا سپہ سالار اوسے دیکھا رستم نانو تھا راجہ شاہ افریبا</p>	<p>حضور اوسکے حاضر تہم ب کئی اس کو اوسنے ضائع کیا کہ اگر کیا گور خرنے یہ کام سرخ شہر میں سکین گورین تہمتن کو خشا رستم یون کما یہ تکلیف بھی تو ہی کر اختیار وہ غائب ہوا کچھ نہ پونجا کر نظر سے وہ پوشیدہ پھر پونا گئے تھانہ میان گے نا پیر ہوا او صحر میں آرام گیر اوٹھا کہ تہمتن کو بس لکین جو ہو خوشی لایان مجھے کر کہ آتھا خان ریزہ ہون سر سو رستم گرد و دوڑے ننگ لگا قتل کرنے او پھینک پیغ بہت دگر تھا ستیزہ کنان ہوا پھر سو دیو اکوان و ان ہوا پھر سوار او سپر ہا کہیں آچے گلے کو لایا و ان سو رستم گرد آیا شہر تانہ نہر آنا لک مر کام ہے</p>		

بھلا کیلے تم مقابل ہو یہ مردانگی دیکھو حیران ہو مے بجا وہ منزل بہتر لگا گیار کے یلغار بہر نبرد کے کشتہ پھر گزرتے بیدنگ وہ سرگردہ فوج توران دیا طرف سے تھا خسرو کے اک اہل روانہ لبوے بیابان ہوا کھا دیکے سوگند کرتے ہر مرد دلیرانہ آیا مقابل وہ دیو پسند کرتے تھے ڈالی کند جدا دیو کے جسم سے کر کے سر جو دیکھا سر دیو حیران ہوا پھر اک جشن ترتیب شد کیا رہی بزم عشرت وہاں چند روز مے ولین سے آرزو یوں و معتزل کیا اس کے ہمراہ شاہ کون کیا میں ہر عجب شایان	عشت سو ہی پکارا مل ہو وہ ناچار یکسر گریزاں ہو کہ ترکوئی پہنچی سپہ ناگہان مقابل ہوا اس کے وہ نبرد چلنا مداران ہنگام جنگ ہوا جاوہ پکا دشت قرار گیا پیش اس کے وہ جنگی سوار پے جنگ اکوان شایان ہوا تو لے دیو آسائے کر نبرد لگا کہنے رستم سے کرے غریب کہ کو کیا دیو اکوان کے بند ششابی سے قزاق سے بازو تہمتن کا خسرو فنا خوان ہوا میا قتل اسباب سب بٹیں کا رہا دور جام سے دل فروز مجھے کیجے خدمت کیو یوں تہمتن کا افرون کیا غوجا	یہ کہہ وہیں کھینچ کر تیغ تیر تہمتن ہوا پھر روانہ پشیر خبر پکے رستم کی اک نامدار کے کشتہ گردان بہت تیر سوار و نکو یکدست کر کے تباہ بفتح و ظفر رستم پہلوان وہ گلیہ بھی اور چاریل بلند پہنچ کر خسرو چہ پہلوان نہیں کار مردان پیکار جو کہ جنگ نہنگان سے ہو کر با بیک ضرب گردان پھیر روان کے پھر پیش خسرو گیا طلب کے رسم و زربے شام ہم خسرو رستم نامور کیا عرض رستم فریون بعد از تہمتن کو خسرو نے خدمت کیا اب آگے بیان زرم نیرن	کیا قتل کشتون کو وقت تیس نگہبان تھا گلے کا شام و سحر سپہ لیک اور سیل جنگی ہزار کیا قتل کشتون کو شمشیر سے یے گردنے چاریل سیاہ ہوا پیشتر بھر دہائے روان سپر داو سکے کر کے گل آہن خروشان ہوا شیل شیر ثریان کہ آزار دین خواب میں مرد کو پھر آیا بیان تو بر سے دخل پریشان کیا منور دیو لعین شہنشاہ نے اغزا اسکا کیا کیا رستم پہلوان پریشاں ہوئے بال غیش شام و سحر کر لے خسرو خسروان جہان بہت مال اور گنج اسکو دیا کس قصہ کوتازی سے لکھو کہ سننے سے ہوا شک جگر رون
--	---	--	---

رفیق نیرن پس کردی طرف را باں برا

جنگ گران و فتحیاب نیرن سیدن مرغزاری فریقہ شدن نیرنہ و خست
افراسیاب بر جمال نیرن پہلوان و ہمراہ بردنش شبستان خود و خبر یافتن فریب
ازین ماجرا و قید کردن چاہ تارکیت رہا کردن رستم از بند و رفتن سو ایران

کھین کے ارمانیان ایک روز کاران میں خسرو سرفراز رستم سے گراؤ کوئی ہم آفرین اوشکا نیرن پور گویو گیسر و لے گویو لاکا اے شہر با	حضور جاندار گیتی فروز تقدی کنان میں نیرن آ نظر کربال ستم دیدگان شہ شہر صولت ہو لاکا وہ یہ کار از مودہ نہیں زینا	لبان غریبان و سہارا نچھو میں ز رعیت نہر گنج پہنچنے سے سنکر نظر کی دین مجھے حکم ہوا سے شہر نامجو یہ سنکر لاکا کہنے گردید	لکے کرے فریاد و شور و فغان ستائے میں مرم کو شام و سحر سو پہلوانان ایران زمین کردن قتل خوگان و نچھو ار کو جوان ہوں ولین بد بید پر
---	---	---	--

یہ لہکر وہیں بیزن پہلوان گرا زون کو شے میں ہو بخا وہ جب نہ زنا گر گین مددگار تھا وہیں کھینچا فنجہ آگہون گرا زان خو خوار کو قتل کر بفتح و طفر خرم و شادمان کہ یان شت ہر ایک رشک جہا وہ ہر سال آتی ہے دان سیر کو کہ صحرائین ہزار لون نازنین سنا وصف جب ماہ رخسار کا کہ بیٹھی ہوئی ہے ناز و ادا منیا ہر وان بادہ و چنگے رو موا پہلوان عاشق و ستان کہ کوئی نہیں جسکے ہے بیان نیزہ فدایہ سے پھر لون کہا شادمان ہوئی دایہ خوشحال پے جنگ خوکان میں آیا ادھر مجھے شوق دیدار لایا بیان کیا اور بھی اوسکو امید و یہ سنکر گئی دایہ با صد طرب گئی دایہ پھر پیش بیزن دون لگا کئے لگین میں ٹھہرن بیان یہ جاناکہ دان بیزن پہلوان وہیں لیکے بیزن کے شہزاد کو کیا پھر محبت سے دان بکنا ہوئی بادہ پیا بفرط طرب سو آستی بادہ کا جبکہ جوش نہفتہ کیا قصر میں رات کو بہت دلیں اپنے پشیمان ہوا	سوا شاہ سے ہو کچھ رشتہ گرا زان مقابل ہو آکے سب بفقط وہ جوان گرم پیکا تھا دلاور نے اوسکو کیا عرق کیا دشت کو بحر خون سب رہا جاکے پھر دشت میں پہلوان ہر اک رنگ کی گل شکستہ بیزن پے ساتھ اپنے کئی شعلہ خو پے ریاوس جا اقامت گزین ہوا دل سحر شوق دیدار کا لیے ساتھ اپنے کئی دربار گل و سر و دنیا و جام و سرو ہوئی داستان عشق پہلوان عجب ہے کہ یہ بیشہ اور یہ جوان کہ تو اس جوان کو فریاد چا ہوئی جاکے شیریں پرسان حال کیا دفع مئے او نہیں سب بغ و تنہا میں آیا بیان کہا پھر یہ تدبیر کہ ایک با کئی دستانہ حقیقت سب لگی کئے اوس کے کلام پہلوان تری پاسانی کو امی نو جوان اسیر بلا ہو گیا بگیان روان سوا ایران سوا کینہ نیزہ فی بیزن کو بے اختیار سے پیش سے دان روضہ شیب رہا کچھ نہ زنا بیزن کو جو رکھا سب پوشیدہ اس ناگو نہایت دل اور بکار نشان	وہ اوسکے ہمراہ لگین گیا گرا زون بیزن سوا ہم نبر گرا زانک آیا سوا پہلوان غرض اس طرح بکڑ دھانک لگا دی وہاں آگ بھی چاڑ کئی روز مشغول عشرت رہا نیزہ ہر اک دخت از اسباب یہ لگین فرقتہ کیا جب بیان ہر اک نے نیزہ کی تعریف کی ہو ہو بخا وہاں بیزن نامو کینان ہن بیا میں نازین گیا بیزن گرد جب متصل لگی کئے وہ غیرت شتاب چلا آیا اس طرح سے خطر شتاب سے احوال فرشتا کر یہ کئے لگا دایہ سے وہ جوان سنا یہ دخت ہے خور یہ لہکر اوسے دی وہ گشتی کہ دیکھوں نیزہ کی پاس لگ نیزہ یہ بولی کہ لاؤ اوسے نیزہ فریاد کیا ہے طلب ہر اک طرح بھا کر چہ لگین ہر گیا جب و دھر بیزن ندا گیا جبکہ بیزن تو وہ نازین ہو جب ہم آغوش آرام د بروز چارم ہوا بچہ سب عماری زین میں چھڑا لکر ہوا جبکہ بیدار اور ہوشیار لگا کئے اکر دگا جہان
---	---	--

پڑھے مجھ پر گزین نصیب ہاں
 منیرہ نے کی جمع خاطر کمال
 فدا ہو مہین اور بچہ قربان ہو
 اگر شاہ توران سے پہنچو خضر
 یہ لکھ لگے پٹنے باہم شرب
 تھا دخل نامحرم کو وہاں
 پھری گردش خج انجام کار
 گیا وہ مین دربان خانہ خراب
 ہوا شاہ شکر بہت خشک مین
 شہید کا ہرگز نہیں اعتبار
 وہ جو لائق قید و بند گران
 کہ لیا سواران پیکار جو
 یہ سنکر جو کشید کہینہ خواہ
 در کلخ سد و د آیا نظر
 جو دیکھا پہونچک در نہ پر
 نہ جنگ دف در و دینا پڑن
 شہنشاہ توران کا یہ کاخ ہی
 کہ یاں نہ تو سن گز و خدنگ
 نہیں کوئی انہم مدگار ہے
 دلیر نہ آیا دخیسہ پر
 مقابل ہو میرے جو کوئی جوان
 تو نیکی کرے مجھے اگر ایک بار
 ہو دیکھا کہ نیرن دلیر جوان
 کیا ساتھ نیرن کے عہد ہوا
 اوسے لیک گیا سوئی افراسیاب
 گیا وہ گرفتار جب پیش تخت
 لگا کہنے نیرن کہ احو تا جو
 سراپا رگم ہو گیا ناگمان
 یکا یک ہوا اک بری کا گذر

سوارہ بدوہ ہوا رہنوں
 کہا یوں کہ دل کو زکھ پر لال
 رضا جو تری بادل جان ہوں
 تو جان ہو میری تری اگر سپر
 مجھے دولت وصل ہی کا دینا
 کسی پر نہ یہ راز تھا کچھ عیاں
 کہ کیسان نہیں اٹھا رزگارا
 کیا عرض یوں میں افراسیاب
 فرحان سالار کو لب مین
 کوئی جاکے وان دیکھ لیکھا
 عقوبت ہی او سپر دیکھا
 تو محصور کر جا کے اب کاخ کو
 گیا تا دکلخ لیکر سپاہ
 شکستہ کیا د کو بھر زود تر
 تو اک مرد بیگانہ آیا نظر
 سد صدو چہرہ پر ستند جان
 بیان اسطرحے تو گتخ ہے
 کروں اسطرح ساتھ دشمن کے جنگ
 جان آفرین بس مدگار ہے
 خروشان ہوا آگے جون شیر
 تو کھوئی سہرا پناہن ایگان
 جلون ساتھ تیرے ہوشہر بار
 کر چکشتہ لشکر کو اب بیگان
 لیا اوس سے وہ خج آبار
 کشان سر بر نہ بحال خراب
 کہ شاہ توران اچھی کجنت
 بونگ گرازان مین آیا ادھر
 سو دشت آیا شخص کنان
 اوڑا لیکھی مجھ کو ان آن کر

اسیر ملا اوسنے محب کو کیا
 جو انوکو در پیش موزگاہ
 مجھے گھر کو اپنا ہی تو غائب
 تو اٹھتی ہی نوش کر جام
 شب روز ہننے لگی کمان
 کئی سال گذری عشق سرور
 خبر دار دربان ہوا ناگمان
 کہ شاہ لگ لگٹا ہو نصبت
 بلا کر کھلیت اس ہے کیا
 اگر کاخ مین غم کو بار ہے
 سخن شاہ فرسکے سالار کا
 شبتا نہیں دیکھو کسی کو اگر
 سنی بانگ لون چٹک رہا
 گیا اندرون محل کہینہ خواہ
 منیرہ ہی اور وہ جوان بھگتا
 یہ دیکھا تو کشید کہینہ جو
 ہوا سکی نیرن کو تبا غلط
 ہوا بخت کر شبتہ انجام کار
 یہ لکھ وہین لیکے نام خدا
 کہ نیرن ہو نہیں پور گو دلیر
 مین اس خج تیرے کو اب کر
 رواساہ مجھ پر نہ کھو ستم
 گرفتار کرنا ہی دشوار تر
 جو اپنا تھ سے جبکہ خج جدا
 نہو طالغ نیک یاد راگر
 ترا کیونکہ توران مین آنا ہوا
 لگا کر نے صید فانی بعد جنگ
 ہوا خفتہ پھر مین زیر رحمت
 نمودار پھر فوج توران ہوئی

حوض اوس کے لے یار با سہاگ
 کبھی شادی عشرت و زنگاہ
 مری جان مجھ کو نہ بیگانہ جان
 کہ ہرگز نہیں جا اندیشہ ہے
 تھا کار خیر عیش وان زمینار
 قرن عیش و عشرت غم و رخسار
 ہوا اوسکا اندیشہ خوف جان
 منیرہ کا اک گردا بران چہر
 فرحان کے یہ عرض شہ کیا
 تو پھر اسہین کیا جام تکار ہی
 یہ کشید کہینہ جو ہے کہا
 تو لے آکشان یاں آو ہوا
 لیا گھیر ہر اک طرف سے شباب
 گیا پھر او دھر تھی جدھر شکاہ
 ہم بے حجابانہ مین بادہ خواہ
 ہوا اندوہ زن یوں کہ ہی کون
 لگا کہنے لگا کرو مین بیج و آب
 نہ ہرگز موافق رہا زمینار
 لیا کھینچ خج جو ہونے مین تھا
 شجاعت کریشے کا اگر نہ ہیر
 بہت نامدار فکوس غرق خون
 شفاعت کری تو میری کھاتم
 کہ مرنے پہ اب با نہ جی کر
 گرفتار نیرن کو اوسدم کیا
 تو ہرگز نہ کچھ کام آوی ہیر
 شبتا نہیں اسطرح جانا ہوا
 خوشی سے تیر خج فیروزہ رنگ
 ہوئی خفتہ گو یار سے با بخت
 عماری اک وسین لیاں ہوئی

پر ہی فریاد ہو چکا غضب یہ کیا
 اثر سے فسون کو دین بخیر
 نہیں تھی بری بخت گشتہ تھا
 تو وہ ہو کہ باگز و تیغ و خدنگ
 نہیں ست تیرا سخن زینہار
 مراستہ کرنا کچھ آسان نہ تھا
 دلیران و ترکان جنگی سوار
 سے زندہ ترکوں نے گرا کر سوار
 لگا کئی کھینچ اسکو اب دار پر
 برادر تھا نے کوئی یار تھا
 یہ انبوه دیکھا تو حیران ہوا
 یہ لکڑوہ سردار و الاخطاب
 نہ بیٹھا قوشہ نے یہ ہنسر کہا
 جو پیران دیکھا یہ لطف و کرم
 کئی بار دی پتھر پینے پر
 کہ کینج سیاوش کو تازہ نہ کر
 کماٹھ نے زندہ اگر چھوڑ دوں
 یہ سنکر رہ جو رہید اوسے
 اور اک دیو کو ان کے سنگ گراں
 منیرہ کو بھی پائے لہجائے
 کیا قیدی زن کو لہجائے دن
 کہ دختر بہ ایدانر بھیے روا
 سبکے محبت کے اور چاہ کے
 وہ نیرن کو روز نشی ہو چالی تھی
 سنو کار سازی جان آفرین
 کمان سے تباہ نیرن پہلوان
 جو پہونچے تو اک بیشہ آیا نظر
 ملائے گرازان تیر خون خاک
 بیابان میں اک گوہر ہنظر

کہ مجھ کو عمارتیں جھٹلا دیا
 پر پر و چھٹے لیکٹی اپنے کھر
 کہ جس نے کیا یون اس پر ملا
 کہ اس پ کرتا تھا لیکٹین
 تو جابہ نرو ویکا انجام کار
 ملے تیرے داماد کی دعا
 مقابل کے کر شاہا لیکٹار
 تو مت کہ مجھے نیرن نامدار
 نگوں بخت کو تو نگوں کر
 خدا لیکن اوسکا مدد کا تھا
 یہ پیران ویسے سنکر کہا
 شتابی گیا پیش افراسیاب
 گزارش تو کر اب ہو کیا دعا
 تو بولا کہ اسے شاہ عالی عم
 نہ شنوا مواجبہ راجمند
 درخت ہلا کو نکر بارور
 تو دنیا میں رسوا و بدنام ہوں
 کہ شاہ نے اپنے داماد
 بیابان میں پھینکا جو تھا ایچون
 نگوں سائے میں لٹکائے
 کو میں کہ رکھا نہ پسنگ گراں
 گرد اسکو ہو چائے مت شہا
 رہی جا کے نزدیک وں چاہ
 کچھ اک و سین اب بھی کھائی تھا
 کہ گر گین کیا سو ایران زمین
 یہ راز نہان سر بر عیان
 پٹے جا بجا تھے بیدہ و شمر
 کیا دشت کو جسے خاک و کربا
 پسندیدہ و خرم و خوب تر

عمارتیں مٹی جو تھی نازنین
 نہیں پہن زہنا ریزہ گنا
 لگا کہنے پھر شاہ توران یا
 اور بے ست لبتہ شان نان
 سنی بخت گفتار افراسیاب
 تو اک تو سن کر زاب دیکھے
 تماشاً تو پھر دیکھ میدان میں
 ہوا غضب سکا افراسیاب
 اسے لیکیا وہ سو فار جب
 سنو کار سازی کا تھی کرینا
 کہ بار و نہ جلد کیو یان اوہو
 سو الیستادہ ادب چیران
 اگر گنی مطلوب ہو دون مجھے
 نکر نیرن نامور کو ہلاک
 ہو اکام سے دست بردار
 سیاوش کو جو قتل تو نے کیا
 کیا سکے پیران و پھر یونان
 کہ کر چاہ تاریک میں اسکو بند
 دہن پر نور کھ چاہ کر اب سنگ
 بفرمودہ شاہ افراسیاب
 نیرہ کی مان وڑی فی شتاب
 شفاعت ہوئی کو عقوبت پر
 گدائی وہ کرتی تھی ہر صبح شام
 جہان آفرین داور واکس
 کما گیو و گو ورسے جا کے جب
 یہ گر گین نے پاسخ دیا گیو کو
 گرازان خوشخوار آئے زمین
 ہوئے داسی پھر سو ایران ان
 طرف او سکر وڈرا کے شہد بکڑ

پڑھا او سپہ فسون پر ہی زمین
 نہ اکو وہ عیساک جو شکاہ
 کہ ای بخت گشتہ روزگار
 یہ گفتار مستانہ کنتر حیران
 دبا نیرن پہلوان نے جواب
 کہ دھلاؤں اپنی لیری مجھے
 کہ دن قتل سبکو میں اک گن
 یہ کر شیوہ کینہ جو ست شتاب
 کیا خلق نے اسکا انوہ جب
 کہ پیران او دھر گیا ناگین
 ہلاک اس جوان کو ابھی مت کر
 کماٹھ نے آبیٹھ پہلوان
 اگر تاج چاہے تو بخشون مجھے
 ذرا دل میں کخوف یونان پاک
 ملے پھر میں کتا ہوں ایشاہ
 تو پھر کیا اوٹھا یا بھلا فاما
 کہ رکھے گرفتار بے گراں
 ہر اک طرح سے اوسکو ہو چکا
 زہنا راسنات میں کر دنگ
 سنا جب اس کینہ نے شتاب
 کیا عرض یون پیش افراسیاب
 کیاٹھ نے دختر کو کھر سے پر
 جو کچھ ہاتھ آتا تھا او کو طعام
 ہوا آخر کار فریاد و رس
 لگا پوچھنے گیو گر گین سے تب
 کہ نزدیک ارمان ہم ایچون
 ہوئی اونٹے ہم گرم بکاڑون
 طرب ساز و شادان و صید و گنا
 شتابان ہوا نیرن نامور جو

سویرن آگاہ ماسند پیل
 ولیکن ہو گور واسنے دہان
 نہ زہنار چرن کا پیا نشان
 ہوا دل مرا سخت اندوگین
 یہ سن کر سنہنا سے بے اعتیا
 یہ چاہا کہ گر گین بدیش کا
 اسے پیش کیخہ و نامدار
 کہ تو لیکھا تھا مے پور کو
 کرے جو تو اب ملکی گفتگو
 شتابی سے پھر تنگیں کھینک
 دوصدہ نازیاں لگائے وین
 گیا گیو لیکھ اسے پیش شاہ
 مرا سے تھا ایک نور بصر
 کر ہی ہی گفتار کر و فریب
 پہنچ واد کو میری امی شہر کا
 کہ گر گین نے مجھے بیان کیا گیا
 شہنشاہ فر گین کو دیں گاہ
 نظر کر کے وہ طالع و وقت پر
 یہ سن کر شاہ نے کچھ گیو کو
 چھ ملاؤں بنین کو اب سب سے
 کہ آخر شہنشاہ سوئی گئے
 نشان پا دیں اور کا تو فو المراء
 تو نوروز کا کیجیو انتظار
 ہو گیو شاہان سینکڑھن
 یہ کہہ کر گیا پہلوان اپنے گھر
 سے ہر طرف وہ شخص کنا
 گیا گیو باحت طر بر اطم
 طلب کر کے پھر جام مٹی نما
 بہت غور سے تھا نظر لگائے

خروشان جوشندہ جوئی ذیل
 معتق ہو سکی تھا بنین پہلوان
 نہ کیجی کین صورت پہلوان
 کئی دن ہوا دن قامت گین
 ہوا گیو بے اختیار ہت کبار
 کرے شجر تیرے سے سر جدا
 تو جا لیکے لئے پور فرخ شہا
 کہاں کہ کہا تو نے امی کینہ
 ملاؤں تر کی خاک میں آجو
 کروں میں جدا جسم تیرے سر
 کیا خستہ گر گین کو از رو گین
 بچشم پربت ل کینہ خواہ
 کہ دل شاہ تھا جس شمع و
 کہ سنکر اوڑا بس قرار کینہ
 کہ گر گین نے مجھ کو کیا سوگوار
 سنا تھا جو اسے وہ شے کہ
 کیا پھر گرفتار بگردان
 لگے کہنے پیش شہنشاہ
 کہ رکھہ جمع خاطر تو لے نامجو
 ملاؤں مجھے تیرے فزندہ سے
 اسے کچھ بھی زہنار بار و شہا
 خبر دیں ہمیں اوکر شاہ و شہا
 کہ جب آوے نوروز فصل ہا
 دعا دی کہ امی سرور آہن
 وہیں پھر سواران پر خاشاک
 ولیکن کین کچھ نہ پایا نشان
 دل زار بتیاں و چشم تم
 لگا دیکھنے شاہ کشور کشا
 سو مہفت کشور شہنشاہ خروان

شتابی سے بنین فو ڈالی گند
 نظر سے ہو گور و بنین نہا
 مجھے تو بنین نامدار
 غرض باغم و در و پایا ہر
 یہ سمجھا کہ بیشک ہوا وہ جو
 کہا لیک کہ گور نے بنین
 وہیں گیو پھر بادل و درو
 کیا تو نے مجھ کو تباہ و خراب
 مجھے لیلون پیش خرواگی
 پکڑا بال گر گین کے پھر بعدا
 ہوا نیلگون سر سر جہم زار
 کیا عرض امی شاہ گیتی پناہ
 اسے کر کے کہ آپ یا ہر
 بن جو تو بنین پہلوان
 یہ سنکر ہوا شاہ اندوگین
 پھر احوال گر گین پوچھا تمام
 کیا شہ نے پھر سو بڈا کو طلب
 کہ تو ران میں ہی زندہ وہ پہلوان
 سو ملک ان میں کھینچو پناہ
 یہ کہتا تو تھا حسرو پاک دین
 کہ شاہ نے پھر کہ امی نامدار
 مبادا جو بے اگر آگہی
 نظارہ کروں جام گیتی نما
 جانمیں تو رہ جتلاک ہر چنا
 روانہ کیے گیو نے چار سو
 جو نوروز منج ہوا جلوہ
 جو خسر کو دیکھا اسے بتیار
 سارے جو بنین سا تاناکا
 نشان بنین نامور کھان

کر کے گور کے سر کو تا وہ بن
 شتابان ہوا بنین شخص کنا
 جو دیکھو تو صحران ہر بے سوار
 یہ تو بن جو پایا سولایا ہر
 اگر تھا رنج و بلا ناگہان
 کہ نہت کھینچ اسے تو اب تیج کین
 یہ گر گین سے بولا بیاں گ بلند
 گیا چشم درد سے مر می صبر خوب
 اسے اس حقیقت ہی دون آگہی
 اسے پہلے والے گور کنا
 ہوا بنین ہر بیوشل انجام کا
 کے سر پر آئی یکایک بلا
 یہ گر گین بدیش نکبت نشان
 بنین اور بنین کا ہر گز نشان
 لگا گیو سے کہنے خسر و بنین
 وہ ہیودہ کرنے لگا وان کلام
 کہا دیکھو احوال بنین کا اب
 ملے ہر گرفتار بند گران
 وہاں جا کے ترکوں کی ہو کینہ خور
 ملے گیو کو تھا نہ ہر گز یقین
 بے چہرہ بنیج ہر سو سوار
 تو مت کیجیو صبر سے دل تہی
 کہ دریافت احوال ہو گور کا
 بصد شہت و دولت و فو شان
 کرین گاہ بنین کی وہ جستجو
 تو پھر پیش کیخہ و نامدار
 پریشان دل و مضطرب کبار
 لگے تھے وہ اوں جام میں سر
 بیدار ہوا تھا ہر گز نہیں

سوکھو کر گسار ان مگا اور اک دخت ادسکی ہر خند گزرا مگر چاہ میں قید اور خستہ ہے وہ بولا کہ اے حسرت و نامجو ستھن جو بیل اسگن و شیر جنگ ہوا کیوں لے نامہ شہر بار زبان پر سخن اور آنکھوں میں تم کہ آرام سے ابطن میں ہوں وے بنین نامور کا یہ حال مرا بنین پہلوان پور ہے یہ لکیر چنگے مے دل فوز جو نزدیک پہونچا پیل نامدار وہ رخت و جواہر مہیا کیسا ہوا رستم گر دکا مع خوان پے بنین پور کیوں دیر زمین بوسہ دیکر وہ جنگ آزما اگر سامنے آوے تیر و سنان لگا کھنجر حسرت کہ اے پہلوان ستھن یہ بولا کہ اے تاجور شتابان ہوا بیل بازار گان یہ سنکر ہوا شاد شاہ بہان گرا نما یہ بہشت اہم بادیا شتر بار پراز پر نیان و حریر یلان نبرد آؤ مالک نزار ستھن نے جب قصد توران کیا تو گرگین کو رستم نے پانچ دیا کیا یہ سخن گرد نے جب بیان کہ گرگین کو اسب شہر رہا کیجیے کہ بنین رہا ہو کے آؤی اور	پڑی جب تو کیا دیکھتا ہوا کہ نسل کیا سنے ہو وہ گاندھارا سلاسل سربسست و پست شتانی سے پروانگی جھک رہی بنے گانہ کام اور سربسست رنگ شتابان سورستم نامدار فغان کھنچتا تھا بھند و غم یہاں سے نہ زنا چنیدش کرو ہوا سنکر اہو کیوں غمگین کیا مے دیدہ زار کا نور ہے بے محفل آراہم تار سوز تو دور میں حکم شہر کا لگا وہاں تخت زریک برپا کیا کہا تو میری پشت و پناہ کیا گوارا تو کہ رنج اسے نہ میر دعا و ثنا کر کے کہنے لگا ترے حکم سے میں مژدگان یلان قوی جنگ تنہا ہوں سپاہ گردان لیکے جاؤں اگر کروں جا تہ میری وہاں مہیا کیا رخت سودا گردان وہ اشتر پراز گوہر بے بہا ستخلف ہر اقلیم کے عین نظر گئے ہمارے رستم نامدار یہ گرگین نے آؤ سو اوں کیسا کہ صادر ہوئی تجھے ایسی خطا ہوئی تو گرگین کے زاری کیا مے ساتھ جھست و تھوچے تو جانچتی ادسکی بھی سوز و تر	کہ بنین کنوین میں گونان کیا شہ فی بھر کیوں پون پان نہ اندیشہ کر رکھتے سدا نظر کہ جاؤں چھوڑا لاؤں پیر کو یا مرا نامہ لجا سو سیستان اوسے جاکے نامہ دیا شاہ کا یہ سنکر ستھن نے پا سچ دیا بہت میو کھینچے ہن رنج و محن تسے دروین جگر خستہ ہوں تو رکھ جمع خاطر نکرا اضطراب بروز چہارم بسا مان سنا گئے اوسکے لانے کو سب پہلوان بٹھایا ستھن کو اوں تخت پر یہ دکار گردان ایران دیا کہ تیرے سوا اور نامدار کہ امی شاہ شتابان کو بنین میں اس کام پر چیت باندھو اوں میں ساتھ لجا جھین چار تو ایسا نہو کھا کے دوج و تار کہ آسان ہو یہ کار شکل تیرا جو طیار یک دست سامان ہوا پراز جا تہا کسیہ صد شتر پراز اشتر القصہ ہمارا تھے وہ پیش ہوئے جابہ کار و ان رہا کر کے اسے گرد و خند و خور کہ لینا خطا ہوا باو شتر بخت کیا عرض رستم نے بھر لاجرم یہ رستم کو سننے نے پا سچ دیا کروں در نہ گرگین کو بیشک لال	بصد رنج و خواری گرفتار ترا پوز زندہ ہے اے پہلوان کہ آؤے رہا ہو کے تیرا پیر لگا کہنے حسرت کہ اے پہلوان کہ تا آؤے یاں رستم پہلوان سب حوال بنین مفصل کھا کہ اے کیوں میرا راوہ بٹھا بنین چاہتا دل کہ چھوڑ دوں پے کار بنین کمر بستہ ہوں کہ لاؤں رہا کر کے اسکو شتاب روانہ ہوا رستم سرفراز وہ آیا تو حسرت و ہوا شادان وہ بیٹھا تو کھینچ و نامور بھضم انگنی تو ہے لیل و نہار بنین چارہ گریان کوئی زمینا ترا ہونین اک جہا اگر بنین چھوڑا لاؤں بنین کو اٹ و تر روان لیکے ہر شکر جنگجو کہ تم قتل بنین کو افراسیاب مے دست انوس افراسیاب تو رستم ودان کو توران ہوا شاع گرا نما یہ پاکیزہ تر پراز تختہ جنوب و دوجواہر تھے بنے سربسست صورت ساربان مجھے لیل اسب اپنے ہمارا تو ترا نام پریش خداوند تخت حضور شہنشاہ کیوں ان علم کہ یہ محمد بن ہے دلمین کیا لاؤں تن اسکا تہ خوان خاک
---	---	--	--

<p>ہوا ضامن اسات کا پہلوان متمن غرض شل بازار گان دلیکن ہوا رستم شاہر جو رستم کو دیکھا تو آیا کشتاب کیے پیشکش اور کیا عجزوان لگا پوچھنے انجمن تہ جوان رکھوں ہونین اے سرور کز وہ بولا کہ تو شہرین جا کے ہوے جبکہ آگاہ ہر جوان مہاگرم بازار سوداگری سورستم کرد آئی روان خبر نین نامور کی کہین وہ ہی نوجوان گیو کا پورے نہین کچھ دربارین شہ کے با نہین گیو کو دروے آگئی لگی کہنے یوں کھینچ کر آگیا کہ بچارہ ہوں ورتدہ پون سرور سے پھر تہن دہن بیان کہ کو کون ہو کیا ہر نام منیرہ میں ہوں دست فرسکا پھرون ہونین ہر حال تباہ وہ تک چاہ تا کہ میں تہ کنوین کے چن چنگ گران تو ہونچا سیکلی اوسے کچھ طوم کہ لیا تو میں مرغ بران نان وہ خاتم جو رستم کو تھی نام کی کہ ہر روز دشب کھینچا تو آہ منیرہ یہ بولی کہ میںے کیس وہ بولا کہ اے گلخ لالہ فام</p>	<p>ہو اساتھ رستم کے گر گزین دن جہان کا ارادہ تھا ہونچا دن اقامت گزین کا ہر دن ہر حضور اوسکے کچھ تھلا لایا شتاب نہایت ہی ہیران شہا دان تو ہے کون آیا کما نسی ہر ستاع گرانمایہ دول پسند مری پاس بشتو قس آ کے رہ کہ ایران ہی آیا ہر اک کار دن ہر اک جنس کے تھو وہاں شتری دو دیدہ گہر بار نالہ کنان بنہ پونچی مگر سوی ایران نین پڑا قید میں سخت مجھ پر ہے کسی سے بھی اقف نہین نہیا مگر مغز میرا تو ناحق تھی کہ بچارگی پر مری کرنگاہ پریشان دلریش درخیز پون یہ بولا کہ زیر سپہر برین مہازد و کیوں غل لہ فام کیا گردش آسمان نے خراب لکھا تھا صفائے ہی سر پہ آہ ستمدیدہ خنج پر کید ہے کیا سنگ ماجرا سب بیان وہ ہونچا تھی حسیط حسیط رکھی سچین اپنی نگوشتی نان کیا یک جو ہا تھو وچن اگو لگی سبب کیا جو ہدم کیا قاہ قہ ترے عشق میں مال و جان کھول کہا نسی تو یہ آج لائی طعام</p>	<p>دلیکن پو قید اوسکے پس کوئی شہر ہیران و سید کا تھا ہو ادل کو حب میل نچسہ کا وہ اسپ گرانمایہ اک جام زر دلیکن بنانا یہ کچھ نہ ہیرا یہ ہیران کو رستم پہنچا دیا ہوا کے وار دترے شہرین نہین مال کا تجھ پہ تیار کچھ تب آئے حضور شہ نامور منیرہ فی یہ جبکہ پانی خبر کہا یوں کہ ایدر عالی گہر کہ اب تک کوئی ہوا چارہ گر ہو ا پر غضب رستم نام جو کہ ہونین تو اک مرد بازار گان منیرہ لگی رونے پھر زار زار نہین چاہیے سرور مری کچھ یہ آئین ایران سے دور تر پڑا تجھ پہ بیکار کی کی غضب منیرہ لگی کہنے کہ کے فغان محبت بیزن کی اے ہوا کون کیا میں احوال نہر خواب بندھے اوسکے زنجیر میں ویا دلا سب سے بکے وہ پلین وہ طور سے رستم سولہ ہر کیا منیرہ فی جا کر دیا جب طعام کیا قہقہہ دیکھ لگشتری وہ بولا کہ رادکو گر نمان دلی ابتک بھی تو یہ بد لگن کیا یہ منیرہ فرادوس کے بیان</p>	<p>بجگ شہنشاہ بجا سے پدر مقام اور جگہ پلین نے کیا سودشت اک روضہ ہیران گیا کہ اوس جام میں بہا تھی گہر کہ یہ شخص ہے رستم نامدار کہ بازار گان ہونین ایران کا کہ تو صاحب اوسے دہرین کہ سیکو نہین تجھے پیکار کچھ خردار دیا داسپ و گہر ہوئی تب شتابانہ شکام تجھے کچھ ہے گودر یا لگی خبر کہنے نہ بچارے کی لی خبر کہا روبرو سے مرے دور ہو نہ سردار ہونین نہ کچھ پہلوان ہوئی دیدہ زار سے اشکبار نکر و رشک روبرو سے مجھے کہ بچارگان کی ہونچھین خبر ہوئی جو گرفتار سچ و لقب کردن حال ناہین کیا اب بیا پڑی افسردخت سے دور تر پڑا ناگہان اوسکے سر غضب فغان و کھینچے ہے صبح و صبا لگا کہنے اوسے کہ اے گلین یہ نہر تہن نے اوس سے کہا ہو اینر پہلوان شاد کام لگی کہنے وچن وہ شکامی تو اے تری میں کون ہیر جان بڑا حیف ہے تجھے اے پہلوان کہ آیا ہے ایران اک گران</p>
---	--	--	--

لحام آتے تیرے لیے یہ دیا یہ پوچھے اوسے ای مرز و آرم شتابان ہوئی واک وہ دریا گئی نصف شب الغرض جب دہن پر کوئین کے رکھا تھا جنگ کوئین میں جو وہ تھا گرفتار بند وہ زنجیر توڑی وہیں سرسبز کروں ایک شخون میں ہم شتاب اسیری سیبیرن کو کر کے رہا جو مانند دزدان یہاں آنکر چلوں تھتیرے میں ای شیر مرد غرض رستم و نیزن پہلوان کیا پاسبانوں کو کیسہ ہلاک ہوا پھر روان رستم نامدار کوئین میں جو نیزن گرفتار تھا تلافی کو نیزن کی آیا میں یان پوچھ کر تھن فی از روئے کین ہر اک گرد اک زرج جمال یلان نے کیا حالے آرام و خواب ہزاروں کے ہمراہ تھے پہلوان مقابل آیا کوئی وہیں ہار وے ساتھ میری شین تاب جنگ دلیری و مردی و جرات مری ہوا سگے شرمندہ افراسیاب دلیرانہ گرم پیکار ہو سخی جب سواران نے گفتار شاہ تھن نے لیکر وہیں گرز و تیغ مواجب میدان میں کچھ کیا کیے کشتہ و خستہ صد ہزار	ساجب یہ نیزن نے یون کہا تو نیزن کو کہیں لکے گاربا تھن سے پیغام نیزن کہا تھن نے اوسوقت ماندھی دیا پھینک دسکوا وٹھا لکیر نکالا اوسے ڈالکر پھینک لگا کہنے نیزن سے پھر نامو بے شتابان افراسیاب دلیرانہ ساتھ بچا لیکر آیا شباب ہو خوف کرہ پیر کروں چلے تو رانیان گنبد سوقا ہفت جنگ دران گئے قلعہ میں پھر وہ خوف کب سو خانہ شاہ توران دیار ہوا بند سے آج بارے رہا مر نام ہے رستم پہلوان سرخنت اک گز مارا وہیں شبستان لیکر گیا خوش حال دلیکن دم صبح افراسیاب نبرد آزمایان جنگ آورن تھن نے کھینچا بہت انتظار لکیر کچھ نہیں ہر کچھ عار و شک بہت آزمائی سپہ نے تری سواروں کو بولایہ کر کے عتاب کہ یہ نیزن درستہ جنگجو ہمے حملہ آور سوز و مگاہ کیے قتل ترکان بہت بدین کیا سوچیں وائے افراسیاب پھر آہ بخت و خف نامدار	یقین ہے کہ رستم ہے ہار کارون کے تجھے جو کچھ تو وہ کیجھو یہ لکیر فرمان رستم وہاں لے ہفت گردان جنگ آہوا پڑا سنگ جاکر سو دشت چین گرفتار زنجیر پایا اوسے کہ کھینچے بہت تو فرخ و تعب کہ تا اوسکو معلوم ہو چین وگرنہ کہیں گے یہ تورانیان لگا کہنے یون نیزن نامدار کیا منہ ہر خنڈ رستم فیہ زروی دلیری شتابان ہو سپہ تھے اوسے گئی گرم کین یہ آواز دی جاکے دلیہر پر فراسیاب دل میں کہ جو رستم یہ آواز سنکر لعلہ خاطر اب پھر اک زنجیر پر پھر کہ سوا اسے کتنی پر پھر کان سپہ لیکے آیا پے کارزار سباز لگا کہنے رستم طلب کہا پھر کہ اے شاہ افراسیاب کئی بار دیکھا ہے تو مجھے زبون سخت ہیں جو تیرے سوا کہ امی نامداران توران میں نہ جانہ ہوں سید آرمینیا سواران توران ایرانیان ہو کشتہ تورانیان بشیر کیا اوسکے دنبال رستم دون زرو مال و سہاب افراسیاب	رہائی کو میری اب آیا یہاں تفائل کو تورانہ مست و خمیو رہی وہ پری سپر دستان سر چاہ پر وہ دلا و گیا ہلی اوسکے صد سے توران میں گلے سے شابی لگایا اوسے نیزنہ کو تو لیکے جایا شتاب کہ اگر یہاں رستم بلیتین کہ نامزد تھا رستم پہلوان نجاؤں تجھے چھوڑ کر زینہا کیا ساتھ رستم کے وہ نامو مقابل وہاں یکساں ہوا دلیکن بے کشتہ کیسہ نہیں کہ سچ تو اے شاہ بیدار رو اکون رکھتا ہوں دانا پر گزراں ہوا شاہ افراسیاب پھر ادا لے لیکر لے نامجو گیان آپ ہمراہ ایرانیان ہوا سگے رستم بھی دوہیں سوا کہ ہو ہم نہ دانے کوئی تاب اگر چہ تری فوج ہے جیاب کہ دی میں تنہا ہریت تجھے تو آیا عیث یان بے کارزار یہ ہر زنگہ جاکر عشرت نہیں نہ ایران کا زور ہوا اک سوا جھجکے گرم پیکار ہم وہاں سے غالب ایرانیان سرسبز دو فرسنگ باندہ شیر زبان کیا لیکے پھر ایرانیان شتاب
---	---	---	--

سنا جبکہ یہ فردا دلو اتر گیا جبکہ نزدیکی درگاہ شاہ دعا و ثنا کی تہمتن سے بھی ہوا شاہ کینسر و پاک دین	ہوا شاہ کینسر و سرفراز تو اگر جاندار گیتی پناہ شہنشاہ کی لایا بجا بندگی ہوے گیو و گو در زنجیر و پین ہوئی ختم نین کی بستان	گئے پیشوا نامداران تمام تہمتن کو با صد خوشی لیگیا مینہ بھی اور نیرن پہلوان ہوا دور خاطر سے اندوہ دم سوقصہ بزر و سپہلوان	ہوے دیکھ کر اوسکو شب و کام شنا خوان ہوا رستم گرد کام گئے جب حضور شہ خروان لگے رہنے مسرور و خرم ہم
---	---	---	--

جنگ کردن بزر و بار تہم و رسیدن افراسیہ در ایران و فتن کینسر و بقابلہ او با فوج گران شکست خوردن افراسیہ قبا ز فتن بطرف توران

جونا کام ہو کر بصد خاطر کہ امیر بادشاہ ہونین بقابلہ ہوا آن کے وہ طلبگار آب روانہ ہوا یانے پھر وہ سوا جو پیدا ہوا مین تو شاہنشاہ مرا لیکت مین ہی رستم بنام اگر نہ ہووے تو جرات نین سنا جب یہ بربخت یون کہا لگا کہنے سالار عالی وقار نہ او سپہر گز و ستان کارگر کہ میدان مین جہدم ستیہ کر نین ہی اگر زرم کی تجکو تاب یہ سکر جو اسفعل بادشاہ تو دون تجکو مین خرم جنین شہ چین کو اور شاہ ایران کو ہوا شاہ سپہ سنکے افراسیہ زرو افسر و گنج و لشکر دیا دلے اوسکی بان و ڈیری آئی تہمتن سے عمدہ رانی نین کئی بار دی اوسنے شہ کو شکست وہ بولا کہ رستم سے ہونین	سو چین گیا شاہ افراسیہ نین جاتا لیک نام پڑ پلایا اوسے اوسے پانی شتاب بحکم خدایہ ہوئی باردار مر نام مادر نے بزر و رکھا دلیری و مرد مین مشہور عام کہ ہو کر مین فوج ایران مین کہ افسوس قصہ حیف شاہنشاہ وہ کینت ہی مانند کیندہ نہ ہرگز کر تیغ و ناوک اثر تو صد کہ آہن کو زیرہ کر رکھا نام کیون شاہ افراسیہ ہوا اوس خوالان ملو شاہ کردن تجکو سالار اقلیم چین کردن بند مین کو پیکار جو سو خانہ بزر و کو لایا شتاب سرفراز بزر و کو شہنے کیا کیا آگے بزر و اوسے پناہ تجھے تاب جنگ آئی نین کیا نامداران توران کو شکست مے آگے ہے پست پہلوان	تو آیا نظر راہ مین اک جوان سنا یہ مان کہ اک سوز پان ہوئی اوسکو دین غائب خدا جانتا کون وہ پہلوان جو دیکھا اوسے شاہ فی پلین تجھے سخت تاب سوز عا کر کیا گمان ہی یہ محکو کہ ہنگام جنگ تو اک گرد سے ہی زبون بقدر تو نائی اوسکی بیان کیا کر یہ سکر ہوا خندہ زن وہ جوان سہ تہری اور تو بھی نام و ست نین تجکو شایان ہر نام شہی کہا یون کہ گزشتہ ہو چوان قسم کھائے بزر و نے پھر پیش لگا و نین اب آگ ایران مین سر پر وہ فیل و سپاہ نین ہوا شاہ بزر و گردن خاز کہ میر دولت جاہی کا دل وہ قائل ہے دیوان خوا کا تو اون مداروں کے ہم نین دیا پاسخ اوسنے کہ وہ شیر ناز	تو سنا مین سپیل دمان کہ مین اک سوار آگیا ناگمان جوان کیا اوسکو ہوا آب بس نین اوسکا معلوم نام و نشان روان ساتھ اوسکے کیا یہ سخن پر آگندہ خاطر ہون صبح و سہا تہمتن تر کتا تھے سے ہو و تنگ تھے ہی دین ہی خوف و خطر بجای اگر کوہ آہن کہون کیا شاہ سے اوسے پھر یون بیان کہ دل یون تہمتن سے پروردگار نین تجکو زیبا کلامہ مہی ترے ہاتھ رستم پہلوان کہا یون کہ امیر شاہ خورشید جاہ کردن خون روان نہایت نین دو صد نازنینان چین چین جہان مین ہوا الغرض و نیاز اوسجاہ و شو کا جی ہی خیال نکر قصد تو اوس سے پیکار کا دلیر مین اوسنے قرون تربین ہر پہلوانی کے رکھتا ہے یاد
---	---	---	---

<p>تو جو کون محض اور بے ہنر نہ لیکن ذرا لائق کار تھے طلب کر کے مردان حسب ہنر اٹھارہ ہولان زور آزار یہ بیرونی سپہ سنجہ وہ ناجو جو اوستادین سے شہرہ یلان کہ سے رستی کا گچھ اسپین فرخ درشت و نمود چست و کسیر ہوا شاہیہ سنے افراسیاب کہ ہونین شہابی سیاک رون ہوا شادمان شاہ توران دیار کہانا مدار وین پھر یون کراب ہوا شہ سے رخصت بل شہر مرد عقب تیرے میں بھی بعد ورن کیے ہمد برزو سے نامدار گئی سوی ایران یہ جنم خیر تعجب کہ اب دو ہی توانیان کیا شہ نے رخصت بعد ورن عقب ان کے شہ بھی بعد کرد ہوئی اک شب ورن جنگ کلا فریزرنا و طوس میدان میں ہوا شادمان شاہ توران دیا ہوا پر غضب رستم پہلوان فریزرنا و طوس کو کر رہا گئی نصف شب تھی کہ پہونچا ہا سخت زمین ہر افراسیاب فریزرنا و طوس بھی پیش تھت اسپر انکو پھر لے گئے مردان اوٹھا ایک کو اپنی پھرشت پر</p>	<p>نہ کھو رفت جان غریب و پیر موافق نہ برزو کے زشتار یہ بولا کہ برزو کو اب و در لگے کرتے تعلیم صبح و مسا زبون روز کرتا تھا اوستا کو کہے تو انھیں بازہ لاؤں یہا یہ گفتار سے یا سراپا دروغ حضور اسکے اک پشہ پیر تھ دیا گنج برزو کو پھر حجاب سو خسرو رستم پہلوان طلب کر کے پھرشت کو نہنگا کروا سکی فرمانبری روروش بہت لیکر سامان جنگ نرو پہونچتا سپن لیکر سپاہ گران سواران جنگی لیے وہ ہزار تو بولا یہ کیجھ رونا مور برای و غا سوی ایران وان روانہ ہوئی ہر دو نام آون جہاندار کیجھ رونا مور کہ جبکا نین میں کو کچھ بول جو آئے مقابل تو اک آن میں ہو اغم زدہ خسرو نامدار لگا کئے اسے خسرو دشمنان ترے پاس لاؤں الفضل خدا اسپر ان بند بلا تھے جہان خوشی سے یہ ہر سیا و شراب کھڑے ہیں نہ سحر و دوا و کہ منظور تھا اونجا کھنا جہان شتابان ہوا رستم نامور</p>	<p>یہ شکر گیا پیش افراسیاب نئے اور طیار اسجام کار ہنر نیا دانی کے سکھلاؤ ب بعلم و ہنر وہ بچا نہ ہوا غرض برزو کی پہلوان اکر شعی شاہ توران فریہا جت وہ بولے شہا برزو کیلین شب ورن برزو کو پھر بل زم لگا کئے برزو کے اے بادشا نہ خسرو ہے اور نہ رستم جا یہ بولا کہ اے برزو کیجھت وہ بیٹھا جو بالا زین سر یہ بولا سپدار توران دیار وہ سردار جنگ ورن و دلاکر شتابان ہوا آپ بھی بعد ورن کہ گردان ایران جو کرتھ غم فریزرنا و طوس کو پھرشتاب سواران جنگی و مردان کار فریزرنا و طوس کی تیج ج ہوئی تیج ایرانکو آخر شکست اوٹھا زین سے برزو و نھیں لکھا طلب رستم نامور کو کیسا تو کہ جمع خاطر کہ جاؤں شتاب یہ لکھ گیا رستم جنگ جو یہ سمجھا کہ برزو کی خر کاہ ہے چپ دست با خاطر شاوان یہ کہتا ہر اذکو وہ کجبت شاہ نگہبان جو غافل ہو تھین اوٹھا دوسر کو وہ رستم بل</p>	<p>سلاح و سلب کے لایا شتاب وہاں کے بعد از ان شہ پار کرو کو شش و دھند ہر زور و سرسور و ان زمانہ ہوا لگا کئے اس شاہ گیتی فروز لگا پو جھنے پہلوانوں سے تب نہیں آدمی ایک ہے اسکا غرض رزم کو وہ کجبتا ہر جم سے ساتھ کیے تعین سپاہ کردن تجکو ایران کا فرمانروا تو با صطرب بیٹھیا ہا تخت تو کیسے ہو گرد فرمان پذیر کہ رہنا شب ورن تو پھر شہا کہ ہومان تھا اور با بان جنگ نام سپدار مال شکر سیکر ان ہنوی تھی ترکو لگو پھر تاب م بے جنگ گردان افراسیاب کیے ساتھ اونکے وہ ورن ہار گئے سامنے فوج برزو کو شب سواران توران ہو چہ دست بہ بند گران اونکو سہتہ کیا یہ احوال خسرو اوسکے کہا سو پہلوانان افراسیاب ولے لیگیا ساتھ گستم کو جو دیکھا تو بیٹھا دمان شاہ ہی نشستہ ہیں سیران برزو دمان کردن شل سیل و ش پکا تھن نے کھینچا تیج لیکن سر اسرہ و دین آئے نکل</p>
--	---	--	---



<p>وہ بند گران زد سے سرسبز سر پر وہ مین شاہ توران کے کہ وہ گرگ ہوگا تھمتن مگر کہ لیکر سپہ جا سو رزم گاہ سنا جو کہ خسرو نے شور و فغان نظر کر کے بزدلی ترکیب کو تھے سر کو توڑوں ہی گرتے سب جا جو کہ سیکھ نہیں تھے ہنسے یہ کہہ دوہین ہاتھ مین کی گمان پیانی ہوئی باز شش شیر پر</p>	<p>شکستہ کیے مایطرت ہٹھکے یہ چرچا ہوا کوئی گرد آنکے اسیر و نکو جو لب گیا آن کر وہ مین آنکر بزد و کینہ خوا کہات کہ ای رستم پہلوں قرین تھیر سوا جنگا جو سمجھو کہ مجھ کو البز سے مے ساتھ نہت تندرست خدنگ اکیٹا لا سو پہلوں نہ اک تیر سرگز ہوا کارگر</p>	<p>غرض بادل خرم و شادمان وہ ہندی چوتھے بان اٹھین گیا دم جمع کھا کہت پچتا ب خروشان ہو سید نہیں کو لگا تو بزدوسی اس جا ہو کر جنگ کما فوہ زن ہوئے ماند شیر لگا کہنے بزد کہ ای پہلوں اگر تو ہی آتش تو مین بھی آن تھمتن اک تیر مارا وہ مین ہم بھیر ہو لیکے گر گر گران</p>	<p>کے پیش خسرو وہ نام آورد سپہدار سکر یہ کہنے لگا لگا کہنے بزد سے انرا سنا کہ ای رستم اب سنا بھیجے آ یہ سنکر گیا پلٹین مید رنگ کہ جاسے تھمتن مین آیا اور تو ہی سر دیرینہ مین ہوں جو نہیں آکے لگے آتش کو تپا ہوئے سطح دیراک گرم مین بزد آ ز ماہ در و جنگ دان</p>
--	---	---	--

بہت دینک شرب پڑی تھی
 کیا زور اتنا کیا ہو کر
 تھمن نے جانا بجا ایک کوہ
 ولے ازہ عقل و فہم و ذکا
 تھمن سے بزدلیہ کہنے لگا
 تھے دست و سر کو نہ رنج کیا
 یہ بزدلیہ اندیشہ دہین کیا
 پراتے میں آج ہوا روز تہ
 ہم جب پذیرا ہوا یہ سخن
 جو ہر دو گیا پیش افراسیاب
 مقابل ہوا مجھے آج آن کر
 نہیں ہاں و سکو یکار سے خوف نیم
 یہ گفتار کرتا تھا بزدل او دھر
 کے ہاتھ کو آج پوچھی گشت
 نہیں ہاں و راتا نظر کوئی مرد
 تو بزدل سے لڑتا ہنچ و سنا
 روانہ کروں سکو ہندوستان
 پس نہ کچھ شے پاشخ دیا
 جوتا ہاں ہو خوشی وقت گاہ
 نہیں مجھ کو زہار کچھ غف
 ہمارے قلوب میں مینک کہ جان
 مقابل ہوں باتجہ و گرز و خدنگ
 سنا اسکے جتنے ہیں گردن فراز
 دگر گون ہوں گاہ زانہ اگر
 سہل رستم گرز و جنگ آزما
 عاری تو اس وقت سہل ہاں کر
 لاؤ میں ان جاکے ہمنخ کو
 لیران ایران پس نہ خبر
 نہ ہر سے یہاں گرتا ہی پہاں

آئی قیامت تھی یا عرب تھی
 کہ ٹوٹا دھال کمر سہل
 ہوا ضرب ہو گرز کے بس تو
 تھمن نے کچھ طور کیا
 تعجب ہے اسے گرد جنگ آزما
 یہ نہ کہ تھمن اس کے کس
 سہا واکہ یہ گرد زور آزما
 لگا کہنے بزدلیہ رستم کاب
 تو پھر بزدل و رستم پلین
 تو بولا کہ لے شاہ عاجز
 کہ تھا شک فو لاد سخت تر
 مراد دل ہی اس پہلوا دو نیم
 کہ جب کیا بیان ہوا اس پر
 نہ ہر گرز ہا زور بازو دوست
 کہ ہو بزدلیہ گرد کا ہم ہر
 ولین کہ ہو سکو ہندوستان
 بولاؤں فرامز کو اب بیان
 تھمن کو دین میں غصہ کیا
 تو بزدلیہ میں جاکے ہوں مجاہد
 نہ میرا شہر و دن میں گرز و خدنگ
 سو جنگ کیونہ لاؤ عنا
 گردن غرق خون میں او بید
 دلیرانہ ساتھ او کی ہوں سنا
 تو جو دلین سے کہے نامو
 سر پر دہ میں چکیا نے کیا
 کہ ہوں صمد میں تھنا ہاں دھر
 شتابی ہوں میخ سے چاہو جو
 دو ان پیش رستم کے نہ سہر
 تو قائم ہے پھر نہ کوئی جوان

ہوئے گرز پر خم مثال کمان
 طرح شیر خنڈہ کے کہے شور
 ہوا دست بیکار توئی سپر
 نہ بزدلیہ ہو گرز ہوا کمار
 کہ لگتا مار گرز کوہ پر
 مجھے رنج کیا ہوئے گریست
 رہا اب کرے رستم گرز گران
 سے ہے اب عاجز ہوا وقت
 گئے زنگ سے سو نیم گاہ
 تھمن نے زور پر اپنے تھا
 تن سخت پر او کے ہنگام جنگ
 نہیں مجھ کو معلوم یہ زہار
 ادھر پیش خسرو جو رستم گیا
 مجھے سخت بزدلیہ عاجز کیا
 فرامز میرا دلا و سپر
 وہ چپاں ہندو کی گرز و خدنگ
 نہ ہو پوچھ فرامز زبان جب شک
 کیا جبکہ رستم تو شفق ہو
 سنا کہ گردن شفقہ او کا بگر
 کہا سنا گور زہر نے سخن
 مبارک ہو شہ کوئی و زہر
 کہے جنگ بزدلیہ و سپر
 یقین ہے کہ گردان خواہاں کہین
 کہا شہ گور زہر نے اسطرح
 زوارہ بولا کہ ای بھائی جان
 ہو چکر دہان زان سر ہاں
 زوارہ نے کیا ہوں بیان
 لگا کہنے ہر ایک کی پلین
 فرمایا سے خیش نکر زہار

ہو ایل شتی اوجین لہار
 پھر گرز بزدلیہ مار زور
 ہوا رالم رستم نامور
 کہ خنڈہ ہوا دست جنگی ہو
 تو پس بزدلیہ کرتا سے سپر
 کہ ہوں سخت کر کوہ البرت
 خطا ہو اگر ہے غافل بیان
 بکھو روز زور واپر موقوف
 ہوئی جاکے اسودہ کی سپر
 ولے طرف اک گرد زور آزما
 ہو کا گرز کچھ گرز و خدنگ
 لے خاک میں کون انجام کا
 تو با شیم ترشہ سے کہنے لگا
 نہیں مجھ کو مقدور پیکار کا
 یہاں ای جاندار ہوتا اگر
 یہ لہر ہے اک گرد کوئی سپر
 ہم جنگ موقوف ہو وقت
 لگا کہنے ہوں خسرو ناخو
 ملاؤں تر خاک و خون سپر
 کہ لے خسرو و خسروان زمین
 کہ خسرو میں جنگ و خدنگ دم
 ستیزہ بین ہوتا نہ شیر
 کہین جا بزدلیہ زمین
 کہہ سنے کیا اب بیان جطرنا
 ارادہ ہے میرا سکو سپر
 سرودت کا پنے دہان کہین
 کہ ہے غم رستم سو سپر
 تھے ہی سو ہے ہی سپر
 یہاں کھنڈہ تو پاشی پاش

تہمتن در پھر با دل در بند
محبص صبح میدان میں آن کر
ہوا زخم کاری سے بیکارین
پھر تے بین پہونچی خبر یہ وہاں
بقلمین لیا پلین نے وہیں
تو پہونچی مجھے راہ میں غیر
فرامز سے جب سنایہ سخن
دم صبح پھر رزوے کینہ و
فرامز سے رستم پلین
یہ رزوے کنا کہ ہونین ہر
جو دیکھا تو گرین ہوان گرم
کما شاہ نے یون فرامز کو
روان کے توسن بل زورمند
فرامز تھا بسکہ چون قبل شہر
سو جنگ آیا تو با صد طب
تے ساتھ کل کے یکا رزا
سنی او کی برزو آواز جب
ولیکن جو دیکھ ہونین کو غور
پہونشتہ پانستہ شاید وہ
فرامز بولا کہ دیوانہ ہے
یکسکے لیے سب نشان ہر
وہ بولا کہ ہون رستم پہلوان
سنا جبکہ نام بل ازبند
پیانی جو تھی قرب بالاکہ سر
ہونی ریزہ ریزہ چا او کی پھر
اوسے کشتہ کرنا نہ دشوار تھا
ہوا گوچہ ہر زو اکیسند
تے حملہ آرد جو تورانیان
بہت و گرگز کو بان دان

کما یون کہ زیر پلین
کرے جب طلب و کینہ
سو خانہ جاتا ہون چارین
کہ آیا فرامز جنگی جوان
دے لے سے بالاکہ چشم و بین
کہ رزو سے لیکے آیا ادھر
لگا کئے تب رستم پلین
پکارا سورنگہ آن کر
یہ بولا کہ امیر و لشکر شکن
ہوا تھا جو کل تجھے گرم ہر
وے دور سی ڈالتا ہر جنگ
شبابی تو برزو سے جو جنگجو
یہ رزو سے بولا بیاگند
درشت و تو مزاجت و دیر
گر سیرے جان اپنی تاب
گیا جیتے ارات کو بادہ خواہ
لگا کئے جی میں کہ جو غضب
تو پاتا ہون آواز تو کینہ
کہ دیر و ز تھا جو مرا ہم ہر
تیز و خروے تو میگاہ ہے
یہ سنکر ہوا غرق حیرت وہ
مقابل نہیں سیکر شیریاں
تو برزو ہوا سخت اندیشہ مند
تو ہر گز نہ فرصت ملی اس قدر
پریشان ہوا زخم سے مغرور
وے یہ نہ منظور زنا ر تھا
وے شاہ توران ہوا ادھر
تو پہونچے ادھر سے بھی ایرانی
چپے رست چون تنک ہرگز

بہر سو گیا بس مرا وقت جنگ
کروں جنگ کیا دست تہ
یہ سنکر لگے رو فستادہ
ہوا دور دے الم سہر
فرامز بولا کہ لے پہلوان
یہ سنکر وہاں ہوا میں دلان
تو آرام کر جا سو خیمہ گاہ
کہ آئے مے سائے کوئی مرد
مرا سر سر لیکے ساز و میراق
دیا سب نشان جنگی رزو
فرامز پھر پیش خسرو گیا
سبادا کہ گرین ہر کشتہ وہاں
نہین ہم ہر دای جوان یہ و
ہوا ست برزو و دیکھ کر
فرامز بولا کہ کینہ خواہ
کیا شب کو عیش و عشرت تہ
کہ آپ یراق و لہا متی ان
نہین گرد و زورہ ہی یہ مگر
وہ ہرگز نہیں تو لے تیر عباس
وہی ہون کہ جنگ کیا تھا دوان
لگا کئے ہم یون فرامز کو
مرا کام فیل فیکنی ہر دایم
فرامز نے لیکے گز گران
کہ ہر زو کرے زخم او سپر
زمین پر گر امز دے زورمند
یہ جا با کلبیما کے کرے اسیر
سوار و کچ بولایہ افراسیاب
سنو زور دست بل ازبند
پھر اتے میں پہونچا نہ باد

فلک میں کیا محکوب اب جان جنگ
بے کام کیا زخمی دست تہ
تہمتن بھی اوسدم ہوا شکبا
ہوا شاد و رستم اوسے دیکھ کر
ہوا میں جو مند و ستان روان
غرض کر کے یلغار پہونچا ہر
کہ تاد و ہر ہر سہر سہر رخ راہ
گیا سنے گرین برے ہر
تو جاسوس میدان برے لیت
سوار الغرض خوش ہر ہو گیا
خوشی سے زمین ہوس چا گیا
ہر سکر شتابان ہوا پہلوان
قواب آنکر جسے کر کارزار
ولیکن یہ بولا کہ کینہ و
دلیہر و کو ہے رزگہ زنگاہ
مجھے اوس خوشی کا ہر لکڑ
وہی ہر جو دیر و ز تھا بیگمان
تو بولا وہین ہر زو کینہ و
مقرر اوسیدکا ہر سب کس
کر و گنا غرض آج میں غرق خون
ترانام کیا اسے بل نا جو
بجہ جنگ شیران نہیں اور کام
کیا سخت ہر زو کو عاجز وہاں
حفاظت میں انہی ہر وں تھا
فرامز نے پھر رہا کی کینہ
حضرت راوند تاج و سیر
دلیہر انہ ہوا حملہ آور شتاب
کہ اک دست کھینچا تھا کینہ
سورنگہ رستم شیر زیاد

نہن منے اندر دل میں کیا سواروں نے جد فرادال کیا کہ نیچے میں وہ شیر کے خاکیر کنند اب بچو مگر منگ ہوا دشت میں اس قدر کشت و خون بنگام شب جلے آفر سیاب ہوا شاد و بخند و نا مور ہوا پیش خسرو شفاعت کن سو خانہ رستم او سے لیگیا رہا بند سے بھرہ ان دم کیا	کہ برزو نہا داکین سو رہا بہت حملہ برزو نے بھی ان کیا کہ دونوں تجویز مل انگشت گیر ترک تاجیہ کے ترکوں کا نگ کہا مان صحرا ہوا لالہ گون کہا جاکے تیراں شاہ تاسب لگے تعین دینے فتح و ظفر سرخون گذرا وہ شاہ جان فرامرز سے پھر یہ کہنے لگا	کہ برزو میں سو رہا بہت سخت زور آزمائی ہوئی زورہ نے دو دین فرامرز کو کنند او سکودیکر وہ مرد میر غرض ہر تان سوا بنیان تو اب پائے لگاتے راہی راہ پے قتل برزو ہوا حکم شاہ لگا کہ رستم سے پھر شہر راہ کہ لیا اسے سو زابلستان
--	---	---

خبر یافتن شہر باد برزو اور گرفتاری
برزو و آمدن و ایرانیان برای رہائی برزو و اظهار کردیش از رستم کہ برزو و پیرہشت

جو برزوی مان سے سنی یہ خبر نہ برزو کو پایا جو ایران میں ملی مادر برزو سے نامور یہ شہر و ذراوس کے ایک وڈ وہ بولی کہ لا خواہر نیکنام وہ جب لیگی پیش برزو طعام دن نیکنیت آئی اگر چین سے کیا میں نے یہ راہ پناہ عیان تو بھر لاکھ روار تازی سمند پھر آئی وہ دن و کام صراط گئی لیکے سوین وہ برزو کو پاس جب آیا وہاں ہر سو نامدار سورہ میرہ ہوئے رہ سپر لگے کرنے دشت میں کارزار رکھی جنگ قوف انجام کار زن مطرب خانہ پہلوان پراسوت اچر رستم نیکنام کیا دان طلب خود ستا خون	تو ایران میں آئی وہ خبر تو دلتے گئی زابلستان کیا او سکور فی بہت پرور کہ اسے مہربان خواہر دلفرو دیا اونے دو دین بکار طعام ہوا دیکھ لگشتی شاد کام یہ سکر لگا کہنے برزو اسے و لیک تو سینے میں گھیسورن بنگام شب زیر کاغ بلند کہا اگے شہر و احوال سب نہ لائی ذرا دلمین چم و ہراس تو سپان رہوار پر سو سو کہ کم تھا او دھرم زمان کا گذر بہم برزو و رستم نامدار لگا کہنے برزو و سو وہ نامدار وہ بولی کہند گارہوں کیا اگر نہ ہوں کچھ جھگڑیے طعام یہ بوجہ تہن سے ہر ایرانیان	اوس آشفٹہ خاطر کا شہر طعام زن مطرب خانہ پلین ہوئی نسبت خواہری فخر تو ہوئی سکے پیش برزو کار رکھی آو انگشتی بھی نہان لگا کہنے بھیجی دے کہنے یہ چہر یہ برزویان ہو مہربان کا پیر درون طعام ایکے ہائی قلا مرا کھینچا ان کر انتظا بہت مال شہر لا کر دیا تہ شہر بھی شکو لائی وہاں وہ شہر وہ دن اور برزو ملا راہ میں رستم نامور کے زخم باہم رہا بہشت کہ کیونکر مواند سو تو رہا جو کچھ چہن او سو دے نہا نہ پیر کیا کہنے یہ سخن مبادا جو برزو و دان ہو
---	---	---

<p>تہمتن یہ بولا کہ میں کیا کروں تو شہر و نئے او سکونہ کھاؤ دیا موج شکنیں برز و سے نامدار سفیداب محاسن ہو تیرے سب نہ ہرگز دیا کچھ جواب سخن دلیرانہ دونوں ملی سرفراز بہت جھگڑا کیا وقت کا دو الیٰں بجا مہمندان و دین سویں پھر وہ سپان ہم درمیان تو برز و کا بھاگا و دین بادیا کروں تاکہ نام آپ کو زور چڑھاؤ کے سینے پہ تابیدین کہ سہراب کا یہ جوان ہے پسر وہ بولا کہ باطل ہے تیرا سخن یہ لکھ کھالی وہ انکشتری گر اپاؤں پرانہ سرانگ کیا ایک بریا تہمتن تو تخت بصید شادمانی ہوا سکھنا</p>	<p>نہیں مجھ پر ہوتا ہے برز و دین نہ زنا را پنی زبان پر رکھا لگا کئے اسے رستم با وقار نہیں شرم لیکن تجھ پر غضب لگا کئے برز و کہ اچھ پلین مجھے لیکے گزر گران ز رسا لیکن گرا زین سے کوئی سوا کمر سے کیا بے از و دین شال دین گران گران وہ برز و کو بھی کھینچا لیلا لیکن نہ رستم نے چھوڑی کہ کریا کو سر کو جہاں تیغ غیرہ یہ تیرا ہے لے نامور یہ بولی کہ لے رستم پلین نگین فروزہ جون شری لفظ خوشی بر سر نامدار کہ میٹھا دہان ہر بیکخت کیا تیرا ہے اس کے بہت زشتا</p>	<p>لا کر دین نہ ہر بیکھا طعام زن مطرب خوب و بد سیر ہوا تجھے جو کام سرزد دہان ہوا شرم لیکن رستم نامور اگر تو دوسری تو اوٹھ کر خبر پہا پر ہوئے گز با ہم رول ہوا میل کشتی اوٹھین پھر دہان لگے زور کر کے بچش و خوش تہمتن کے تو سن دقت متیز یہ بھی خوش برز و زم ساز زمین پر گرا برز و جب کم کا وہ دین مادر برز و پلوان تو برز و کو مت قتل کر زینا گرا یہ خاتم زنا کی ہوا دیکھ کشتا وہ نامجو پھر آئے ہم بادل شادان لایا دوسرا ل سو بعد از ان میا کیا جشن عیش و طرب</p>	<p>نہیں پیش برز و جو ہو پنا طعام ہوئی گھا کر سو سے عدم رو پیر نہیں یہ سزاوار نام آور ان خجالت سے ہرگز اوٹھا یا نہ یہ سنگرا اوٹھا رستم شہر مد ہو چسست باز و جنگ آور فرو د آئی کھوڑی سے وہ پلوان بہنگام کشتی ہو بخت کوش روان جب کیا رخ دندان تیز کہ چھوڑے ذرا رستم سرفراز شانی سے پھر رستم نامدار لگی کئے رستم سے کے نغان ذرا دین ک خوف پروردگار نشانی دین کشتی ہون سہراب کی بغل میں لب برز و گردو دوان ہو کو دے سو کسیت ہوا دیکھ زنا ل ز رشا دبان نشا ط و خوشی تھی وہاں شہب</p>
<p>گیا شاہ ایران جو کھا کر شبے روز چون غنچہ دلگیر تھا یہ بولی کہ میں اسے شہ ناجو تہمتن کے آگے کہ شہر سیت ملاؤں فرامز کو خاک میں منون سازی پنی کھائی او وہ ہر شہر رخصت شتابان وہ جب ملک میں پہنچا پیر مسافر آتا تھا ہر صبح و شام سیامی و سیوہ و چگ و درو</p>	<p>دلیران ایران کے چہرہ دست تخیر میں مثال تصویر تھا نہیں صرف رشک و نعمہ گو نہیں پیش جانا اگر زور دست دلیر و کلاؤں میں م ناکان طرف اس اراد کے لائی او روانہ ہو ملک ایران ہوئی تو تے میں پھر زلمستان تو سوس کھلائی تھی او کو طعام شراب کباب باب و سرور</p>	<p>ہوا تھا جو سید انمین برز و زن گلبدن ایک حسن نام مجھے علم جا دو گری بھی ہوا تو دیکھ اب تماشا مری سحر کا پذیرا کر تا تھا افراسیاب زوال و باب کو کچھ کہا مل جنگی اک او کے ہمہ گیا نبائی کہ ایک در قلعہ ایک رات سافر نوازی کی جب سافر نوازی نہ ہرگز تھی بولن</p>	<p>تو اس کے افراسیاب پیر کہ رشک میں تھی مشہور عام زانیہ میں اس فن کی ہون آو کروں تیرے رستم کو اب سہر جا ولیکن زن سحر شتاب سپہار توران فر او سکودیا کہ تھا پلیس نام اوس گرد کا پسندیدہ و خوب دو چہرے نیک ادا کر تھی وہ زرا و طرب کہ غیر گساری تھی وہ بیکان</p>

دراجا سنیے اک روز کا دلبران ایران زمین تھے تمام بہم طوس و گور زمین بھائی لیا طوس نے خجراز کے کین رہام دلاور پے غصت کیا کہا پھر یہ رستم نے گور کو لگا کئے کیو بل نام جو میتا یہ زمین بھی جاؤں وہاں تہن ہی پھر کستہم نام جو خطر ہم سوار رستم گور کو توہ نے نہ جو بہم کارزار سپیدیدہ ہو یہ کہ اسے جانو نہیں پھر آنا ہوں اب سوا آغا زگار یہ دیکھا کہ تہیہ ہے آخرت کہ خیمہ یہ کسا ہے تب زمان گذرتا ہی کوئی اس آہ سے اوتر اسے بادل شادمان لگا کئے اوس کے لئے رستان کہ تمام دوسو اگر خوش سیر جاکر جان لیگا رخت جب خطر سے میں اسکے گزیراں ہوئی جوان لاور نے دل میں کہا غرض مجھ کو طوس عالیجناب پھر طوس کو قلعہ میں لے گیا جو آیا وہاں بعد ازان گتہم جو پہونچا وہاں دوسرے روز زال تو چل اب نہ کو نشان طوس سر نہ پرانہ اوس نے کیا یہ سخن پھر تے میں پیش بل نامو	کہ رستم کے گھر جن شاہانہ تھا مہیا سہو دومی و رود و جام لگے کرنے دان گفتگو فساد رہام دلاور نے اوٹکر دین یہ پھر مرید و پہلو ان کے گس کہ طوس دلاور کو لے ناچو کہ گور و زور طوس میں تنہو کہ نہ کو گھوٹھ کے لاؤں بیٹا برادر تھا طوس میں لاو کا جو سبادا کہ ہوں پہلو ان کے تیر جو یہ سنگر گیا وہ بل نامہ ار لگا راو کیو ساتھ لے آؤں میں لکھوں حال طوس بل نامہ ار اور اک قلعہ محکم ہو ساتھ لگے کئے اوس کے کہ ایسا ہوں تو یہ اوس کو امین دخواہ سے گیا وہ میں خرگاہ میں پہلو ان حقیقت تو اپنی ذرا کر بیان رہوں تھی میں آرام ہو کر گھر یہ چاہا سپہدار تو ان تب سو لگا پرانے تابان ہوئی کہ خسر کے لائق ہو یہ دربار لگا ہاتھ سے اسکے پیر شرب پھرتے میں گور و زور ان کا رکھا اوسے پھر قید کہ میں قہم ہو امردان وہ پران حال خداوند مہا نسر کے حضور نہ ساتھ اوس کے ہرگز گیا پلٹو کپتے کہا کان میں ان کر	وہاں کیو و گور و زور جنگی سوار تھی اسے محفل وستان زبان پر جو اوس وقت گفتگو تھی کہ طوس کھنچ خنجر لیا نہیں جانتا کیا تو رستم بیان تو اب کے آشتابی بیان سبادا کہ وہاں کھنچ تیغ تیز یہ کہ لگا گیا گور و زور آما روانہ ہوا لے جا رہا وہر فرامز سے رستم پہلو ان لگا کئے یوں زلال زور لگا سوار سپ پر ہو کے مانہ را روان کچھ طوس پہونچا پکٹے میں باورچان ان طہار زن تاجراتی ہی تو ان ایک کھلائی ہو نقل و حرکت طہار جو دیکھی تو پہونچے ہر اکا نہ زمین وہ بولی کہ ہونین زن فخر کو بہت مال و زور اوس میں دیا کہ اپنی پرستار کچھ کرے بی خبر نامو آئی یا ان اسے کچھ یوں پیش شاہ جان ہو بخیر دوست و بیو جن گیا پیش سوسن وہ بھی دین مے جا کے پھر گور و زور ان کا کے کوک سوسن پھر پیش مال میں میو و نغمہ و چنگ سونے یہ سمجھا کہ میرنگا زری ہر پا کہ یون میں مکارا ہی پہلو ان	بل زمین و طوس عالی تن قرن بہت تھے پر و چون سونا لای وخت و شوار تھی وہاں نے خفا ہو کہ طوس دھکیا کہ لاور ہم ہی دیکھو بیہمان ہو اس کے گور و زور میں دان ہم ہو دین کہ نہ تے گور تیز وہ لے ہمہ کیو زمین گیا کہ وہاں طوس تنہا ہی آواؤ یہ بولا کہ اب تو بھی جا پھر ان کہ شہزادہ اپنا ہی طوس گران روانہ ہو ازال مسخ نہاد سرا تھی دن سارہ کی جان لگا پوچھنے وہ بل نامہ نام کہ رکھے یہ وہ خصلت خوش نیک مہیا ہے یاں بادہ و در و جام صنوبرتہ و گلچ و جمین مرا ایک عاشق تھا مرد نکو بہت مجھ کو مسرور و شادان کیا مرا مال لے خوار مجھ کو کرے رہوں و سکی خدمت میر تاجاؤ کہ تہا حسن مجھ کو میرا وہاں کہینگا سے پہلے کہ ت ہو اقدار مند طوس جوان نہما انسر اتحاد تھا دام سید یہ کہ لے مرفح خصاں جو کچھ ہوو مطلوب موجود کچھ اوس کے خالی نہیں مکان کے چار گردانے غائب لیا
---	--	--	---

<p> کہ تھا چاکر زال فرخت درخو حقیقت کمی اوسے سب انگر گئی قلعے میں بادل خطہ لگے چلنے گزر گران ہوسم دہن پھر فرامرز پونچا اوہ یسندر گیا دہن ہ شیر مرد فرامرز اور یسلم ہر دور مرد شتابان ہوزاں سے ہونچو وہاں کہ پونچا دے جا کر یسکو خبر وہ پونچا دہن لیکے گرد دھنک لگی چلنے پھر ضرب گزر گران نہ آیا نے اسے کوئی نیر دلیر و جوان ہرز و شیر مرد ہمتن ہر زو سے بولاشتاب سو لشکر شاہ افراسیاب ہوا پیکر شہدہ ہنگام جنگ لگے ڈالنے تیر گران ترک بہت ترک ہوئے تھے اوسد ہنگام رہائی اوسے نئے حاصل ہوئی ہوجی ہرز و دستم و زال شاد سواران ترکان کو سخت تنگ یہ بولا کہ امیر شاہ توران زمین نہ میر اسن کچھ موثر نہو ہوئی عقل گشتہ یکدست و مگر کیجیے اسے جنگ گریز یہ بہتر ہو سید خن جان اپنی دانا کرن خلق کو کیلے ہم تباہ خدا فتح دے جبکو ہوا بادشاہ دے نامداران نے اگر شتاب </p>	<p> ہوا یغیض ملک راک شخص کو گیا اور گھوڑو کو پہچان کر گریزان ہوئی وہاں وہ جیکر مقابل ہوا زال کے یسلم کہ پونچا دیر رستم کو جلدی خبر دلیرانہ دگر دہن ہم ہنر لگے کرنے پھر دہن باہم ہنر سحر رز و دستم ہیلوان شتابان ہوا وہ بل نامو کہ اسی یسلم لگے ہو گرم جنگ سوئی نیرہ بازی ہم بعد از ہے گرم پیکار مانند شیر سحر یسلم سے ہوا ہم ہنر کہ آیا سپہ لیکے افراسیاب پے جنگ ہرزو گیا پھر شتاب ہمتن کے بدل تھے سید رنگ تو اگر دانکے سواران ترک تو ملتے تھے صد ہا تر خون خاک گریزان ہوا لشکر دین اخل جی جب آیا ہمار فرخے نہاد رہنے لگے ہر طرف سے جنگ دشتی سی بیران و لیہ ہین ترالکت بادیکر ہوا کیا جانکو اپنی برباد سے وہ بولا نہین ہکو تاب تیر کہ تانک ہین جنگ گریزان کہ ضائع ہو سکے اس سپاہ کے ساتھ ہوا کے زرمخواہ شتابان ہوا کو افراسیاب </p>	<p> یہ سنکر دہن وہ بل ارجمند خبر و انکی دشتیا کر کے تو لا کہ دیکھے زن ساحرہ کو ستر وہاں جا توڑا دستلہ کو کسکو کیا زال نے زین و ان کہ دروہا پر قلعہ کے ایچوان تو میں یسلم سے ہون پر حاج ہوئی جنگ توف انجام کا شتابی سوخند و نا جو ہوا نیرہ زن دستم ہیلوان نہ اک تیر گزر ہوا کارگر غرض شام تک ہر دور و نظر ہوئے تباں کا آرام گیر ہوا یہ پدیدار خبام کار تو جاسو سالار توران دیا لبان ہزیران جنگی ہم سو لشکر شاہ توران روان جدھر حکم کرتے تھے چون شیر تو پھر قلعے سے وہ زن جیکر سپہ لیکے پونچا بعد کر وفر بے کھیر ترکان وہاں سحر کہ ترکو کو پیکار کی تھی نہ تاب نہین پیش جاتا کچھ دروہا وہ افسوس تو فریاد پر کیا کہ ہونا تھا جو کچھ ہوا چارہ کہ میرودا نشور و شوہار ہوا نیرہ زن شاہ افراسیاب سپہا کچھ نہ ونا سو اور فیل سو اسپ پر ہوا </p>	<p> رکھے قلعہ میں او کو پانچون ہند لگا کئے اس قلعہ میں جلد جا یہ پھر زال نے ارادہ کیا گیا گزر لیک کر یل کینہ جو بوقت و غاموسی زابستان یہ بول فرامرز سے بعد از ان کہ زال سے تو کنا سے تو جو سر شام تان رہی زار ہمتن نے بھیجا فرامرز کو در قلعہ پران کہ بعد از ان ہوئی بارش تیران سپہا ہوئے کھینچ کر پھر درم ساز گیا جب سو کوہ مہر سر ہوئی دور سے اکبے آشکا کہ میں یسلم سے کون کا زار ہوئے گرم کین دستم و یسلم ہوئے رستم و زال پھر بعد از ان دے ہرز و دستم و زال زر یہ ہنگام فرست جو آیا نظر پھرتے ہیں کچھ نہ ونا سو سواران ایران نے وان انگر ہوا بیل او سو افراسیاب کئی بار کھائی تو تو شکست سرانیدہ و جنگ شجہ جو کس سپہا رنے سکے پانچ دیا لگا کئے پرانے یون شیریا یہ کہکریاں کے گھوڑ شتاب مناسب میدان میں آوے اگر یہ سنکر وہ شاہ ہند نہ مدار </p>
---	---	---	---

<p> سیدار توران سے ہو جنگ جو یہ سنکر لگا کئے وہ نامور مقابل ہوا لیکے گرد و خاک اوسے داعی باندہ میدان جنگ توسیدائین جانا ہو نہیں تک مناسب نہیں ہ کو تب تک دلیر و جواہر دو صاحب ہنر کروں تیغ بران در پا آب کیا عرض پھر ہو گریہ کیاں پرستے میں ہر زوئی آیا وہاں مرا خون گردن پہ تیرے شہا کہ ہوں شاہ توران میں جنگجو تو مختار ہو اسی شہ واکرام کہ اسی نامداران ایران میں غیر ہرے رسم کا شک یہ نہ وہیں ہو کے تو سن پر ہر زور تو سالار توران کی چنچی اک آہ کیا نامداروں نے ہر ترنگھے ہوا آنکر مجھے پیکار جو ہوا غالب ہو سکھو خطر جان کا نہوں خسروان ایسی جو بازم سمکار یہاں شکن بد ہنر کہ یہاں شکن ہی عدد خدا کہ ہر ہفت کشور کا فرمان روا او چکا گزنا بندہ پیل دہان مے لگے تو پیشہ رستی نہ کروں تیل اکدم میں سبکدین ہوا خندہ پہلو سے مرد دلیر سہرے وہ خنجرین سچا لگا </p>	<p> نہیں مصلحت یہ جو میدان میں کہ لیتا ہوں اب کج خون پر کئی بار کی مینے ساتھ واکرام وے کر کما میں اسی بادشاہ اگر اب یہ کھتا ہر پھر غم جنگ یہ جنگی سواران ہیں یا جنگ یہ بولاسیا وکل ہو میں سپر اگر وہ آہن ہوا فرسیا تھکنے مضبوط پکڑی عن ہوا تندرستم یہ شاہ جہاں کہ سر کو روں اپنے تن سے جدا ذرا اب تماشا مراد دیکھ تو جو میدان میں ہو کار سیر اتمام لگا کئے تب خسرو پاکیزن مری آتش خشم کی اسے سز بفرمان ہندہ نامدار جو ہزد و کو دیکھا کہ ہر کینہ خواہ کیا پرورش مینے کیونکر تجھے کہ اب یوں دلیر اندر میدان مگر شیر مردوں سے وہ درگیا کہ تا خسرو اب ہو گرم زم ولیکن ہے تو شاہ میدان روقتل ہی تجھے بد عہد کا اور اب چون نکلو اراوش کا یہ لکھ مرادہ دلا وروں لگا کئے چون پیل تنی نہ نہ آروین مجھے اگر سپاہ گزر گیا اوسے خوش تیر سیدار توران نہر مند تھا </p>	<p> کہ اسی شاہ شامان کشور کشا تھکنے شہ کے کیا یوں پنا فنون و ہنر میں نہایت ست رہا غالب سپر فضل حلا رہا میرے بچے سے ہو کر گیا فرامرز بروزے جنگی سوا ہوا اسکے خسرو بہشت شعلیں نہو شیر بچے سے میری رہا کہ تو سن کو بچے دان کو شرم دوان سپ کو میدان میں لگا کئے خنجر و ہنر کھینچ کر دکھانا ہی ہر اک یہ اپنا ہنر مگر غم پیکار تو زمیندار ہوا زم تب خسرو نامور سخت گوی خوش سیرت خوش کہ سالار توران سے کہیں خواہ خروشنده ماند و سیا آب نہیں ہے مگر جنگ و بیات یاد نہیں شرم آتی تھی غضب کہ آیا نہ اس م پے کا زار تو پھر جا ہیائے مگر غم جنگ کہ ہوں کہ چہ پروردہ تیرا کشا اوسے قتل تھے کیا بیگناہ ادحق نہک کا کیا نہک تو ہی دشمن خسرو دین پناہ خروشنده ہوش غرندہ شیر رہی گانہ میدان میں تو پناہ روان سو بروز کیا اک خدنگ کرے تار باز مگر گران </p>	<p> پکڑ کر عنان یوں گزارش کیا پھر لے تے میں پہنچا تھکنے پنا کہ چوہہ تو مندر جا لگا دست بہت جہد و کوشش سرور و فنا بویاری آخروہ زور آزما سوا اسکے موڑ میں نہر زینہا کہ باندھے کمر سے پیکار و کین نہ جانہ ہوں ترکان جنگ آزا یہ لکھ گیا شاہ نے دو ہنر غم کہ پہلے مجھے قتل یاں بیٹھے سرا ناکھشاہ کے پاؤں پر دلیران جنگی ہیں یاں جس قدر مرجین میں ہی جب تلک کان زار کیا عجز بروزے جب بقدر نہایت ہر شیرین زبان یہ جوا لگا کئے بروزے پھر بادشاہ شاہان ہوا سے افراسیاب لگا کئے بروزے اے بد ہنار سکھا ڈر نہر پہلوانی کے سب کہاں اب گیا خسرو نامدار مجھے ہر تری جنگ سے عار نہک یہ بروزے او سوقت پہنچ دیا سیاوش ہاں لیک گیا تھا پناہ نکھو ار تیرا ہا جب تلک تھے ساتھ کیونکر نہوں زخم سیدار افراسیاب دلیر کہ ان غم سے میری اب زینہا کہاں لیکے پھر شاعر بنی نہک وے وہ میں پہنچا وہ جنگی جوا </p>
---	--	---	--

پڑھی جبکہ بیکار ہر ضرب گز وے شستہ کو نکلتا تھا تیر مقابل ہوا لیکے گز گران سنگ کا تو عمدہ پراگاز سے کہ ہر دشمن تازہ یہ پہلوان سبا دا اگر جگو ہو چکے گزند یہ لشکر کو شہر کما پھر کاب ہوئے حملہ آور ہزاروں ہوا یہ احوال دیکھا تو اے دون بادشاہ شمشیر دگر گران پھرتے ہیں کچھ شمشیر گہر جہاندار ہونچا جو چرخ پاس یہ چاہے تھا کچھ نامدار یہ ہر آرزو اور تنائے دل ہوا پھر وہ ان سوز المستان کیا پیش مال استبان گنج زروی عنایت ہوا مال گز یہ بولا کہ اب شوق سرہ ہینا کہا یوں کہ ان کھانہ روٹا بجاء و چشم پھر سے چنگاہ	تو بڑو و خوف کی حرب گز سپر پر وہ لیتے تھو دون لیر یہ دیکھا تو ہومان اگر وہاں کہ رز و ہین کم ہر اہل کیا تھے ہومان پھر یہ سیا خوابی ہو پھر ایشہ ارجمند دلیرانہ حملہ گمان کسب لایا گھیر بڑو کو انجام کار فرامز و رستم بفتح گران ہوا دشت باز آئے ہندان شہ ناموشہ سوار لیر تو لکیرت ترکان ہو بدخوا کہ دنبال سالار توران یا کہ المستان پائے متصل جہاندار خسرو و عید فروشان تھن نے خسرو کو بیدار و دین تو میں چند تندر ہون چکھ دلیکن تو بروقت آنا و ہا تو ملک عیت کو آباد و شاہ ردانہ ہوا دالمستان گشاہ	ہوئے زرنچ لیکے تیر و گمان ہوا جبکہ ترکش تھی تہ ہین کہا شاہ یوں کہ ہاں ہینا وہ بولا کہ اب لہین اسی کھنڈ کہ میدانین گزشتہ ہو سیا جو کچھ گز ہومان طاب گیا کہ قتل بدخواہ کو کیا سہ سایے کیے زخم او سپر ہا بہم گرم کین ہر دو لشکر ہو روان ہر طرف ہا سقد خون نخل قلاب سے مثل شیریان گزراں ہوا و دین فرسیا شتابان ہو پھر رستم ہومان وہاں آپ اشرف اب کچھ ہین رہا جاکے کیفیتہ رستم کھنڈ کہ ارش کیا پھر کایا و شاہ فرامز و ہر دور ہین ہر کا بلطف مکرم بڑو گز و کو فرامز کو دیکھ ہینا و ستان وہ بند ہوئی و غمی و ہوی	وہ شاہ دلا و روہ جنگی جوان دلیرانہ سالار توران زمین نہ یہ مقدم کر لے شہ نامدار فرز تر ہو خسرو سے بڑو کا رز تو نام آوری پچھ ہین زمینا وہی حرف پیران شہ سے کہا رہائی نہائے یہ گز و ہیر وہ زمین پر قائم دلا و رہا روان ہینہ و تیر و خنجر ہوئے کہ دیکھا خون جملہ ہامون ہوا کیا ہر ادا و بڑو و ہومان ہوا خسرو نام و قتیاب لگا کئے اسے بادشاہ جان مطراز بندون کو اپنے کین ہوا شادمان رستم نامور ہوا چار صد سالہ یہ نیک خواہ یہ سنکر جہاندار گز و ہومان دیا شہ نے غور و ہر ملی شاہ و ہومان کیا خرم و خوشدل و شادمان ہوا رونق افروز کاغشی
--	---	--	--

فرستادن کچھ گز و گز را جانب توران جنگ افرا سیاب آمدن پیران
و ہومان با فوج گران مقابل ہلوانان کشتہ شدن پیران و ہومان
و شکست یافتن فوج توران و قتیاب شدن گز و گز

طلب کے گز و گز کو ایک رز کیا نامداران توران کو بداندیش لگی ہر پھر جمع فوج	لگا کئے کچھ و نیک و پھر شاہ توران کو دیکھ ہو چکے شتابی سے مانع	کہ لیکر سپہ رستم نامداران اور اب ہر ترمی نوک ہا ہلوان پراگندہ کر لیکر ہنود کو	سوملک توران کیا چند با سپاہ گران لیکے تو جہان کہ تافقہ کشور ہین برپا ہو
---	--	---	---

فرامرز سے یون کہا بعد ازاں کہ توران میں گودرز جب پہنچا سپہ ایک گودرز جنگی سوار سنی شاہ توران در جب یہ خبر دولشکر مقابل کیے آگے جب مقابل ہوا بیزن نامدار سواران ترکان پریشان ہوئے کہ ہومان نے آخر جوئی میں جنگ اب آتا ہی ہیران بعد فروشا جہا نادر خسرو نے پھر اور فتح ادھر گودرز پیران دور بہت جنگ واقع ہوئی کلاں کہ ایران توران سے ہمدرد گئی فتح توران بحال خراب	کہ تو جنگ اب کو سندوستان ہم ہوئے ملحق دوفوج گران روانہ ہوا سوے توران دیا سپہ دیکے ہومان کو تیر ہوا گرم بازار پیکار تب ہو کر گرم پیکار دونوں سوا دوفوج پیران گریزان ہوئے توسید نہیں کشتہ ہوا بیزنگ لیے ساتھ جنگی سپاہ گران ہومان بہر امداد کی شکل دوفوج مقابل دولشکر سے آنکر ہو سخت باہم جدال و قتال پونچھا تھا وان لشکر بعد حضور سپہدارا فراسیاب	تصرف دین لانا ہوا ملک کو بتدبیر شایستہ و دلپذیر یل بیزن و طوس کو جوان روان کو گودرز جنگی گیا گیا آپا ہومان سوز زنگاہ ہوا آخر کار ہومان ہلاک ہوا شاہ گودرز جنگ آنا ہوئی فوج او کی تباہ و خراب تھمن اگر ہوئے امداد کو کہا یہ تھمن کو اسے نامجو ہوئے گرم پیکار از روی بہت قتل ہوئے تیر و دو سو ہو کشتہ پیران پھر انجام کا میسر ہوئی فتح گودرز کو	زہ ہند سے سوے چین آئیو سپہدار توران کو ہوا اسپر گئے اس کے ہمراہ باخوشان عقب اس کے پیران و سپہ گیا کہ گودران ایران کو کینہ خواہ لا تارک جنگی تہ خون و خاک شد نامور گویہ اس نے لکھا دلیران غازی کے پونچھا تو ہشتارے خسرو نام جو مددگار گودرز کلاں کے ہو دلیران ایران و توران زمین ہو تاحاکم لشکر جنگ جو ہوئے قتل وان اور بھی نامدار ہوا شاہ خسرو مل نامجو
---	---	--	--

باد لشکر کشیدن فراسیاب رسیدن بخسرو توران آمدن شیدا پسر فراسیاب
برسم رسالت باخسرو تنہا درخواست جنگ کردن کشتہ شدن شیدا از دست
خسرو بعد از ان ہر و لشکر محاربتہ عظیم میان آمدن تباہ شدن تہ شدن فراسیاب

سنی شاہ توران جب سپہ یہ سمجھا سپہدار شوریدہ حال دل زار سی کھینچ کر آو سو ہوا غصے پیران میں سو گوا مجھے کام دیکھا جیسے ہو گیا غرض نی مجلس میں کام پر شناختہ زہر و فتنہ و فتح جب ہم تفریقین اور سخت العین ہی ٹھکانہ شہر شہید جا کم وان	کہ پیران و سپہ مل نامور کہ دو کامیری با با دل لگا کئے یون شاہ باغ و در خوش آتی نہیں زندگی زینہا زہر اور خوشی جہا ی قبا قسم کھائی اور پست باندھی کم ہو خسرو نامور شاہ و تب تصرف کیا جاکے با صد خوشی ہوا ملک میں حکم شہ کار دل	ہو کشتہ میدان میں روزید غیر دل ہوا ہم گریان ہوئی کہ پیران ہمارا تھا پشت پنا نہیں خوشی تاج او رنگ ہو نہ تو جان نکاشاہ ایران کینہ لگ فوج کے جمع کر کے میں گذر آب جیسے شاہ جان کئی اور بھی شہر توران کے بجاہ و شہم خسرو کامیاب	ہو شاہ کو دل کو تب سخت در بہت غصے خاطر پریشان ہوئی سپہدار سالار توران سپاہ کلمہ خود اور تحت یہ رنگ ہے مجھے خواب کام ہرگز نہیں ہوا اسے مصروف شام دیکھا خوشی سے ہوا توران وان ہوئے جیسے بین شاہ ایران کے ہوا فوج پیشین سے ملحق شہر تباہ
--	--	---	---

کیا شاہ توران پھر غم خرم جو اندر شیدا کہ تھا پور شاہ شتابان ہوا لیکے یکصد ہزار غرمہ شہزادہ لہر سپ تھا تتمن بھی اہل سیو پناہ وین آفاق ہو جا کے اوک کتاب اگر تھی تو میری طرف سے خطا کیا پرورش آؤ تجھ کو تھا باے دلیران مرے شیر غمزدہ ہیں یہ بہتر ہے اب امشتی ہو ہم تو قلم توران سے جو سرزمین دلیران و گردان توران دیا سے میر قلاب میں جان تلک کرے کشتہ میدان تلک تو مجھے جو روز و غامینے مارا تجھے مری جنگ سرگتھے سو خطر اگر شیدا کشتہ ہو ہنگام جنگ یہ جو حقد تجھ کو یکدست دین کہ لیا تو اب پیش خسرو شتاب جو قابو ملا کچھ بغیر وی بخت یہ سنکر ہوا شاہ دافریسیاب ہوا خندہ زن خسرو نامدا ہوا صلح جو ہو کے عاجز کمال کہ دینا جنتاک میں آؤ سکوا تو لایا بجا داب بسم و نیاز سنی جگہ گفتار شیدا تمام ہکان اک تباہ ہے فرد ہوا مہربان مجھ پر دشمن مرا وہ بہر دم مطلق شہ کار ہے	کہ خسرو کیجے دلیرانہ رزم اوسے شاہ توران دیکر سپاہ سواران شایہ کارزار اوسے شہ نے سالار لشکر کیا ہوا شادمان خسرو پاکدین خبردار رہا اوسے ہر فرد و شب وے تمل پیران کو ناحق کیا نہ آیا تجھے رحم نہار و اسے پانگان شیرانکے درندہ ہیں کہ تاخت آسودہ ہو یک تلم جو چاکر تجھے دو زمین بیک گون کرین چاکری تیری لیل و ناز نہین عہد میں پھر و ن تلک تو قلم توران مبارک تجھے تو جان فزین کی قسم تجھے کہ کھتا ہو نہیں سخت و درخیز تو گوشہ نشین ہو نہیں پھر تلک نہ پھر میں سر و کار ہر کرد و کون دلیرانہ کیجو سوال و جواب تو خسرو کو مفضل میں بالائی بخت دیا نامہ شیدا کو اوسے شتاب بجلا لاکے پھر شکر پروردگار ولیکن ہے مکار وہ بخصا نہین سیاوش سے سینہ ہو یک ٹھایا اوسے شہ ناما امتیاز لگا کہنے تب خسرو فوالکلام کیا شیدا پھر سو جا ہی فرد زرو ملک گوہر کرے عطا شمکار ہے ہر دم آزاد ہے	بہت گنج رکھتا تھا افراسیاب روانہ کیا سوے خسرو شتاب شہنشاہ فوجب سخی یہ خبر شتابان ہوا آپ بھی بعد از لگا کہنے احو گرد فوج حصال دو لشکر میں جب فاصلہ کم ہوا نہ یہ جو رہتا اوسے ہرگز روا خبردار مجھ کو نہیں کچھ ہر کس ولیکن نہیں چاہتا میں یہاں جو باہم ہو قول و قسم استوا در و گنج و دیہم و اوزنگ زر سوا اسکے دائم مرا ایک پور اگر صلح تجھ کو نہ منظور ہو مری پور ہوں میں محکوم و شب کلہر آپ کو شاہ ایران کو تو میرے پسے کشید ہی نام در و گوہر و سخت و تاج دکلاہ ہوا نامہ شاہ طیار جب یہ کی عرض شیدا اچھا نامدا کہ دن قتل میں کھینچ کر تیغ کین وہ لیکر روانہ ہوا ابل و حر یہ ہوا سپہدار افراسیاب دغا اسکے سینے میں لب پر خرم غرض پور سالار توران دیا دلیرانہ شیدا کھولی زبان کہ میں آخر روز دو گنا جواب کیا نامدار و گوشہ طلب وے اوسکی اس مہربانی پہ خا اوسے خوش صلح تھا نہ نہیں	فراسہم کیا لشکر بحیاب عقب اس کے پھر آپ افراسیاب سپاہ گران تب روان کی آواز پے جنگ سالار تورانیاں سپہدار لہر سپ ہی فرد سال تو یہ شاہ توران نے نام لکھا کہ یہ ان تھا دایہ ترا خسرو ا کہ ہے لشکر بیکران سیر پاس کہ ناحق ہو خوش زری مردمان کہ بیان شکستہ هنوز یہ ہمار تو وہاں تلک بھیجوں کہ نامور سے تیری خدمت میں صہر و تو ہو مجھے تنہا تو بیجا رنج غلامی کرین تیری ہر فرد و شب نہ زنا کچھ فضل میں دان کروں ستیزندہ ہواے شہ فوالکلام زرو غمت و گنج و ملک و سپاہ کہا شاہ توران شیدا سے تب دل و جان ہوں میں تجھ پر نار کرین کشتہ کو مجھ کو مردم وین شہ نامور کو یہ پہونچی خبر نہ لایا ستیزی کی زینا تاب مے دل میں ہیں درد و کامن جب آیا حضور شہ نامدار پیام پر روان کیا سب بیان یہ لیکر کیا اوسکو خست شتاب لگا کہنے اوسے یہ خسرو کلاب کہ ہرگز نہیں سنیہ کہنے سے پاک یہ بھیجا پیام اوسے اوردو کین
--	---	---	--

کہ مجھے کرو یا کشیدے رزم
 جو میں اوسکو خست کر تا ہوں
 دلیران یہ ہوئے کہ افراسیاب
 لکھنا نامہ مکرنا بسید رنگ
 کہ اک نامور نامدار و سگ
 تہم ہو دین یکدست ایرانیان
 کہا پھر یہ سبستم نے ای تاجور
 کما شہ نے شیدا کو روزگار
 وہ بولا کہ ہے دلین یہ آرزو
 یہ گفتا سرنگر سوا شاد کام
 لکھایوں کہ اسبہ شہ کہینہ جو
 جان آفرن گر ماریا ہے
 تو ہے مثل شیر ثریان گردہ
 تے شیدا مجھے چاہی نہ ہر
 سو اپا سخ نامہ طیار جب
 ولین شیدا کہنا ضرور
 وہن قارن گرد آیا وہان
 کما سنکے شیدا نے اے شہیار
 مے ساتھ اگر تو کیجو بند
 سو گاہ شیدا دلاور سوار
 لگا کئے یون شیدہ نامدار
 کیا زور ہر خیز شیدہ نے ہر
 کیا چاک نخیر سے اوسکا جگر
 کرو پاک تم لیکے شک گلا
 جہاندار کا نامہ اوسکو دیا
 سہدار نے جب سنی یہ خبر
 نہ ہر کہ لکھنا نامہ کا کچھ جواب
 سو شاہ ایران پھر افراسیاب
 بہت حید تورانیان نے کیا

غرض سرخ شیدا کی تھیں ہر دو
 یحضر صے اکرا را وہ کیا
 نین کر سے خالی اوسکا سخن
 اگر شیدا سیران میں ہو چکا
 سبادا جو خسر و کو ہو چکے زند
 نذر نہار تو مثل آتش ہو تیز
 محبت سکے نامے کا لکھ جواب
 کہا تو نے جو کچھ واد کا جواب
 کما شہ نے اچھا تو رہ آج یان
 سہدار توران کے پیغام کا
 تو دیا ہے جو گنج توران یار
 تو اورنگ دیرم و تسلیم زور
 خدا کی قسم میں تجھے بند کر
 سحر وہ اورین ہوں متغیر تیز
 کہ شیدا لیکے کسی شخص کو
 نہ بھیجا تجھے یان برا پیام
 سحر ولین تو تھا شاہ ذرا
 یہ ہو چکا تو خسر و کو ماریا
 لگا کئے قارن کہ ہنگام جنگ
 تو کیجو خسر و نامور بھی دین
 اور سب سے پھر وہ دونوں
 جہاندار نے اوسکو آرزو میں
 کیا حکم خسر و یہ بعد ازل
 روان ہو کے پھر قارن بد
 گئے دو میں شیدا ہر سیر
 جہان ہوا یک تسلیم نا امید
 کیا دل میں ہرگز نہ صبر و قرار
 شہزادہ اشکر سے لشکر ہوا
 لٹے ترک خو خوار دل کھو گئے

نمایان تھا پہرے آثار خشم
 کہ ہو ساتھ شہزادے جنگ آزا
 جفا پیشہ ہے مثل حسین کمن
 تو اوسکی بلا نینان سکو پاک
 خرابی ہو چکر نہ چسپ بند
 نکر ساتھ شیدا کے ہرگز ستیز
 روان کیجو سوئے افراسیاب
 عقب پیکر آتا ہے قارن شتاب
 کروں تجھے پیکار کل آج ورن
 شہزادہ نے پاسخ نہ کیا کس
 نین چاہے کچھ مجھے زینیا
 جو رکھتا ہی تو میرا ہے سب
 کروں کشتہ میدان میں ہنگام
 کروں تھ اوسکے میں تہا تیز
 سو شاہ توران شتابان تو ہو
 یہ چاہا کہ ہو کام تیر امت
 کہ تن ہو کہین اور ولین سرترا
 کہ وقت سحر ای شہ ذوالکرم
 لگا سے شہزادہ کو جو عار و ننگ
 گیا سامنے مثل شیر عزم
 بہم گرم کشتی جو مثل شیر
 پکارا گردن و پشت پکا وہین
 کہ شیدا کے اسب تن کو اچر ورن
 گیا پیش سلا توران دیا
 کیا ماجرا جنگ کا سب عین
 سعادت نظر سے ہوئی نا پذیر
 کمر بستہ باندھی پہلے کارزار
 نمایان دہان روز خشم ہوا
 نہ ہر کہ کیا جان کا کچھ

سوار کھڑک آفرستہ	نہ سیدائین کاکرد توران بکا	جدیدہ سپہدار توران رہا
بزرور آوکی مردم ٹوری عتلا	گیا آخر کار افراسیاب	سوریک آمو بجال خراب
گرتار آوردن شہزادہ ہوم افراسیاب		لکھا فزہ دستخ کا کوس کو

راہ پیش کنیہ و کشتہ شدن افراسیاب مراجعت کیجئے و از توران بایران

گیا ریک موسی افراسیاب	گرزبان سوکشو چین تباب	دہانچہ خسرو نقاب کنا	ششابی سی پونچاہہ فوج گران
معبود بخاقان نے بھیجا تو	زرو گوہر و گنج و تاج و تلمین	فرستادہ شیکش لیکے جب	گیا پیش خسرو لفظ طرب
کہا بت یہ خبر تو خاقان اگر	کر شاہ توران کو چین سے بد	تو بہرہ ورنہ وہ ہو گاتا	رہیگا نہ ملک سریر و کلاہ
فرستادہ پھر پیش خاقان گیا	پیام شنشہ مفصل کس	یہ گفتار سنکر ہوا خطر	کیا شاہ توران کو وہین بد
گیا چین پھر کو گران زمین	عقب اسکی ہونچا شہ پاکدین	وہاں بھی لی راہ د فرار	کہ تاب قامت نہ تھی زمینار
جہان جا تھا شاہ افراسیاب	ہونچا تھا وہاں خسرو کامیاب	پناہی کہین آوے چاہے قرار	کہ تھا سبکو خوف شہ نامدار
تلف فوج ترکان ہوئی لہر	گرتار سے لے بہت نامور	نہ کیکن ہا شاہ توران کی پاس	نہ ہدم تھا کوئی سجزیم دیس
لگا پھر نے تنہا لفظ طرب	پریشان و تنہا و نیچر و دغلا	سو شہر برع کوئی غارتھا	کہ تانگ مثل شب تار تھا
رہا جا کے وہاں شاہ گشتہ	نہ لشکر کشور نہ افر نہ تخت	ستم سے زانکے ناشاد تھا	شب روز سر گرم فریاد تھا
فرید فکی تھا نسل سکا غنہ	ملکزادہ ہوم صاحب نینہ	سہرا من کوہ تزدیک غا	اقامت گزین تھا وہ یک نہار
سخی شب کو آواز افراسیاب	اوہ کوہ سی ہوم آیا شتاب	جدھر سے کہتی تھی ہر دم صلہ	ادھر کو دیے کان اپنے لگا
سنا یہ کہ کوئی ہر کی زبان	یہ کہتا سی چشم تر زبان	کہ او شاہ توران ہونچا زمین	کہا ان تراخت و تاج و تلمین
کہا نہ دلیری وجاہ و شہم	فلک نے کیا بچھہ جو رستم	کہ تنہا بیابان میں آیا تو آہ	ہو غارتاریک لایا پناہ
یعین آوے جانا کہ افراسیاب	کر دیو خان باد چشم پر آب	یہ تھا او سکی سپہا دور و مند	کہ ہونچا تھا کچھ او سکو اوس گند
پے انتقام اوسے باندھی	کیا صبر تا صبح ہو جلوه گر	ہوئی صبح تانبہ جب آشکار	تو آیا وہین ہوم تزدیک غار
پکارا کہ او شاہ افراسیاب	دعا تیری کیسر ہوئی مستجاب	خدا ترے پاس بھیجا مجھے	کہ برلاؤن مقصد گردن خوش
تو غارتاریک سے باہر اب	یہ سنکر وہ نکلا لفظ و طرب	اوسے ہوم خوب بھیجا نکر	لگا یا زور ایک مشت آنکر
سوار وہ سپہا سیمہ و پرالم	لگی ہو کشتی وہاں پھر ہم	کیا شاہ توران کو زور سخت	نلے تھا گرتار نہ دی سخت
نہ نہ گز گیا پیش گز درو	کیا چن پر زور لے پست	اوٹھا ہوم او سکو پکا زمین	کیا پھر گرتار زور سے لین
زبانیکار گز نہیں عمت بار	کسیکا نہیں چن گزندہ یار	کے نامدار زور دم میں تباہ	کے سر باند و کویون پست آہ
تضرع کنان کے بولا وہ یون	مر دوت و بازو کیو بیکون	بھلا مجھے کیا حکو ہونچا ضر	کہا ہوم تو ہے بیداد گر
جہاندار تو زور شہ نامدار	سپاوش سپہدار عالی تباہ	جوانم دافریث سلوان	سوانکے تھے او شہزادگان
کے سب بزرگان فرخ نہا	کہ تھو نامدار و فریدون نرڈ	اوٹھین قتل تھے کیا نیگاہ	نہ آیا تجھے رحم زہنار آہ
تھے جو سے مین گزبان ہوا	سوکوہ و صحر شتابان ہوا	وگر نہ مجھے بھی تو کرتا ہلاک	کہ ہرگز خدا کا نہ تھا شجوباک

کہ تاج کو پہنچنے نہ تجھے گریہ کہ تاج کا آبا دہون شہرین کہ کیونکر تہہ ہوئے آیا یہاں سو تاجور لیکے بدخواہ کو کشان یگیا پیش شاہ دین کیا تیغ بلان سے شدہ فوج ادا پھر کیا شکر پروردگار تو خسرو نے پھر قصد ایران کیا بداندیش چون دور توران سے زروے مسرت گیا پیشوا میسر سوئی چکو فتح عظیم	دعا میں مین کرتا تھا صبر محرم جو چاہوں تھا مجھ کو خدا دیا بیان ماحر او سے لیکر کیا وہ بولا کہ تو مجھ کو یان قتل کر مواشا دیکھ نہ و اجنبہ ستمگار کر شہور کینہ ور کہ تیری عنایت ای ذوالکلالہ موا حکم یون رستم گرد کو بفتح و ظفر پھر شدہ پاک دین خوشی سے ہلکیا ہر دم ہو مخالف خون سیاوش لیا	رہا آ کے بالائے کوہ بلند ہے کچھ نہ تیرا نشان دہرین ذکر حقیقت تو اپنی عیان شتابان ہوا موم فرخندہ خو پیرانہ او سے کیا یہ سخن سرفراسیا بجا پیشہ کا کیا کشتہ رنجبہ آب دا جو تیغ سب ملک توران ہوا عمل اپنا کر شوکت شان سے جہاندار کا دوس کشور کشا کہا یون باد و لطف کریم
--	--	---

حلت نمودن کیکاؤس از جهان فانی بہا کج و دانی و بخت شستن کبیر و

جہان میں بجز ذات پروردگار جہاندار کا دوس انجم چشم سرخشت شامہ نشی بعد از ان مواہفت سلیم پر حکمران نہی ہاتھ سے شاہ نے زینہار پس از مرگ کا دست ہفت سال امور خلافت سے رکھنا نہ کام بزرگان ایران گئے پیش شاہ کردن پرستی میں شب کو بسر یہی آرزو میری شام و صبح دلیران و گردان و ایران زمین یہ سنکر وہ ایران میں آئے دوں خدا جانے خسرو کو اب کیا ہو ہمیں اوس مکان میں نہیں بارہی نشانان ہو سوسے شاہ جہان یہ پوچھا کہ کس طرح آئے یہاں	نہیں ہے کسی کو بقا زینہار شتابان ہوا سو ملک عدم مہر مثل خورشید جلوہ کن ہوا او کی بخشش و خرم جان رکھا عدل سو کام لیل و نہا رہا حکمران شاہ فرخ فضل کیا امکا رو کو مالک تمام یہ بولے کہ اسی خسرو دین پنا کر و کار دنیا تو بخت حسر کہ دار الفنا سے کرو ہمیں سفر ہم سے شکے دلگیر و اندوہین گئے پیشوا اجل نام آوران کہ اوزنا گشت ہی سے تنہا ہوا نہیں اوس کو ہے مگر کار کو کیا اے بیرون پردہ فغان وہ بولے کہ اسی بادشاہ جہان	کہ امیر کو بادشاہ و وزیر چل روز کبیر و نامدار کیا تازہ اورنگ پر جب جلیں رعیت نوازی جہان پر دہی میسر ہوئی خلق کو ایمنی عبادت پر صرف پھل ہو ہوا جبکہ تنہا شہ نامدار نہ کیا رہو بخت شامی دور لگا کینے خسرو پہا ابین پر کروں سلطنت کا میں کیا کار کو طلبستم و زال و زگر کو گیا بیان نامداروں نے پھر یون گیا مقرر کیا ہی جہا پاک مکان ہوئے اس حقیقت سے آگاہ جب شمتہ ز آواز سن کر شتاب تری سنکے غفلت ہوا ہنگام	کسی کو نہیں ہے قضا سو گریہ رہا غنہ کا دوس کے سو گویا تو حاصل ملک کیا پایہ پس حقائق شناسی کہ گم گشتی ہو شہ کی لبت سے مردم غمی سو حق پرستی وہ مائل ہوا عبادت میں مشغول لیل و نہا کیا چاہیے سلطنت کے امور نہیں کچھ تنہا سے تاج و سرور کہ مائل نہیں بل ادھر زینہار مفصل یہ احوال او کو لکھا کر لے پہلو انان کشور کشا شب روز رہتا ہی خسرو دہان ہوا رستم و زال کو بخت تب کیا اوس مکان میں ٹھہرینا دوان ہے رستم بادل پر اطم
--	--	---	---

کماشہ فریون کامیوان لیر غرض جبر و کوشش می میر تو خیرات ہر روز شب کیجیے وہ ابو لاکہ مردم گرفت لیر نصیحت ہوئی جیت کچھ کار یہی آر زوی می یون چاہتا شہنشاہ نے سگر یہ پاخ دیا یہ سگر وہ دو فون بل سور یہ زار می فریاد سنکر دین نہیں چاہا اس قدر درد و رنج یہ کہ کہ دین خیمہ باہر کیا	مہو امین تو دنیا و دین سے سیر کہ تاج سوزا سراہ عدم فقیران و سکین کوز رنجیے سنی غیبت یہ صدا بنے جب تو خامش ہو رہتم و زال زر کہ زہار مہو نہیں تجھے جدا کہ جلیے دگر یا نسو میں جاوگا برآمد ہو کے وان ہی چشم تر برآمد ہوا حسرت و پاک دین کہ سو رفتی پر سر اس پنچ ترک کردن کنیز دولت دنیا و قیام و	مجھے قصد نیردان ہستی پر یہ پاخ دیا پھر کہ ای بادشاہ عبادت بہتر ہی شاہ جهان کہ نزدیک تر آئے ایام مرگ ولیکن کہنے لگا زال گرد تے ساتھ میں بھی گونشیں کردن حق کو تقو میں جان اسطرح او نہیں دیکھ کر حلا پر انیان ہر اک کی شہنشاہ کی دلبری بجلا اب میں شامان شین کنا ترک کردن کنیز دولت دنیا و قیام و	عبادت میں مشغول ہوں روز و شب جو ہی خواہش تو شہ زاد راہ تو جہی لازم سو سے مردمان مہیا تو کر سار ہنگام مرگ کہ میں بھی سون ہا بہت بخود کردن یاد دکر جہان آفرین مہو غیبت شب نہ اسطرح لگے کرنے فریاد و شور و فغان کہا یون نہ غم سے کرو دل تنی جہان کو گئے ہم بھی جاوین دیا شبستان سے سو بیابان گیا
---	---	---	---

تخت شاہی بلہرپ پیرن و خود و یک چشمہ رفتن از انجا غائب شدن

جہان غار خرو نے روز و گر فقیران سکین چوتھے شہر میں کماشہ فریون چکر جاہ و شہم ہزار گرو درزا و سکا ویر کیا ملک تقسیم ہوسکتا مقتدر امی لہر سپاہ بگاہ مہو یک شہنشاہ ایران جو موجود ہی پور فرزند تخت کہ خسرو نے جب کو کیا باو کہ گر خاک کو تو کر می سر فراز شجاع و کریم و خلاق نواز کیا ہی مجھ کو اس سے شہر یا پرستار می شاہ عالی تبار مجھے خواب میں چشمہ آیا نظر جب بہت گئے گئے خسرو نامجو پے پیرن و گرو و گور و زبھی	کیے جمع ایران کے سب نامور کیا اونکو شہنشاہ غنی دین سب کچھ دنیا و دولت کا غم کہ تھا دانش گاہ ہر دور ہوا صاحب ملک ہر نامور اطاعت کرو اس کی شام و چاک یہ گفتار لے زبانہ کہ ہاں تو پوچھو نہ دانا و کوتاج و تخت یہ لازم ہی ہو کہ شام و چاک تو ہم سر چکا وین سر و نیاز سزاوار شاہی ہو وہ سر فراز کہ ہی باؤل و عادل و شہید دلیران و گردا و گاہ کی اختیار شہنشاہ ہوتا ہوں یا آوہر تو خصیت کیا رہتم و زال کو وہ گستم و طوس فریون زبھی	عطا کی او نہیں نعمت بیکر باد و دوشش شاہ گیتی فر ہوا سب فانی شہ نامجو کیا کیو کوشہ نے سالار فوج لگا کہنے پھر خسرو پاک دین فریون سے بھی پیشے کہا فریون سے پور کاوس کے سنی جب یہ گفتار ایرانیان کرین بندگی او کی خون گاہ کہا شہ نے جو کوئی ہو وادگر یہ لہر سپاہ اولاد شہنشاہ ہی یہ تعریف لہر سپاہ فرخ ناز لگا کہنے خسرو یہ لہر سپاہ کو وہاں جا دو نکامین جان نینا ہو می وقت وخت ہ کر کہ لگا نہ خصیت کے راہ سے زبھی	ہر اک کو جہان میں کیا کام ان رہا دل سے مصروف ہوا دیا تاج و اورنگ لہر سپاہ کو کہ دیکھا اسے لائق کار فوج کہ امی سر فرازان ایران میں کہ فراموشی تو بھی کچھ سدا سپہدار لہر سپاہ داماد ہے کیا یہ سخن الی نے تبار بیان یہ کہ کیا پیش خسرو بیابان خرو مند و داد و صاحب ہنر جو اند و داد و فرہنگ ہے بزرگان ایران کو سکے شاد کہ حاکم کو شہر اسے نامجو یہ کہ کر روانہ ہوا بس و دین ہوا پیشہ دان سے خسرو روان گئے لہر خسرو نامدار
--	---	--	---

<p>سرخ چہرہ جہدم کہ خسر و گیسو سوخانہ یانے روان پشتاب یہ کمر گیا چٹخہ آب یمن پہرے و آتش ناچار گریہ کنان مگر گرد و زفسرخ سپر نایاب ہوا ابر تاریک تر فریر کو تنہم و طوس جبران تیر برف یکبارگی وب گئے چہرہ اسے بھیجا کیسکو اور دھر ہر رسم و آئین چہ رخ بلند اب آتا ہو میں سکو لہر سپ شاہ رکھا سر پہ لہر اپنے تاج زر ہر ہی ہاتھ سے رسم کچھ دوی جہاندار کے چار فرزند تھے یہ دونوں تھے دختر سے کاویں بلکہ اوہ گشتاسب مرد دلیر وہ تھا لائق تاج و فرماندہی مواقف تھا شاہ سے زیہار زیر دلا و در کوشہ تے کسا جد کہو شتابندہ گشتاسب تھا سمند غریبت کی پھر عثمان کے یہ وہ توفیر کاوسیان وگر نہ کہیں پھر نکل جاؤں گا پھر پھر آئے وہ دونوں جوان جو آیا نظر شاہ نامہ ریان زیر دلا و در بفران شاہ سوخانہ نام کام آیا زیر متاع و زر و مال جب ہو چکا کہا اہل دفر نے یوں آجوان</p>	<p>تو روان غسل شاہ جہان کیا کہ ہوگی میان بارش بید کیا نشان پھر ز شہ کا ملاخوابین فریر نے پھر کہا یونکہ ہان روان اوس مکان سے پہلے پھر ہوئی بارش برف پھر پھر بل گیو اور بیزن پھلوان سوسے جہان عدم سپ گئے کیچا سے نام آوری کی خبر کہ گاہے رکھے شاد گہ درو</p>	<p>کہا سب وقت جدائی ہر باب پہلی باد صحریت تند و سخت ہوا جبکہ شہر و دیان ناپید توقف ذرا کر کہ کھا وین تمام طعام انقضی سب نے کھا یا و ہا کہ کس ہوا کوہ و صحرا سفید سوالنگے بھی اور ان نملور کہیں نظر گر دگو در تھا وہ آیا تو کیا دیکھتا ہوا دیان کیسکو نہیں ہر جہانین قرار</p>	<p>خدا سے مجھے شنائی ہر باب ہو سے بیخ سے کمنہ دیکھت توسب نامداران سچو نامید فرود آئے پھر نامداران تمام گیے خواب میں پھر وہ گرد و گشتاب ہوا بلکہ رو سے زمین ناپید گئے چہرہ شاہ تھے جس قدر نہ زہار کوئی وہاں جب گیا کہ مردہ ہیں سب برف گران پھر سے ہر سدا گردش روزگار کہ ریندہ ہر چکو تاج و کلاه سر زینی پر ہو جلوہ گر بزرگان ایران سچو شاد و شو ہر مند و دانا شجاع و دلیر خبردار آداب و قانون سے ہوا نر گشتاسب ہر چار میں دل شاہ سے اسلئے دور تھا گر زبان ہوا سوسے ہندستان شتابان ہوا پھر زیر جوان زیر دلا و در اسے نامدار ہین ہیری پیش بدر آبرو تو حاضر ہو نہیں چکے پیش بدر کہ ہون میں کفیل آچے کام کا نہ ہر گز کیا اس کے کچھ التفات شتابندہ طرف بیابان ہوا ولیکن بیابا کہیں کچھ نشان لگا صرف اوتانات کر کے مدام بیابان چاکری کا میں جو نہ ہوا مقرر کوئی رفته رفته ہو کام</p>
<p>رکھا خلق کو خوش نصیب کیا دلیر و شجاع و خرومند تھے کہ لہر اسپ کے ساتھ فریب تھی دلا و در جوان شہزادہ زیر نمایان تھی چہرے فرشتی رکھے تھا او سے شاہ پانچواں کہ لچھا سماران جنگ آزما او دھرو شخص کتان یہ گیا یہاں سے ہوا بے سوا دیوان نہیں مجھ اور تجھ کو یہ دیان نہ نہ ہمار پیش بدر روان کا خوشی سے سوخانہ آئے دون تو ناچار گشتاسب جنگی جوان گیا اس کے دنبال ایک سپاہ سور و رم ہو بخا وہ مرد دلیر تو پھر سکو دیوان قیصر گیا نہیں ہر کو سینہ دلا دیان</p>	<p>کیا بسک لطف و کرم عدل داد ملکہزادہ شہید سپ اور ارشیر دو فرزند تھے او قانون سے ولیکن تھا شہیار ہر گرین دلیر و زبردست مغرور تھا تھا ہر کے اک زور مرد جوان کہ گشتاسب کو لاشابی یہاں ملا اوسکو گشتاسب انجام کار لگا کئے گشتاسب اسے ناجو ولیکن پنا کر سے مجھو گر زیر دلا و در نے پاسخ دیا سہی شہ نے گشتاسب کی پناہ سور و رم تھا گر زبان ہوا گیا دور تک وہ شخص کنان غریبانہ گزشتے میں کہ قیام کہا میں دیر و نو سینہ ہون کرے کہ توقف تو پھر تیر نام</p>	<p>جلاوس لہر اسپ شاہ بر تخت شاہی</p>	<p>جلاوس لہر اسپ شاہ بر تخت شاہی</p>

وہ رکھتا تھا قوت ایک دیر کا
 وہیں جہت ساریاں کے طعام
 ہوا جب کہ گشتا سپان کا دیاب
 کیسے اوستہ وہیں بھلا کیان
 غضبنا کہ آہنگر او سپر ہوا
 غرض و نئے گشتا سپان لالان کیا
 کھلایا طعام اپنے لیجا کے سیر
 کہ نسل فرید و نیک ہوں ایچوان
 لگا کھنے یہ سرور راجہ
 یہ کھنگر لگا رہنے دھقان کے گھر
 یہی رسم تھی قصیر و دم کی
 فراہم وہاں چوتھے شاد و شاد
 کتابوں بھی اک دھت شہر پار
 بولائے جو انان عالی گھر
 اوستہ خواب کا تھا شکوہ نظر
 نصیب نہین ہر آگے ارا کا تخت
 نہ کھجا ہوا کوئی اس شکل کا
 اسے دخت نے دستہ گل دیا
 وہ دھقان گشتا سپان فرخ جوان
 کہ مجلس میں قیصر کی آواز چلو
 گئی لکھنؤ میں ان کے دونوں جوان
 گئی کہنے راہ سے وہ ماہر و
 اسے دستہ گل حوالے کیا
 خدا جانے کیا اوس جو انکی عزت
 کہا یوں کہ رکھے خدا پر نظر
 لگا لے پھر قصصہ ناجو
 کیے پیش گشتا سپان فرخ خصال
 پورا حال سنکر گئے مردمان
 کیا عرض پھر مردمان نے بھی

بساں غریبان دیجاگان
 کہا پھر نہ گشتا سپان ایچوان
 کہا جاسکا و کسے کہ فرود
 ہر دور اپنے مارا وہ سٹو تیک
 بہت دیکھ و شام آکر کوکین
 کیا رجم و بھانچا یہ دیکھ کر
 کہ تو کون ہو کیا ہو تیری زانو
 کیا کار و بھانچا ان اختیار
 کہ شہر کی نسل وہیں بھی ہونا
 پھر آتش گردش گردش کار
 جو ہوتی تھی بالغ بھلافت
 جسے چاہتی دھت نازمین
 شہر روم نے بت بصد نہا
 جو دیکھے کتا بونچا سپا کینا
 غریبانہ آیا ترے شہر میں
 شہر روم نے پھر بھی روکر
 و گریا پھر بات کو وقت خواہ
 کہ بان شہر میں آج آتی تھی
 منادی کی دھقان شکار
 فرخ شاہ دولت آو ہو نظر
 سو شاہ گشتا سپان فرخ سیر
 یہ کھنگر وہیں دھت و لستان
 غضبناک سنکر ہوا بادشاہ
 یہ چاہا کہ دھت کو جسے ہلاک
 مناسبت نہین عمدہ کا تو زنا
 کہ یہ کون ہو ذرات ہر کی کیا
 وہ بولا کہ لہر اس کا ہوں پیر
 نہ زنا قیصر نے ماور کیا
 نہ کچھ غریبان پیش ہر گز کیا

ارادہ کیا چاکری کا وہاں
 یہیں ہر نہیں خواہش ساریاں
 ہر اک کام میں خوب محنت کرنا
 کہ سندان شکستہ ہوئی اور تیک
 کیا دور دکاں اپنے وہیں
 وہ گشتا سپان کو لکھا اپنے گھر
 یہ بولا وہ دھقان فرخ نہاد
 نہین کچھ غم گردش گردش کار
 و لے ہوں ستمد یہ چرخ و
 ہوا یا در اقبال انجام کار
 مہیا وہ کتا تھا جشن طرب
 اوستہ شہر اپنا وہ کرتی یان
 مہیا کیا ایک جشن نشاط
 نہ آبا سہ اوکو اک نامدار
 نہین اس کے رکش کوئی بہتر
 دکھائے کتابوں کو سب نامدار
 نظر اسکو آیا وہ عالیجناب
 مسافر بھی اور مرد و خمر بھی
 جو انہر و گشتا سپان یوں کھا
 میسر ہو جمعیت و کرد و غیر
 پڑی جگہ اوس نازمین کی نظر
 ہوئی پیش گشتا سپان فرخ جوان
 لگا کہنے یوں کھینچ کر آہ
 لیکن امیر و نیک بنجونی ہلاک
 نہین غریب آئین ستمیہ موزنا
 نقص وین مردمان لکھا
 خفا باب سے ہو کے آیا دھر
 کہا قصہ شہر نے پھر خواب کا
 بندہ حلقہ گشتا سپان دھت کا

شاهنامہ اردو

نہ ہرگز دیا شہ کے کچھ مال نہ گنہ کر کے دیا سے گشتا سب غرض قوت ہر روزہ پنجہ شہ ہوے وہ جوان فوج بھی شہ کہ پیشے میں لک کرگ جو خواہ ہوا اوں ہرگز نہ عہدہ ہوا گیا شہ کے حیرت میں وہ ناخو کہ تھا دلیرانہ ہر صبح نہ گراؤں سے تو خواہان ادا ہو گنہ زبان بھی ہمراہ آئی گئی پہر کیا مرد کے یہ سخن گنہ زبان و مرین بھی چہ گئے طرح شیر کی گرگ نے دوش کر گنہ زبان و مرین شہاوان ہو وہ کہنے لگا کشتہ تھامہ کام ادائے کی شہ اسے بادشاہ وہ ان گرگ کشتہ حو آیا نظر کہا شہ نے اس کے یون بولان ہوا واپس اپنے وہ اندیشہ پاک کہ تھا دلیرانہ ہو جنگ جو پسند ہضو اس کے اہرن گیا تو لاکر کے تیار اب اچوان ہوا انہ زن مرد کشتہ کشتہ کیے جب چل تیرا سنے رہا زہن میں گیا اژدہا کے رون وہ دہان تیز اس کے گندہ کیے وہ دہان دیے قیصر و دم کو چوہہ اژدہا کشتہ آتا نظر کہ شہ یہ کار نمایان گیا	گیا بلکہ دو نو کو گھر سے شکار ایک کر گنہ کا گناہ پر گندہ خاطر تھا دلگیر تھا کہ تھے افراسے شہ نامدار سیا گندہ رنج و آزار ہے تلافی کچھ کر سکا میں زہرا کر گنہ کر گنہ قتل آگے گ سودشت جاتا ہوا ہر گنہ ملا دے تہ خاک و خون کرگ یہ گشتا سب جاکے گئے کہا دلیرانہ روزہ گر پستلین وہ راہ میں خوف سی رہ گئے وہین پنجہ مارا حوا غود پر بہت ل میں سر و شہاوان ہو کہ اپنا کہ دن اشکارا میں نام مجھے دیکھے اب و خیر شکاہ تو حیران رہا قیصر نامور کہ ہر کوہ میں اژدہا کی دمان گنہ کر گنہ رون اژدہا کو لاک کہ گنہ گشتا سب گرگ کو بیان اوں اپنا کی مدعا کہ تاقیل ہوا اژدہا دمان مقابل ہوا ان کہ اژدہا ہوا اژدہا حشہ سر تابا وہین لیکے ہر ایک سنگ گنہ خوشی سے وہ اہرن کو لاک تعب میں آیا شہ نامجو تو اہرن سے کہنے لگا تاجر تو ہرگز نہیں قاتل اژدہا	گناہوں و گشتا سب فوج ہم گنہ با گناہ ایک حصہ دیکر مد وہ دختر شہ روم کی اہرن جوانو نگار مرین و اہرن شہا گیا ملک کو او شہ کی گناہ کہے تو اسے قتل گراؤ چوان گنہ زبان لکے روز اوس کہا کہے ہر شکار ایک گنہ زبان ہوا شہا دم مرین یسگر سخن کراے نامور گنہ ہوا تو بار سو گرگ جنگی شہا بان ہوا گیا سب سے گرگ کے وہ جوان ولا در جوان نے یکے خبر تیغ کہا پھر یہ مرین نے اسے نامدار حضو ر شہ روم مرین گیا نہ باد کیا شہا کے زین پار پھر الفاسے دے دے کیا باخو اگر کشتہ ہو تجھے وہ اژدہا گنہ زبان احوال گشتا سب کا یقین ہو کہ گشتا سب پیوون پاک لگا گنہ گشتا سب عالی تبار گیا اور لا باوہ خنجر و ہین دہن سے وہ ہر دم تھا آتش شہا وہین خنجر تیز پھر روم تر گیا شہ مغز سر اژدہا وہ پیش شہ اہرن آیا دوان نہ باد کیا پھر سخن زین پار کہ یہ کام ہر دیو کا بیگمان وہ لولا کہ اسے سرور انجن	کے بوجھے ویرانے میں لاجرم سو خانہ لاتا تھا وہ ذوالکرام یہ پھر ہر شہید رومہ جہین یہ مرین سے بولا شہ ذوالکرام گیا میں کئی بار لب کر سپاہ تو پھر دون شہ و خنجر و شہا کہ گشتا سب دانا و سلطان کا دلیر و تنو مند ہر وہ جوان گیا پیش نام آوری پستلین تو ہو شہا مدعا ہنکسار نہ زہر مار دل میں ہر اسان ہوا تو دیکھا کہ ہر شیر سے بھی کلان دو پارہ کیا گرگ کو بید تیغ تو نام دیا نہایت کچھو اشکار کہا گرگ تو قتل سینے کیس گیا سب سے شہا نامدار وہ دخت پر پھر ہر حیرت دی تو حاصل ہو دل کا ترسہ دعا بیان پیش اہرن مفصل کیس کہے اژدہا کو بھی دم میں ہلاک لاک خنجر تیز دندا نہ دامن یہ گنہ گنہ سوسے کوہ مرین خندنگ نکلان تھامہ مرد جوان سر تیز گشتا سب نے ہند حکم نشان اژدہا کا نہ ہرگز رہا گیا ماجرا اژدہا کا بیان گیا جانب کوہ ہو کر سوار خزا و گیان سے ہوا کوئی بان نہ زہر مار تو اب جو مان شکن
--	---	--	---



<p>که تھی شرط جو کچھ ہوئی وہ ادا غرض ہر وہاں نام جو کہ در قافل گرگ و مار سیاہ کہ گشتاسب دانا و تیرا کلاں غرض اہل دل و دیر جو قباک یہ سنکر شہ روم کہنے لگا سنون جسکے جنگی سے گاہور سپہدار سالار شکر کیب</p>	<p>گشتاسب سے کرتو بھی وعدہ فنا کیا کتھا دختہ سر خرد کو مالک زادہ گشتاسب پادشاہ شجاع و دلور بہادر جوان کیا گرگ اور اژدہا کو ہلاک مجھے روز اول یہ معلوم تھا پسنگان و شیران و گرگ و زبا</p>	<p>بیان کی یہ گفتا راہ کی جب کتا بونکی اوستا بھی بیان گئی وہ کتا بونکی مان گھنڈہ جو مرین و امین کا یاد رہا کتا بون کی مان یہ قصہ تمام کہ زیر پیر پورین جز کیان کیا شہ نے گشتاسب کو طلب</p>	<p>ہوا قیصر روم ناچار تہ یہ اوستا لگی کہنے وہ سیمین لگی کہنے یون با فراوان سرور تو پھر دعا و ناکا یکسر ہوا کیا عرض پیش شہ ذوالکرام بہنیں کوئی ہرگز دلاور جوان بصد جاہ و شوکت ز رے و لرب فرزون مرتبہ پایہ بر ترکیب</p>
--	--	--	---

جنگ کردن گشتاسب با الیاس

والی خزر و گرفتار کردہ آوردن الیاس را از میدان پیش قیصر روم

ہوا جبکہ گشتا سپ سالار فوج
 لکھا پھر نہ نامہ شہ خزر کو
 شہ کشتہ خزر الیاس شہ
 سپہ کیے آیا سو ملک روم
 سو لشکر خزر آیا دوان
 بہشت خون دشت میں آفندہ
 پکارا یہ میدان میں آن کر
 دلیر نہ الیاس آیا دین
 تو الیاس ہرگز نہ قائم رہا
 ہوا قید میدان میں الیاس جب
 غرض ملک تخییر کیس کیا
 وہاں لگے آڑ و کلفت و عشا
 سپہ اگر گشتا سپ ایک روز
 یہ سنکر دین پیش سلطان موم
 نہیں خوب امیر آپ کو گستا زم
 کہ ہر شاہ امیر آپ میرا پیر
 دلیران ایران کو پار آکھان
 کہ تخییر ایران میں جا کر کروں
 سو شاہ امیر آپ نامہ لکھا
 اگر نصرت ایران قلیج و کلاہ
 ہوا کیے قابوس نامہ روان
 یہ کہنے لگا پھر شہ نامہ مجھ
 کہا یوں فرستادہ سو بعد از
 یہ سنکر کیا نامہ بنے بیان
 کہ بیٹے میں اک گرگ خونخوار تھا
 پھر الیاس خزر کیونکہ کام جنگ
 مشابہ ہو کہ وہ جنگ اکرما
 یہ جانا جہاندار امیر آپ نے
 نکر تاں اک پہلوان پر عسرو

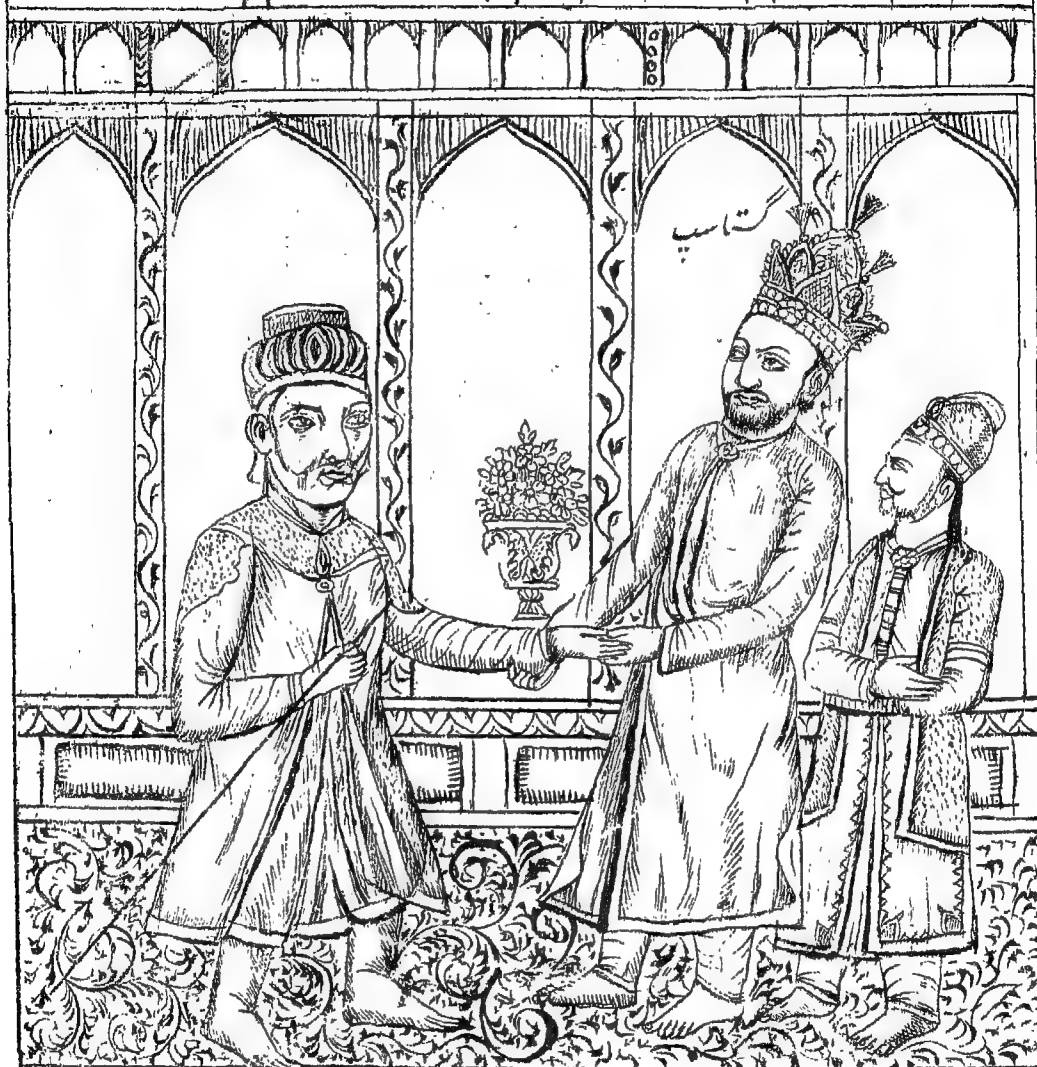
ہونے تاج حکم سردار فوج
 کہ اب خزر سے دست بردار
 کہ رکھتا تھا ساتھ اپنی جنگی سپاہ
 سپہ وہ کہ فولاد میں جس موم
 ہو کر گرم پکار جنگ دوان
 کہ صحر ہوا بحر خون سرد رہا
 کہ الیاس رکھتا ہی نہ تھا گر
 ہوا ساتھ گشتا سپ گرم گین
 زمین پر گرا زین سے ہو کر جدا
 گریزان ہوا لشکر خزر تب
 بہت گنج قیصر نے دانے لیا
 زیادہ کیا رتبہ گشتا سپ کا
 کہ شاہ سے اسی شہ نیک بخت
 لگے کہنے یوں ناداران موم
 مناسب نہیں ملک پران کا غم
 عیان اسکا احوال ہو رہا
 کہ ہوں ساتھ میری ستیزہ کن
 تجھے حسب تخت و تہ کر دین
 یہ مضمون قوم و سپہن شہ کیا
 مجھے دے تو ہو صلح اسی بادشاہ
 گیا جبکہ وہ پیش شاہ جان
 کہ تخییر کر کے فقط خزر کو
 حقیقت نہ جنگ کی کریا
 کہ قیصر کا داماد ہو اک جون
 اور اک کوہ پر تھا دیان آرد
 اوٹھا زین لایا جان نیک
 کہ جسے یہ کار نمایاں کیا
 کہ برپا کیا فتنہ گشتا سپ نے
 کہ یہ بات ہر عقل و دانش ہو

نہ محکوم تھا تھی و سکی سپاہ
 مہیا کو کر نہ سامان جنگ
 حقیقت یہ سیکے ہو گین
 او دھڑکی گشتا سپ لکھ سپاہ
 سرد پہلو سپہ تھا و تھک
 سپہ اگر گشتا سپ مرد سپہ
 تو ہو ساتھ میری سپاہ گرم جنگ
 جو گشتا سپ نے ہرگز دوس
 گرفتار کر کے وہ جنگی جون
 گیا مرتکب پھر قلعہ تکیان
 پھر خزر سے پھر بفتح و ظفر
 کیا بلکہ مختار کی سردامور
 لگے سازا پ کو ایران کو
 کہ امیر سپہ بادشاہ عظیم
 جان لا و شو شگین چہ
 مری جنگ کی تاسا و سکونیز
 ہر اسان میں گر روم کے نامدا
 کہا جبکہ گشتا سپ نے نہیں
 کہ ہر ساتھ تیری مجھے غم جنگ
 کروں در نہ ایران کو کیے خبر
 بجالا کہ آداب نامہ دیا
 ہوا قیصر روم مست غور
 کہ الیاس کا ملک کیونکر لیا
 دلیر و متومند گشتا سپ نام
 دلیر اند و فونکو و بچون و بک
 یہ پوچھا جہاندار تخییر کہ ہاں
 نظر کر کے اسنے لبو زریہ
 شہ روم کو نام کا پھر حوا
 ہزاروں میں بیان کر دے شہین

شہ روم سمجھے تھا پشت پناہ
 جو شہنشاہ خاطر ہو کہ سپہ رنگ
 کیا تھا سپہ پکارا زور سے گین
 بفرمان قیصر ہو آکھنے خواہ
 اشار نمود و سنان و دندان
 دوان کے گھوڑے کو مانند شیر
 نہ ہرگز کرے جنگ میں کچھ رنگ
 کہ میں کیا بند الیاس کے
 اوسے لیکھا پیش قیصر کشان
 شہ روم باشک و فرشان
 سو روم آیا لصد کر و فر
 جو امیر د کو باشتا و سرد
 نہ دوان شاہ ایران ہو
 وہ رکھتا ہی گنج و سپاہ عظیم
 شہ روم ہی پھر یہ لولا دین
 کہان میری طاقت جو ہو گم
 تو ارشاد ہو چکا ہے شہنشاہ
 تو شادان ہوا سرد و شہن
 نہیں جنگی بی میں ہرگز رنگ
 تو ہو گرفتار رنج و عذاب
 مہنسا پڑھے کہ امیر آپ کشتا
 ہوا غم و دوش سے بکبار دو
 اوسے قید قیصر نے کیونکر کیا
 بنا ہاتھ سے اسکی سپاہ پر کام
 کیا اوس دلا ورنے جا کر ملک
 یہ بیٹھے میں جتنے یلان جوان
 کہا اسکے متشکل ہے وہ دلیر
 لکھا یوں کہ می شاہ والا خطا
 نہ دوان شاہ شہنشاہ شہن

<p>سین غز ایران نہ الیاسم یہ نامہ نویسد جب لکھ چکا</p>	<p>تواند از سرے رکشہ باہر قدم طلبیدن لہر اپ گشتاسپ را از</p>	<p>بہستور پہونچا تباہی خراج تو قابوس گوشہ لے لیت کیا</p>	<p>بہت ورنہ تیرا دنگستان تو قابوس گوشہ لے لیت کیا</p>
<p>برادر جو گشتاسپ کا تھا ذریعہ</p>	<p>کہا اوس لہر اپ اسی دیر</p>	<p>تو با پیش قیصر فرستاد وہ</p>	<p>یہ کہہ کے اوس کے کہ امیر شہر</p>
<p>تو کراصلح سے نہ ہو گئی خواہ</p>	<p>کر نیگہ نہ ہم خوش تاجگاہ</p>	<p>تو پھر اپ گشتاسپ آئیو</p>	<p>سجوبی یہ پیغام پہونچا یو</p>
<p>کہ تینے تری قدر جانی نہ آہ</p>	<p>دل پر نہیں اب جان من عدو</p>	<p>ترمی یاد میں کیا پریشان ہو</p>	<p>بہت آبدل میں پشیمان ہو</p>
<p>خطامیری اب سرسبز کر معاف</p>	<p>کہہ دیتے کہ آئندہ دل کا مٹا</p>	<p>روانہ ہوا سوار ایران دیا</p>	<p>کہ امیر شہر دیدار لیل مہنار</p>
<p>ہوا سب میں افسردہ تخت سے</p>	<p>تو فریاد ہو باری بخت سے</p>	<p>ارادہ یہ ہی شکست گشتاسپ</p>	<p>کروں یاد دہان میں ہر روز</p>
<p>رکھوں سر پہ کیکر کلاہ مہی</p>	<p>سبارک مجھ تخت و تاج شی</p>	<p>سجلم شہنشاہ آفاق کیر</p>	<p>سوروم ایران سے آیا نہ دیر</p>
<p>کہا جبکہ قیصر سے پیغام شاہ</p>	<p>لگا کہنے تب قیصر کی خواہ</p>	<p>مجھے شاہ دی نصرت یار لگا</p>	<p>تو پھر صلح العقبہ ہو سار لگا</p>
<p>وگرہ مصمم ہی رہ بخش جنگ</p>	<p>مہیا ہی تیغ و زناں خدنگ</p>	<p>شہ روم جو یہ پانچ دیا</p>	<p>وہ غصت ہو پانچ مکان میں گیا</p>
<p>گیا پیش گشتاسپ پھر وقت شب</p>	<p>کہا اوس پیغام لہر اپ</p>	<p>پیام پر سنکے ہوشا دشا</p>	<p>بلکہ ارادہ گشتاسپ فرسخ نہا</p>
<p>گستاخوں کو لیکر شتابان ہوا</p>	<p>روان کے آقا لیم ایران ہوا</p>	<p>جو نزدیک پہونچا وہ سا آواز</p>	<p>گئے پشیمان ماران شہر</p>
<p>گیا جبکہ لہر اپ کے روبرو</p>	<p>اوٹھا تخت سے کب شہر ناجو</p>	<p>پیر اور پر ہوئے پھر مکار</p>	<p>سو محو مثل ارباب اشکیار</p>
<p>وہیں پھر جہاندار فریاد بخت</p>	<p>بجھا ایک تخت اپنے پہلو تخت</p>	<p>لگا کہنے گشتاسپ اسی پیر</p>	<p>تو اس تخت زرین پہ ہو جلہر</p>
<p>وہ بیٹھا وہاں جب سب مدد</p>	<p>سجلم شہنشاہ عالی تار</p>	<p>ہوئے اوس کے محکوم و فرمان بردار</p>	<p>دلیران و گردان امیر وزیر</p>
<p>جہاندار لہر اپ فرسخ حصال</p>	<p>جہاں میں ہا کی صف بستیاں</p>	<p>کہا شہر گشتاسپ کے بعد</p>	<p>کیا نیے اب ترک کار جہاں</p>
<p>مجھے کام کچھ ملے نہ تیر</p>	<p>تو ہی مالک تخت و تاج و کین</p>	<p>یہ کہہ قیصر شی دور کر</p>	<p>لباس قیصری کیا زیب ہر</p>
<p>نہ زنا ز دلیر رہی حب جا</p>	<p>گیا پھر سوئے لہر اپ شاہ</p>	<p>کہا یوں نون بخ میں کہ رگا</p>	<p>پرستش کہ خلق تھا کہ بیان</p>
<p>کسی کچھ میں ان صفا دل</p>	<p>نشتن گشتاسپ بخت</p>	<p>وہیں چھین پھین کا فرمان روا</p>	<p>ہر زبان پرستی ہو شش تن</p>
<p>میں شکست جبکہ لہر اپ شاہ</p>	<p>وہیں چھین پھین کا فرمان روا</p>	<p>غرض فوج پر اپنے منور و کتا</p>	<p>تو بیٹھا سر تخت گشتاسپ</p>
<p>تمنہ فضل خدا کریم</p>	<p>جسہو رضا و نلا و نلا تاج</p>	<p>کہا اوس کے محکوم و فرمان روا</p>	<p>جہاں میں ہوا با و شاہ عظیم</p>
<p>شہان جہاں کچھ تھے خراج</p>	<p>کہا اوس کے محکوم و فرمان روا</p>	<p>جہاں میں ہوا با و شاہ عظیم</p>	<p>کہا اوس کے محکوم و فرمان روا</p>
<p>نکرتا تھا زنا ز فرمانبری</p>	<p>کہا اوس کے محکوم و فرمان روا</p>	<p>جہاں میں ہوا با و شاہ عظیم</p>	<p>کہا اوس کے محکوم و فرمان روا</p>
<p>سوا اسکے ستا جہان زمان</p>	<p>کہا اوس کے محکوم و فرمان روا</p>	<p>جہاں میں ہوا با و شاہ عظیم</p>	<p>کہا اوس کے محکوم و فرمان روا</p>
<p>نیکانہ بعد ل و کر گسری</p>	<p>کہا اوس کے محکوم و فرمان روا</p>	<p>جہاں میں ہوا با و شاہ عظیم</p>	<p>کہا اوس کے محکوم و فرمان روا</p>
<p>رکھانامہ صفیہ یا ایک کا</p>	<p>کہا اوس کے محکوم و فرمان روا</p>	<p>جہاں میں ہوا با و شاہ عظیم</p>	<p>کہا اوس کے محکوم و فرمان روا</p>
<p>جو چاہا اوس کا دستور تھا</p>	<p>کہا اوس کے محکوم و فرمان روا</p>	<p>جہاں میں ہوا با و شاہ عظیم</p>	<p>کہا اوس کے محکوم و فرمان روا</p>

بختیایا پسر اسفندیار او سپید بست زورمند و جوان و مقتدا مواختر رستم کا احوال رزم	ام جیس و دروین بدن گویا بہائین بہرہ الکی فست و قضا بہر آب دلو و ہر رزم دیگر کاغوا	وی گرد و زمین تن اسفندیار یک لکھتاسی فردوسی نامدار لکھنوں کجک اسفندیار جوان	غصین پوشتا ہشتا نامدار کے نیے اشعاراشی ہزار کرون کارنامہ جوان کا بیجا
---	---	---	---



سیدن زردشت آتش پرست در حضور شتاب شاہ و خود را
بہ پیغمبری آشکارا کردن و آمدن گشتا شاہ در دین او و لشکر کشیدن
ارجاشاہ ماچین چین ایران و محار بہ عظیم رود اودن و از دست اسفندیار
کار نمایان بطہور رسیدن و فتح یافتن گشتا پ و رواج دادن اسفندیار
کوئی گرد تھا ایک زرتشت

خبردار علم کلام تمام

<p>وہ آیا حضور شبہ دین پناہ کیا ایک دن یہ عمل آن کے خو اصل دس شر کا بیان کیجے کیا ہوا شاہ گشتا سپہ سرخ نہاد یہ زردشت بولا کہ اندیشہ کیا ہوا خواہش دل سے اوس کا مرید دکھاؤں مجھے مجھے اب یہاں اگر میں کسی پر ہوں نامہ ران کے پاس آئیں اکثر ملک تو کر اوس کے آئین کرے اختیار کیا تھا جو زردشت فرزند آشکار گیا یا لے بالائے نہ آسمان کہا ایک روز منے اے تاجدار لکھا شاہ فرماہار جاسپ کو پڑھا شاہ گشتا سپہ کا نامہ سنائی یہ شاہا تو بیدین ہوا تجھے اوسے گمراہ اگر کیس ترا باپ نیدار وزیر دان پرست کہ بیدینی اب تو کی خستیار سپہ ورنہ کھینچوں پس یکدوا وزیر ہند نامے کو پڑھو غور سے پڑھا جبکہ مضمون نامہ تمام سمجھتا ہی کیا کیجیے غم جنگ زیر دلاور نہت یوں کہ ہوا شاہان شاہ کشور کشا کہ نہیں تجھے کشتہ تیغ کین یہ نامہ جو پہنچا تو سالار حسین جہان لشکر چین پہنچا تھانہ ان سوی برب خبر شاہ گشتا سپہ</p>	<p>سیان شہ کی اپنی آئین راہ کہ گشتا سپہ اگر ایوان کے کہ برگ و ثمر اوس کا جو کھا و کھا زیادہ ہوا اور بھی اعتقاد کردن جا میں چارہ لہر سپکا عقیدت کا سر زرد و شہنشاہ عیان مجھے میرا زہن شاہان تو دوزخ نصیب کسی ہو گیا عیان مجھے کہ تے میں از فلک تو مقبول ہویش پروردگار وہی اوس کا مذہب کیا اختیار خدا کو بھی میں کیہ کیا دہان ترا ہی مددگار پروردگار کہ حسین تو اب دست بردار ہو سپہدار راجا سپہ سمجھا یہ تب پذیرندہ تازہ آئین ہوا تبہ کار تیرا سر اسر کیا اور ہوش ہو و شیطان پرست نہ گمراہ ہو بہر حق ازینا کردن ملک ایران کو کیستار تو آبا ز بد رسم و بد بطور سے تو دست و گشتا سپہ کا نام نہیں چاہی اس میں ترک و ترک کہ جنگ زرمودہ نہیں شہا لکھا پاخ ار جاسپ کے نام کا نہ تو سونہ لشکر نہ ماچین و چین ہوا پڑھ کے مضمون بہت گہین زرتشتا تبارگ و شجر کا نشان کہ کھینچی ادھر فرخ ار جاسپ</p>	<p>کیا از آتش پرستی عیان ہوا ایک پیدا درخت بلند نصیب کسی ہو و کھا و کھا پھر آئی خبر پیش گشتا سپہ غرض بلخ سے آج بے بیش شاہ کہا شہ سوز و زشت آئین و جسے چاہو نہیں اوسکو پیچو دین جہان بادشاہا با اظہار رب مے واسطہ نہ دہشتا کتاب غرض نہ فرس دل ز زشت کئی دن کے بعد اوسے بھڑکا کبھی شاہ گشتا سپہ عالی گہ کر اب شوقی غم ستیز چین وگر نہ ملاؤں نہ خون و خاک کہ زردشت شہ کو گمراہ کیا ترے پاس پہنچا جو شہنشاہ کیا کیش دین تو فریاد کیا پہر پاس میں تجھی ہوں کینہ خوا ترا ہی جی پیغمبر بد سپہ لکھا دوستانہ یہ نامہ تجھے روانہ ہو لیکے نامہ وہ دیو یہ بولا کہ کیجیے سمجھ جواب لگا شاہ سے کہنے اسفندیار تعبیات ہو ساتھ سپہ سپاہ اوشکا تو کوسا سطرے رخ راہ غرض نامہ طیار جب ہو چکا سپہ لیکے دو میں بی کارا نکرتا تھا غارت فقط کینہ جو تب آیا سپاہ گران لیکے شاہ</p>	<p>ہوا مشقہ اوس کا شاہ جہان شہدار مطوع و خاضع سپہ قرون عقل ہوئی تھی پیشہ و کہ ہر سخت بیمار اس پر شاہ تو پھر وہ شہنشاہ کیوان کلا رسول خدا ہو نہیں ای نیکار سو گلستان بہشت برین نظر میں میری عرش کر سی جو ہوئی نازل امی شاہ گردون تو بس ترکین اپنا کیس کیا ہوئی اوسکو ہر حال چاہی شہا نہ پھر ہی تھا فرمان اوس کے سر تو ہوسا تھا راجا کہ کمین کردن تیغ کین تجھے میں ملا وہیں پاسخ نامہ پھر یہ لکھا کہ ہر سخت بکیش بد سخت پس پیش زہنار دیکھا نہ آہ مناسب ہو چکا کہ اے بادشاہ اوسے اپنے اقلیم سے کہ بدر کہ حاصل ہوا دین دنیا بھر نشانی گئے پیش گیہان خیر کہا سنے زردشت یوں شاہ مجھے کیجیے رخصت سو کارا کہ ہوں ساتھ ار جاسپ کینہ خوا نشانی سے پہنچو نہیں لیکر سپاہ تو پھر شہ نے دیو و نگہ رخصت کیا روانہ ہوا سو ایران دیار جلاتا تھا سر کاخ و ہر قصر کو دلیران جنگ و در کینہ خوا</p>
--	---	---	--

سواران جنگی تھے ششصد ہزار
خود مند جہاں پشہ کا وزیر
کہ ہے فتح کسی بروز و عشا
دلیران ایران بہت ہوں ہلاک
صفت آہستہ بعد از ان ان ہوں
نیر شاہ اس پر کاروشیر
کیے قتل اسے کئی نامدار
ہوا جبکہ وہ کشتہ تیغ تیر
گیا پھر وہیں جنگجوے دلیر
ہوا جبکہ پستوہ جنگی ہلاک
کئی پہلوان اور کئی دیوزاد
شتابان ہوا پھر سواروسیر
ہوا تب خروشنہ سلطان چین
اوسے حسب شوکت شاکان
کیا دیو نے زخم وہیں رہا
دلیران ایران سے کہنے لگا
وہیں سنکے بولایہ ہفت ریا
اگر دیو خونخوار کو کرے پست
پھر اتنے میں لشکر میں غوغا اٹھا
یہ سنکر ملک زادہ اسفندیار
کہا ہونہیں روئیں تن اسفندیار
روان کی وہیں دیو کشش تیغ
کیا زخم نیزہ رہا دیو پر
جا کر کے جسم نہا پاک سے
مدد کو گئے سوئے اسفندیار
یک لکر سپہدار ہفت ہزار
ہوا حملہ آور بہ فوج گران
گزبان ہوا افسان سلطان چین
کہ جانشینی ایشہ کرے تو اگر

نبرد آریاں جنبہ گذار
صطلاب انی میں بختا پتیر
وہیں دیکھ کر اوسے ظاہر کیا
پھر آخر بالطاف نیروان پاک
بہم رزم جنگی نمایان ہوں
کہ تھا وخت کا اوس وہ دلیر
ہوا کشتہ پھر آپ انجام کا
گیا پھر جہاں پھر ستیر
ہوا نذر پستوہ پور زریہ
زریہ دلاور ہوا شمشاک
مقابل ہو آگے مانند باد
سو شاہ ارجاسپا نند شیر
کہ ای نامداران ترکان چین
بست گنج در دیکے شادان کرو
ہوا قتل وہ مرد جنگ آریا
کہ ہے کوئی مرد نبرد آریا
کروں جاکے میں دیکو کار آریا
تو سے لشکر چین کو یک گشت
کہ اس دیو حشر بر پاک
وہیں سپہ ہزار پر ہو سوا
نہیں مات پوز کو یہ دینا
سو نامدار جہاں بید رہیغ
شان نے کیا بس جب سے گذر
جہاں نے کیا بستہ فتر اک سے
یہ کہنے لگا اوسے اے نامدار
عقب اوسے دو زون جنگی نو
زود گشت با ہم ہونی خوشان
ہو حسب راگندہ ترکان چین
تو آتش پرستی کریں سیر

پے لشکر چین بہ تیغ و تبر
لگا اوسے کہنے شہ نامدار
کہ خورشید برادر سے رز جنگ
میر گئے ہو فوج و ظفر
دلیران ایران گردان چین
دلیرانہ آیا سو حرب گاہ
برادر ہو کا وہ شہید تھا
کیے اوسے ترکان خونخوار
کیے عرق خون مرد خور گذار
روان کر کے گھوڑا سوار
ہوا نذر نے کھینچ کر تیغ کین
صفت فوج کو چیر کر سیر
دلیرانہ اب گرم پیکار ہو
وہیں بید رنگ یک مرد دلیر
زریہ دلاور ہو کشتہ جب
جواس پوز سحر کے ہو جنگجو
جہاں گشتا ہے پوزے شاد
تو سر سے افسر زریہ کھون
نہاروں ہو کشتہ ایرانیاں
دلیرانہ آیا دوان سو کے دیو
جو ہوں ساتھ تیر نبرد آریا
دلیر ہے و قتیغ سنگام جنگ
ہوا کار کر شیر آریا بگون
شتابان چوتھے میں پوز نیر
کہ آؤ چلو سو ارجاسپا شاہ
شتابان چوتھے میں سالار چین
کیا قافیہ لشکر چین کا تنگ
گرفتار لے بہت سرکشان
کیا رحم گشتا سپہ شہ فرین

سواران ایران تھا بیشتر
صطلاب میں دیکھ ایشہ ہوا
بہت کشتہ ہوں زریہ تیغ خونخوار
گزیدہ ہو فوج چین سیر
ہوئے گرم پیکار آریا کین
سواران چین سے ہوا زخموار
سو نذر گاہ بعد اوسے گیا
ہوا آپ بھی آخر کار قتل
جہاں پھر ہوا آپ بھی زینہا
ہوا گرم کین مثل مار سیاہ
کیے قتل دیوان ترکان چین
گیا جبکہ نزدیک و فامور
کرے جو کوئی قتل اوسے دیو
ہوا آنکر ہم نذر و زریہ
ہوا پرالم شاہ گشتا پست
ملاوے تہ خاک خون پوز
کہا یوں کہ اے پوز فرخ نہا
تجھے تخت شاہی چو لے کروں
نہیں ہے تاب اقامت یہاں
لسان نیر بر زبان کر غرور
کشتہ ہوں دیوان خونخوار
پکڑ لی دلاور نے اور بید رنگ
گرا خاک پر دیو کیش نکون
اور اک گرد فرشید مرد دلیر
کرد اوسے لشکر کو کیتربہ
جہاں گشتا پست بھی پھر زین
رہی پھر نہا جاسپا ناب جنگ
یہ کہنے لگے سوئے زاری کین
پھر آیا ہوا شاہ روسے زین

پڑا تھا جان کشتہ بنگی زریں سوئی تیغ اب زندگانی مجھے لگا کئے دستور سے شہر یار ہو کر کشتہ ایرانیاں ہی ہزار ہو کر قتل میدان میں کیسے ہزار دیا دین زردشت کو پھر راج اوسے شاہ نے تخت و تاج جہان میں آئین و طرز کو شہر و مملوک و دہن ہوا گیا پھر سو ہند اسفندیار گیا جس لایت میں اسفندیار گئی ہر طرف زندہ و تاج سپہدار نے پھر یہ نام لکھا سراک ملک میں مردم خاص علم	ادھر پہلے سے شاہ آفاق گھر دریا کہ یوں کشتہ دیکھوں مجھے کہ میدان میں کر کشتگان کا شمار از انجملہ تھے ہشتصد نامدار ہزار و صد و شصت ستادار جہاندار نے از سر اتہاج خوشی ہو و لیجد اپنا گیا مریج تو کر دین زردشت کو پہرندہ دین و آئین ہوا وہاں بھی یہ آئین کیا آفشا گیا جس طرف نامہ نامدار نہ آئی کسی کو یہ نہ تاج سو شاہ گشتا سب کشور کشا ہوئی گرد آتش پرستی تمام	ہوا غش پر اوسکی نوہ کنان اچھے رکھے تا بوت میں بعد ان شمار اوسے جب کشتگان کا گیا جب آیا سو غش ترکان چین میشروئی جب کہ فتح و ظفر ولیری و مردی داسفندیار کہا پھر کہ اے پور عالی گھر ہو شاہ سے حضرت اسفندیار رکھا فرزند و استا کو بالاسر پھر آیا بسوی میں پہلوان ہو جو سب ل و جا فرمان پذیر کر جو حکم سے اوسکے جو خراف کہ خرد و کلان نے ندوی طر یہ سکر ہو شاہ گشتا سپا د	کہا یوں کہ اے سرفراز کیاں ششہ ہو اوسے خیمہ روان نہا آشکارا کہ وقت و غا تو ظاہر ہوا یہ کہ گردان چین ہو شاہ دشا منشہ نامور ہو و دیکھ کہ دادان شہر یار پے ناک گیری تو باندہ اسبگر سو دوم پہلے گیا نامدار اطاعت میں بہود آئی فطر سو ہو گوئی ان کے پستش کیاں رہا یا و شاہ و امیر و وزیر کے سنے نہ سکر گیا ہر خلافت پذیر گیا دین زردشت سب کہ حاصل ہوئی جان دل کی ہزار
--	--	---	--

قید گردن گشتا سب اسفندیار را باغوا ی گزم پہلوان تشریف آوردن در ستیان

جہاندار نے ایک کی نہیں فلے قہادہ بدخواہ اسفندیار غزو اوسکو یزور پر خیر کہ چنگو کرے آن کیاں آبر ہوا اسکے آندہ گشتا سپا طلب کے پھر اپنے دستور کو وہ جا سب دستور شاہ جان مجھے کل کی شے آبا یا فطر کہ کیا واسطہ میری قصہ کا ہو ز میری شہر سے کر گشتا مجھے تھا چون اپنا مجھے دستا لگا کئے یہ سب اسفندیار ملک زادہ رکھتا تھا از زند چار	ہمے لگے حاضر سران مرن لگا کئے شہر سے لگا و شہر یار کہ ہم پنجہ اوسکا نہیں غیر نہ ترا چین کے لگت تاج و سر یار نہاں ہوا پھر سو پر نگاہ لگا کئے شاہ منشہ نامجو گیا پیش اسفندیار جوان کہ خوشگین مجھے میرا پدر ہو انچہ شہاہ کشور کشا پرستندہ بادشاہ جان جو مجھے مصلحت ہو سو آفشا کہ آزار دیکھا مجھے شہر یار نیز گل و نین تھا بہرین نامدار	کوئی ایک تھا کہ گزم پہلوان سنا پھر کہ اسفندیار جوان کہ ہم جو وہ دین چنل تبا سنا تھا دینے وہ ظاہر کیا گیا اک ظلم صبر و آرام و خواہ کہ جلدی تو جا پیش اسفندیار دیا پھر یہاں کشتہ نامدار وہ بولا کہ جو سب تیرا ہو بہا کیا میری سر اک کو آتش پرست نہ کی میری خدمت پہر کر گشتا وہ بولا یہ بہتر ہے اسی نامور وہ بولا کہ بہتر ہے جو پدر دوم پور جو ہر پوش نامور	ندیم شہنشاہ گیتی ستان رکھے سنا تھا اپنے بہ فرج گراں ارادہ یہ اوسکا چشام و بچاہ جو بہتر تھے وہ کیسے شفا رہا تا سہ روز و شب ہر طرف پہاں آتا تھا سب کو اسی نامدار لگا کئے پھر دوہرین اسفندیار جوانہ نے شب کہا یوں شتاب کہا سر بلند ان عالم کو بہت ہو خوشگین آہ یوں تاجور کہ جانہ جو سپہاں حضور پدر نہ پھر اوسکے فرمان ہی نہا سر سوم آذر گردن سنج سیر
---	---	--	---

چہارم تھا نوشت ورنامجو روانہ ہوا سو گشتا سپشاہ ایسے قید کر کے کیا پھر رون سنا جبکہ بہن نے یہ جہسرا گیا الغرض پیشل اسفندیار ہوا بلخ سے عازم سیستان کیا اختیار اونے آئین شاہ کیا بعد ازان شاہ کو میہان	سہر مندانا و فرخندہ خو سہر فرزند کو ساتھ لے اور سپا شہنشاہ نے سو درگندان بعد بلخ و غم بلخ میں تہ گیا ہوا باب کامونس و نگسار کہ آئین تازہ کر و ان دن مروج کیا ملک میں نین شاہ	غرض گرد و بہن کو سفندیا گیا جب حضور شہ نامدار ستونہا و سختی کی کار چار وہاں سے بسو درگندان گزر جب گیا روزگار دراز جو نزدیک پہونچا وہ فرما رکھا زندہ ستر کو بالاکا سر	سبجاہ و شہر کر کے مختار کار ہوا تب گرفتار اسفندیار ستونوں نے باندھا آواز ستوا ہوا بھائیوں کو وہ لیکر رون تو گشتا سپشاہ شہ سر فراز تو آہ تھمن و بہن پیشوا کیا ایو سکور بلخ و ان زود تو رہا شاہ گشتا سپشاہ سال و
---	--	--	---

رسیدن کرم پسر اسچاپ با فوج شکیمن

بلخ و لہڑا کشتن و بلخ رافتح کردن آمدن گشتا سپستان آمدن اسچاپ برا

امداد پسر شکست خوردن گشتا سپ

سنی شاہ ارچا سپا چنبہر بفرمان گشتا سپ آفاق گیر یہ سنکر ہوا شادمان شاہ چین سو بلخ اوسے روانہ کیا کہا یوں کہ ہے باوشاد جہان یہ کہنے لگا وہ شہر شک نام بہت عذر لایا وہ فرخندہ کش سپہ شاہ کے ساتھ تھی کینزار جو لہڑا آسوسے کارزار سپہدار کرم ہوا شکیمن ولیکن نہایت تعجب بیان کیا گیسر لہڑا کو بس و بہن ہوا کہ لہڑا سپ ریچ جدا شکستہ کیے گیسر آتشکدہ وے جہاگ کران زن و ستان ہوا شکستہ غنک شاہ جہان کہ بالفعل شاہ تو کر غم جنگ سپہدار اسچاپ بھی لیکے فوج	میان درگندان پر اسیر کیا پھر وہیں غم پرچا کر وہاں اسقدر کوئی سرگزن تھا نہیں کوئی سردار لشکر بیان کہ مجاہد یزدان پرتی ہو کام وے عذر لگے کہ گیا اچھے نہیں فزون اس گھرن تھا اک سوا کیے کشتہ ترکان چین پیشا لگا کہنے لے نامداران چین کہ چڑھے ہن لہڑا نظر بیان ہوا اگر ہوا بازار پر خاشاکین تو پھر چنبیوں کو پارہ کیا کہ از دود و ہستہ کو آتش نر شتابان ہوئی جانب سپا یہ رستم سے بولا کہ اسی پہلو عقب تیر پہونچو گامین بید روانہ ہوا چین کا مفند مروج	کیا یی سیستان بادشاہ سپہدار کرم تھا اوسکا کہ کرم ہوا ان کر کینہ خوا مناسب ہے کچھ سوری سردار کچھ سوری نہیں سکان عبادت لہڑا سپا سوال و بہن فوج کرم ہوئی سواران بلخی نے وقت و غنا سہم کینہ آو میں جنگی سوا یہ سنکر ہوئی حمایہ اور سپا ہوا اڑی و خستہ لہڑا سپا ہوا بلخ چین جنیان کا جو دخل زمان شہستان گشتا سپا گئی پیش گشتا سپا چشم یہ ہر وقت یاری و امداد کا ہوا شاہ گشتا سپا مروج ان ہوا بلخی کرم نامور	کہ ہفت یار بل نامور نہیں بلخ کے شہر میں کچھ اوست با سپاہ گران آنکر گئے درمان پیش لہڑا سپا کہ زبندہ ہو مگو سرشکری مجھے کام سرشکری نہیں کیا لاجرم جانب رزمگاہ دلیرانہ چھڑا جب با ہم ہوئی کیا قافہ تنگ بخواہ کا او دھڑکیزار او دھڑکیزار سبکو سواران لہڑا سپا زمین پر گرا خسرو دین پناہ کیا بلخ کو اسیر اور شہل ہو میں قید کیسیر جال تباہ کہا ماجرا بلخ کا سرسبر شہنشاہ کو رستم نے پاسخ دیا سو بلخ پہونچا وہاں سے رون ہوا سپا آکر معین چہر
---	--	--	---

جوار جاسپ آیا بھوج گران مقصود جان خدمت میں لاجم سپہ لگا کئے پھر تاجور سپہ لکے آیا سوز دم گاہ ہوئی پھر صف آرا تہہ ہر دو ہوا گرم صحرائین بازار جنگ ہوا لشکر چینان چہرہ دست غرض شاہ گشتا سب عالی بنا صطرلاب بین دیکھ کر نامور تو حامل ہنوتھ و طفر پھر چین کہ اسفندیار جب لکیر کو بحکم جہاندار آفاق گیر	سہرسان ہوئی فوج ایرانیان مجھے رکھے مغدور با صد کم بلا سے نہ آیا تہمتن اگر کہ تالشکر چین سے ہو کینہ خوا دلبران جنگی تھے جنگ جو ہزاروں سپہ سردار ہر یک دلبران ایران کو پہنچی شکست ہوا کافت نام سر کو ہمار کہ ہو کس طرح سے پیش نظر تہہ چین یکدست ترکان چین مرنامہ لیج کے لے نامجو	سوا اسکے رستم نے نامہ لکھا ہوا شملکین حسن وار جہند جہان آفرین اب جہاد یار شہ چین بھی لیکر سواران چین خروشان ہوا کو کس و کس گاہ ہوا دہن شہوت دریا خون گریزان ہو جبکہ ایرانیان وہ جاہاں شہشاہ کا جو وزیر گزارش کیا امنی ای شہر یار یہ ظاہر کیا جبکہ جاہاں سب ڈرگنبدان ہی بہان لا شتاب روانہ ہوا لیکے نامہ وزیر	کہ کچھ کام دیش پریشان شہا نہ آیا اسے غدر بجا پسند یہ لکھ ہوا شاہ ایران سوار مقابل ہوا انکر لیس و چین کہ لرزندہ جسے ہوا کوہ قاف دفرش سواران ایران گون اقاق کو لکے گئے چینان لگا کئے اس سے شہ نے نظر جو ہو گرم پکار اسفندیار کہا تہہ شاہ گشتا سب توقف کو مت تہہ دی جانتا روانہ ہوا لیکے نامہ وزیر
--	--	---	--

بحکم گشتا شاہ و آمدن ہمراہ جاہاں سب از درگنبدان بحضرت پادشاہی مران
بودن و فرستادن اسفندیار جنگ جاپ فتحیان بودن اسفندیار و گرختہ رفتن

کیا جب زہر شہ نامدار دی نامہ شاہ شہزادے کو گرفتار زنجیر کر لے گیا تو اب اسے دین و درگنبدان وہ یاتک گرفتار آہن میں تھا تو جاہاں سب اس کو با کوفہ پھر اپنے جہاز کا ہو غدر خواہ مجھے سوئے و نخت ایران پھر اسفندیار جوان کو روان پے جنگ جہاں اسفندیار ہوا سانس اس کے مردہ لے جسم اس کا سلامت ہا	ار جاپ و دخال گشتا سب در بلخ لگا کئے شہزادہ جنگ جو رکھا جہاں سب را ذاق روا یہ نہار وقت شکایت نہیں دم مخلصی اس کو بخش آ گیا مع چار فرزند والا گھر لگا کئے امی و پادشاہ کردن پھر ملات جان فرزند کیا سوئی اعدا بھوج گران اوراک پہلوان نام تھا گسار وہ روئین بدن مثل غنہ کہ روئین بدن وہ جو لفظ	کہ جو گرم پہلوان پادشاہ دیاسکے جاہاں ذیہ جواب غرض دیکر جاہاں سب اس کو بند جہاں پادشاہ پھر شہزادے کا دیالا گئے گشتا سب سے ملا کے ملک سے ختم کو دور کر یہ فرما اور کر کے گز م طلب تو ار جاسپ نے جب سنی یہ خبر مقابل ہوئی دھوکا زار کئی گسار فلاور کے تیر شتاب آواز سے کہ گنبد	حضور ملکہ ادہ اسفندیار کہ کئے سے جسکے مجھے بیگناہ کہ لے نامدار شریا جناب کے دور یکدست آہن کے بند اور اس کے ہوا لگا جو جہم قرار بہت مہربان شاہ اوپر ہوا الم سے چھوڑا امیکو مسرور کر کیا قتل اس کو شہر و غضب روانہ کیا کہ مر جہاں پاک پے جنگ آیا کل گرگر سوسے پار خوش کو یک نخت چہر کیا گردن ختم کو او چین بند
--	--	---	---

گراشت سراسر گرسار سبوی یمن کیصد و ثبت تن پھر اوجا سے کر غم افندیار ہوے جنگ سے گرد ترکان زبون ظفر یاب گردان ایران ہو نفران افندیار جوان لیا منہ میں ترکوں پھر رگ کاہ لصد شوکت حشمت غر و جاہ تری ہنو کو لیکیا شاہ چین قیم از دیا کی اے پسر سوالہ گردن شکاوت تحت شہی تراہو یمن اک بندہ جان نہ تو ازان میں چھوڑوں چین نہ بنا کما شاہ سے آفرین مجھ سے کہ ہو مخلمی قید سے مجھ کو گر جہا نڈار نے اوسکو کر کے طلب حضور جو اندر افندیار	اوسے کھینچی جلد افندیار ہوے کشتہ از بازو صفت کن لگا کاٹنے سر بہت با دہ میدان بسج گیا بجز خون گر زبان سواران ترکان ہو ہوے گرد ایران نقاب کن حضور جو اندر لائے پناہ ہوا دھل بلخ کشتا شہ تو پھر اوس ہو جا اب گرم کن کہ آئے تو جسد مفتح و ظفر زر و گنج و دیہیم و فرما نہی نہ خواہندہ انسر زر گار کروا شاہ ارچا پ کو سخت خوا شب روز یاد ہو تیرا خدا تو خدمت کروں شبام و گر کہا یوں زردو نشاط و طر تو ہر شب در زخند لدا	کیا اپنے لشکر میں لا کر اسیر گیا وائے کرم بوقت تیر کیے تیغ سے کھنڈت تیغ ہوئی فوج ارچا پ شہ کی تباہ رہی جنت تاب ثبات و قرا بہت ترک کھینچے تر تیغ کن ہوا مہربان و نہی افندیار لگا کئے پھر شاہ خرغ تبار چھوڑ کر اونیمن قید لایا کروں ترک دنیا و دوزخ یہ سنکر دلاور نے پاخ دیا نفران شاہنشہ دین پناہ چھوڑا اونیمن خواہر و نکوشتا لگا کئے شہ سے پھر افندیار جہاں قصیدہ میمن زن زنا کیا قید سے شکوہ ہنہ رہا پھر تاپوں اے قلم کی عنان
--	---	--

رفتن افندیار جانب دروین براہ ہفتخوان برای ہائی ہمیشہ ہائی خود

رہا اوس پد مصروف لطف عطا تو ہر دم فروں ہو جو غر و قرا نہیں کچھ مجھے کام لیل نہا کہ سوے دروین کی گر گستا کہ ہے کسیر آباد اے نامو وے میوہ و آب ہے بیشتر وے سخت وہ راہ ہے پر گزرد جہاں جادو دان بلای عظیم بیابان و سمیع و سر سخت کہ مجھ کو نہیں کچھ نظر نہا	انے لیکے اپنے مکان میں گیا کہ رست گوئی یہاں خیتا وہ بولا کہ خبر استی زینا لگا کئے اوس یہ افندیار وہ بولا کہ اک اہ ہے خوبر کم آباد ہے اوسکی راہ گر سوم ہفت روزہ ہوا چاند ہر اک منزل اوسکی ہر چوچ زن ساحر و درویش و سخت یہ بولا جو اندر افندیار	تو پھر دروین تن افندیار ہے تو مری پاس شام و صبح تے تیغ و نہ جہاں سر کردن بجلاؤں رسم درہ بندگی کہ ہو نہی یمن آرام سی جلد دن خونی گذر جاو ان سب نہیں کچھ بھی خوف خطر نہا کے یہ قدرت کہ جاو دن نہو جنگ سے جسک کوئی ہا کہ ہر گام پر رنج و آزار ہی	رہا جب ہوا قید سے گر گسار کیا یوں کہ صدق ارادت گر نکھے ملک ترکاٹنے اک ملک و کروں صدق دل ہو پندگی بتا کوئی راہ ہون روان تہ ماہر سافت کھے یہ وہ راہ دو ماہ صافت ہو ای نامدار اور اوس اہ کا نام ہے ہفتخوان کسی پیشیر و گرگ اور کسین از دوا گذرا و س بیابان میں شواہی
---	--	--	--

شائبہ ہونے میں سو ہفتخوان
یہ کہنے لگا یوں کہ ای پہلو ان
یہ گفتار یہ گز خوش آئی نہیں
کہا میں جو کچھ ہوا بل نہیں
کہتا راہ سے تو گزیراں نہ ہو
یہ کہہ کر گیا پیش شاہ زمین
غرض کہ شہوت کو سالار فوج
گئے اپنی سرحد جس دم گذر
وہ صحرانہ دیکھا تو سفندیا
بلا آویگی آج درپیش کیا
دو گرگان جنگی سنگار میں
سواروں رو میں تن سفندیا
یہ کہہ کر وہی دلیری وہ مرو
لگے اس قدر زخم پیکان تیز
دلیرانہ اگر مقابل ہو سکے
جو انہوں نے پھر سے اوس سے کہا
نہیں ان کچھ اور خوف و خطر
میں بعد از ان مال خواب
ہوا مہرستان جو وقت سحر
دلاور نے یوں راہ سے کہا
کہ میں ہل سے بھی سطر و بند
دشوتن لگا کہنے ہم تم ہم
دلیرانہ کچھ کھینچ کر تیغ کیکن
نہ اوس لاور سے تیغ ویم
اقامت گزین کے ہوا صد خوشی
وہ بولا کہ اک اثر دہے دہان
ہوا اسکے یہ بات اندیشہ مند
نہ تاخیر کو دخل ہر گز دیا
کیے ایسے اسپان نازی نرا

کردن دفع ہر اک بلا کو ہلاک
رہ ہفتخوان سو کورت ہو
کیے بستہ پیرت و بانہوین
سے قید کرے حاصل نہیں
مے دیکھے شاکت و درد کو
ہوا شہر حضرت یاسین
ردانہ ہوا او وہین مانند سج
تو اک شہت پر پول آیا نظر

یہ کہہ بلائی سے خوشگوار
دلیر دقوی زور سے گو ہزار
وہ کہنے لگا ہو کہ گریہ کنان
وہ بولا نہیں تجھ پر غم غناب
کہ کیا کیا دلیری ہو مجھ پر
سواران جنگی لیے دس ہزار
کف و کتف بستہ ہو تھا گر گسا
وہ تھی اولین منزل ہفتخوان

احوال منزل اول راہ ہفتخوان

قوی سیکل رخت خوشخو ازین
یہ بولا کہ جب گرگ ہوں آہنگا
ہوا وشت بر خوف میں رہ تو
کہ مستند ہو اگر وقت تیز
سو فکے پیکار اسل ہو
کہ باقی کوئی اور بھی ہے بلا
بعیش و طرب کچھ شب سبز

کہ ہنگام پیکار خوف و با
تو پھر بارش تیر تم کہیو
نمایان ہو گرگ خوشخو ازین
وہن کھینچ تیغ زہر آبار
کیا قتل کر گون کو انجام کا
وہ بولا کہ بس تھے سی گرگ دو
غرض ان فردا کو منگاشام

احوال منزل دوم راہ ہفتخوان

کہ چراہ میں آج کیا کیا بلا
مبادا تجھے اول سے ہوئی گزند
کرین حملہ شمشیر کے علم
دو بارہ کیا شیر ز کو وین
کیا تیغ بران خوا سکود ویم
سے خوشگوار اوسے ان شری
مقابل تھے آئیگا ایوان
لگا کہنے پھر سرور و راجد
شائبہ ہر گردون سر تیا

وہ بولا کہ نہیں گر گسا ایوان
نمایان ہو جب ہ شیر غرن
دلیکن ہوا او سکون فوج
ہوا کشتہ جب تو پھر راہ شیر
منظر ہوا جبکہ سفندیا
طلب کے پھر راہ کو کسا
دراز و سطر و دشت و دم
کر و ایک طیار گرد و دیوان
کیے تھیر و تیغ و سن

احوال منزل سوم از راہ ہفتخوان

ہواست محمود جب گر گسا
تو جانبر ہوگا شے زہنا
کہ میری خطا کیا ہے ای پہلو ان
تجھے ایسے بنے باز ہا اب
مجھ پر کروں طورہ ہفتخوان
خزانہ بھی شہ نے دیا ہتھار
رکھا ساتھ اوسے سپر گرو
کہ وہین حقیقت اس کی کیا
لگا پوچھنے یوں کہ ای گر گسا
وہ بولا کہ لے مرو زور آنا
کرین پہلو پیل داتو نسو چا
نہ زہنا فرصت ذرا تو کچھ
کیا تیر باران سواروں تب
لشوتن جوان اور سفندیا
ہوا دیکھ حیرت زدہ گر گسا
سو قوت کے قتل اور کچھ
لگے پنے صہبا گلگو کا جام
بس کی مجھ پر وہ آرام شب
تو داتو روانہ ہو کے پیشتر
دشوتن خوشخو ازین تین
شاہ سفندیا راجو اس وین
کیا آپ کو سوز ہزاران دون
ہوئی ہم خبر جوان دلیر
تو لایا بجا شکر پروردگار
کہ خدا مجھے پیش کیا آئیگا
دہرے ہوا تیش فشان سہم
کہ ہو دیوان راہ رو ان
رکھا ایک صندوق بھی ازا
کہ تھے تیز قمار مانند باد

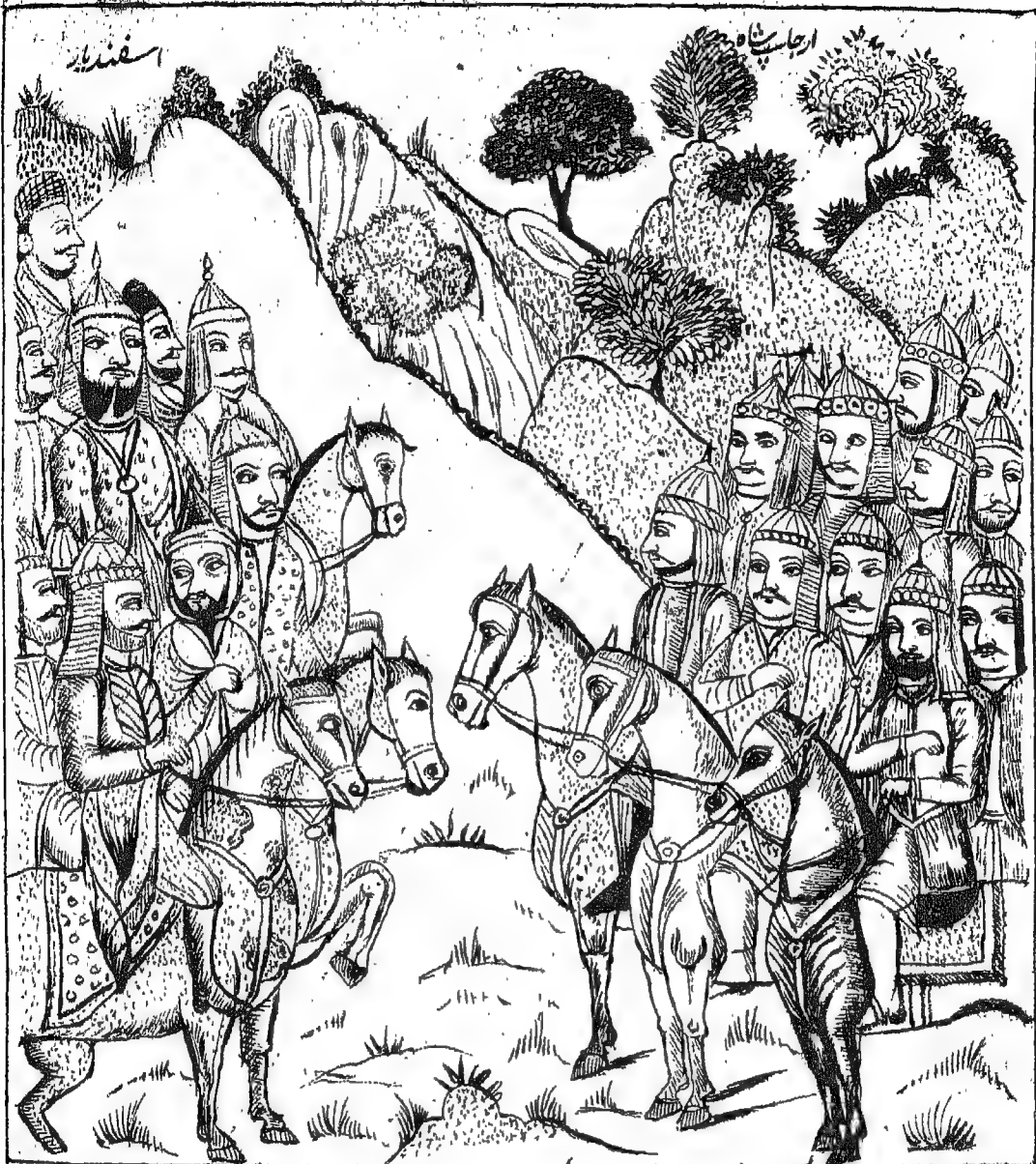
<p>دم صبح گرد و نیل ہو کر سوار کیا در کو صند و توک و دین بند وہ گرد و ن صند و توک و دین بند زبون کی گرد و توک و دین بند کیا زخم شمشیر بران را بفضل الہی ہوا تنہ دست مے لعل گون نوش کی لعل زن سحر سار ایک مٹی ہوا ہوا پیشتر روز چارم روان</p>	<p>روانہ ہوا گرد و نیل ہو کر سوار کہ تا اثر دے سوز پہنچ کر نرند لیا کھنچ اوڑھ لے بیہوش سری پھر نہ طاقت جو ہو کر نرند دوپارہ ہوا وہ سیدہ اثر دہا تو نا و خرم دل چاق و حست لگا کئے یوں ہر سے کہ ہاں اور اک غول ساتھ اوکے ہوا</p>	<p>نیلے تھادہ صند و توک و دین بند وہ آیا جو صند ابر سیام ہوئی کار گر جب کتہ تیغ و شنا نعل و دین صند و توک و دین بند ہوا ایک پیش خلی جوان سپاہ آوند جان آفرین تو کیفیت منزل چارمین لگا کئے منکبہ صند دیا</p>
<p>احوال منزل چارم از راہ ہفتخوان</p>		
<p>کیند آہ مین ایک تھانہ زن خوب و ایک آتی و بان قاب غول کی بند سے کر دہ وہ لولی گیا ہر اسے شکار دین کر کے اوکو کھیند کیا کھینچ کر تیغ اوکو دینم سو فوج اسفند یار جوان کیا غول نے زور ہر بند پر منظر جوان دلاور ہوا کیا غول کو مینے کیونکر لاک کہ جس سے رہائی ہو دشوار تر وہ بچے بھی مین اوکو لے دینم وہ بولا تباہید زوان پاک</p>	<p>اقا ست گرین فان ہوا ناما کیا آکے یوں جینچ بیان حضور اپنے کھنچ کر صبح دسا وہ آتا ہی جلد وہ ناجا ر کیا بستہ حکم زنجیر و بند غایان ہوا پھر غیب عظیم دین ہوا و دین آتش نشان نہ غالب ہوا اوڑھ تو بند پر معین بخت و اقبال یاد ہوا زمین کو کیا جسم و اوکو پاک نہ جانبر ہو کر گز تو لے نامو درشت و قوی باز و دین بند</p>	<p>اغرض کر کے ترتیب بزم خوشی کہ ہوں خراک شد کی ای کاما یہ گفتار ست کہ دلاور جوان یہ سمجھا یقین وہ جوان پہلوان وہ جادوسی پھر ٹنگی پیر زن جہان حست تار کیا ما ہوا نشان ہوا کھینچ کر تیغ مرو وہ غول سیدہ کار انجام کا دلاور نے پھر راہ سے کما وہ بولا کہ ای آفرین فرجا غرض ایک سیمنغ خون چہا تجھے اور تیری ہی جتنی سپا</p>
<p>احوال منزل چہم از راہ ہفتخوان</p>		
<p>روانہ ہوا صبح اسفند یار تب آیا وہ سیمنغ گردن و ناز نیلے او مین کھی تھو تیغ و شنا ہوئی کار گر جب کتہ تیغ و شنا نعل و دین صند و توک و دین بند جو دیکھا تو بچے ہر سان چو لگا کئے یوں بہر از ان گر سا</p>	<p>دلیرانہ گرد و نیل ہو کر سوار کیا اوسے چنگال و دین ہوا او چنگال سے خون ان ہوئی پارہ منقاہ خلق و زبا ہوا انفرہ زن پہلوان دلیر و مین آشیان کو گزیران چو ششم منزل ای سر زنا دار</p>	<p>دبان جبکہ ہو چکا دلاور جوان کہ گرد و توک و دین بند چو تھنہ چنگل چو تلوار سے ہوا او سکرتن سے روان چو کئے زخم شمشیر بیان تک با جوانہ کے باز و دست پر کہوں کیا کہ تیغ ہے کقدر</p>

<p>سہت بارش برف و باران کی دہان لگے کہنے مردم کے نامدار وہ کہنے لگایں نہر گزیر نہیں فوج و کار کچھ نہ ہمار نمودین جدا جسے ہم نہ ہمار بروز ششم سرور نامور</p>	<p>چلے باقند ایچوان پہلوان خدا سے نہیں کر سکے کارزار رہ ہفتخوان طوطی بہت کردن دو کار میرا ہے پروردگار کرین جان دین تجھے کیشتار</p>	<p>تہہ ہو پہ سخت ہو پھر گزند مناسب ہی کی کہیں پھر جلو لگے کہنے پھر جاؤ تم شوق سے یہ سنکر میراں سپاہ دلیر وہ بولا پھر جان کر فتنہ و ظفر</p>	<p>یہ سنکر مرنی فوج اندیشہ مند تن و جان و سر بیان نہ ہر باد شہان سوختا نہ ہر فوج سے لگے کہنے ایشاہ آفاق گیر نوجشون تمہیں لگا نہ گنج و گہر وہاں سے ہوا عازم پیشتر</p>
<p>ہوا درویش برف و برف تمام ہوئی بارش برف بھی ابدوان سپاہ سپہدار سفند دیا شہاب پوزند و نہ تو جسم کر بجلا لگے پھر شکر پروردگار بیان پیش آدگی اب کیا بلا زمین گرم ہو چون لفت آفتاب غرض یہ فرانی جی تاسی کروہ نہ مندر و خیز و زبون نہ ہمار تو سرگزر کربلا قدم پیشتر دلیر و حاتم و اسفند دیا وہین رامہر سے یہ بولا جان ترا بخت و خندہ یا دور ہوا ہوا پر غضب و کینہ نامدار عبث تو نے پوچھا کہ یہ کو گزند کہ باوصف چہاں رہو جلا کہ نہ تاکر عطف عیان ہے تو فوج قوی ہو کہ میری خطا گذر سحر زخا سے بعد ازین سپہدار جنگی یہ بولا وین اگر تم دو صد سال کو شمشیر کردن سرحد شاہ اسباب کا بجاکاہ ہوا تہہ وہ شوخ و بخت</p>	<p>کیا متصل کوہ کے تب مقام سہی تین دن ایک آفت و دن رہ چرخے ہو کردان شہار کہ ہو یہ بلا دفع اب سرسہر سپہدار بولا کہ لے کر گسار وہین رامہر نے یہ پاسخ دیا نہیں ہو کہین کی قطعہ آب سولہ اسکے اس شاہ گروہ و گروہ دلیران ایران و توران یا</p>	<p>لگی چلنے جیب تند باد ہند نہان زیر کسار لشکر ہوا لگے کہنے یہ دعائے بہین کیا لطف سکونزدان شاد بفضل شہدایں آفرین کہ عراہ میں رہا یک فتنہ تمام نہر گزیر کے خاک پر سبز جا ڈھروین آنا ہی حکم کہ بس میسر ہو غلہ و غلف و کاہ</p>	<p>کہ عازم نہ شکر ہو اسد ہر تردو سے ناچار لشکر ہوا کہا حق و آسمان وزمین ہوئی کایت قلم دوران برف و بار بہی باقی اب منزل مفتین ہوا گرم خون شعلہ صبح و شام نہ طائر اڑے دان برہو ہوا کرین ہندو کو شمشیر اگر سوس سپاہ گران ہو و آخر تباہ سوخا نہ عطف عمان یاسن کہ ہر اک کام پر سر دہائی زمین یہ سنکر وہ بولا کہ اسے نا مجھو تو اک کج دغا آ یا نظر جلا دیگی سبکو و آفت آفتاب کہ ہون تجھے آئندہ آنا مایا کیا بیٹے اسوا سٹے آشکار غرض فضل لطف خداوند ہے اوسے بند سے دی رہائی شہاب کہ لتخیر کا جسکے آہنگ تھا دیا اوسے پاسخ کہ عراہ مدار میں گھوڑیو دوڑا کہ سپہان کر وین گرفتار از روئے زمین ہوئی شعلہ خیز آتش خشم و قہر</p>
<p>نظر کر کے سوئے خلا و بکا نہیں کیا تفتہ کا یان کچھ اثر برف کا اس میں پر ہوا کہا رامہر سے کہ اسے نا بکار کیا فوج کو میری اندیشہ مند گر قنار تجھ پر محکوم کیا برآو عری دل کی پھر آرزو معان اب ہو کیسے رو عطا کیا خمیہ باشی کت و فوشان کہ تیرے تخیل حصن متین دہر گزیر وہ حصن متین فتح ہو دلیران ہون کہینہ لہر آب کا کئی اونے شوخی سے گفتار</p>	<p>ہوا عازم نہر مفتین سر اسرخی مائل ترے گفتار وہاں کج دغا گیا پیشتر تو کستا تھا سرگردنیں قطرہ آب نخل کیو کہنے لگا کر گسار سن آگے تیرے دفع کیا رہائی ہو یعنی مری بند سے بہنا پھر سپہدار عالیجناب وہاں سے وہ ڈرا یک و سنگ تھا تبار و درجہ کواہی کر گسار وہ بولا کہ دن فتح اک زمین زن و دختر و خواہر شاہچین ہوا پر غضب شکو سالار دہر</p>	<p>ہوا عازم نہر مفتین سر اسرخی مائل ترے گفتار وہاں کج دغا گیا پیشتر تو کستا تھا سرگردنیں قطرہ آب نخل کیو کہنے لگا کر گسار سن آگے تیرے دفع کیا رہائی ہو یعنی مری بند سے بہنا پھر سپہدار عالیجناب وہاں سے وہ ڈرا یک و سنگ تھا تبار و درجہ کواہی کر گسار وہ بولا کہ دن فتح اک زمین زن و دختر و خواہر شاہچین ہوا پر غضب شکو سالار دہر</p>	<p>ہوا عازم نہر مفتین سر اسرخی مائل ترے گفتار وہاں کج دغا گیا پیشتر تو کستا تھا سرگردنیں قطرہ آب نخل کیو کہنے لگا کر گسار سن آگے تیرے دفع کیا رہائی ہو یعنی مری بند سے بہنا پھر سپہدار عالیجناب وہاں سے وہ ڈرا یک و سنگ تھا تبار و درجہ کواہی کر گسار وہ بولا کہ دن فتح اک زمین زن و دختر و خواہر شاہچین ہوا پر غضب شکو سالار دہر</p>

سوقلہ سفند یار جوان سوا دیکھہ جیران جوان دل کہ یہ ڈر نہ تخی ہوزینار ہوئی حاصل آفرین ہوش یہ کہنے لگا اوس سفندیار نہر آں زمانہ خجہ گر گیار میا ہے اس زمین پر کی گیار تو آنے دوا سکون بگیاں در دن ڈر زمین ای پہلو دلے جبکہ سو زمین آتش مند جدا تن سے ترک کو گھر کھجیو	گیا شب کو لیس کئی پہلو سہ فرنگ بالا دینا چل یہ بولا کہ کتا تھا سحر گیار میسر ہوئی کچھ نہ رحمت کج سوا ایک نے رویش و پیش و جا مسپاہ گران ہی درون حصہ نہیں ان کوئی خیر ملے کج کہ آوے کہیں سے جو بازار گیار کہ جاتا ہو نہیں تنگ بازار گیار نہو تا تو رہنا راندیشہ مند زد و کشت و ان آگہ کجیو	قلم کی وین گردن گر گیار نہیں نام تھا و ان گل خوش گیار نہ پایا و ان کام تہ سیر گیار درینا کہ محنت گئی دیکھ گیار غین طرف دل پر آگندہ تھا دہ درویش بولا کہ ای پہلو رہا میں بہت نیمہ و جو آب دلے تو ہے حکم سپہار چین کیا آپشون سے یون آشکار کہ تیرے جو ہے بکسر سپا دلیرانہ آنا و رشتہ پر	بیک زخم شمشیر زہر آ بار بنایا وہ روین و آہن سے تھا کوئی چارہ دیکھانہ تخیس کا ادھکار بہت بیخ آیا بیان غرض ہو کے مایوس ہوش پھرا کہ کیفیت ڈر و زار بیان سدا غلہ پیدا ہو و ان بحساب گذر مردم غیر کا مان نہیں یہ سفاک سواش در سفندیار تو رہنا خبر دار شام و گیار تو بے وقت لیکو سپہ خط
--	--	--	---

رفتن سفندیار لباس اگر ان ڈر زمین کشتن آرجا و کمر پشش اوفتخ یشتن

میا وین کر کے کھید شتر وہ ہشتا داشتہ کہ باقی ہے ہو ساربان عدیل کینہ جو سنا شاہ ارجا سپہ نگار جو پہنچا در قلعہ پرکا و ان یہ ارجا چاکر کو چاکر بھیجا پیام یہ جو خوش بندہ خاکسار متاع گران پیشکش کی وین یہ پوچھا کہ اسے مرد بازار گران یل گر گسار ان شہر دوا کہ ایران سے عازم ہوا میں دھر کہ آدمی رہہ ہفتخان سے ادھر وہ جہاد و خدمت سوا بعد ازان غرض لیکے بازار میں اک مکان دلاور کی دو خواہر ہر شش	وہ اشتہر دیکھا دی سوا صد و خدمت گردان گیار غرض اس طرح سے کج حصار گیا جیسا کہ گزبان کو گیا پھر وہ سو دلا گر جنبہ رہ و دور سے باشتاع گران دیا شاہ نو حکم آفے یہاں کہا نام کیا اوسے پانچ دیا کہ کس مصالحت میں ہیں یل ناز دیا اوسے پانچ کہ ای باوشا ولیکن یہ تھارہ میں شہنشاہ کہا یون کہ کیا تاب سفندیار کہ یاں آئے جو چاہے جہوت تو لے آئے ہر جنس کے شہری سنی بہر جبکہ دونوں و ان	کیا جاتہ کار و ان زب سوہرک پہ صندوق و دو شہر دوا زایان پر خاش جو کہ آیا سیر ایران اک کار و ان نہ ہرگز مزاحم ہو پاسبان کہ اسی شاہ نام آور و دلا گیار کہ آئے حضور شہر نامدار ہوا خرم و شاد و سالار چین تو ایران کی ہے خبر کریں سلامت ہو یا قتل و سکون کیا نہیں ہر دہائی مجھے کچھ خبر ہنسا شاہ ترکان یہ تکر خبر کیا شہ نے ہنگام نصرت کیا لگائی دکان پر شاع گران شہ چین پہنچ میں چین آتش	وہ اشتہر دیکھا دی سوا صد و خدمت گردان گیار غرض اس طرح سے کج حصار گیا جیسا کہ گزبان کو گیا پھر وہ سو دلا گر جنبہ رہ و دور سے باشتاع گران دیا شاہ نو حکم آفے یہاں کہا نام کیا اوسے پانچ دیا کہ کس مصالحت میں ہیں یل ناز دیا اوسے پانچ کہ ای باوشا ولیکن یہ تھارہ میں شہنشاہ کہا یون کہ کیا تاب سفندیار کہ یاں آئے جو چاہے جہوت تو لے آئے ہر جنس کے شہری سنی بہر جبکہ دونوں و ان
--	---	--	---



<p>سوار روان و شایان برون ده بولا که برون مروبانگان سله و دهن و اقصا برون راز لگین اوست کینه که احوال سور مختاری راهی کومین آریان گیا ایکدن ده جوان پیش شاه که کشتی تباہی سوسکله اگر یہ چیدین سبک اسب غر سبک ادا کہ اشتر سے جادو نے بعد از</p>	<p>یہ جادو سے آکوپیان برون نیدن قف حال شاه پیلان لیا اوسکو بچان آواز سے کرین کچھ عیان از خلوت ہو کسی سونہ یہ راز کچھ عیان لگا کینے لے شاه گیتی پناہ کروشن ترتیب میں زودتر غرض شہ پو مجلس میں فتن فرا کہ مسکن گزین کو جان بگنا</p>	<p>کہ احوال کشاب پیش اسفندیار یہ بکر ہو اند اور شگمین بنگام شب پیش اسفندیار جوان نے بھی بچان و کلو یا وہ بیچاران شاد و نرم ہو تباہی میں آیا تھا سیر جہاز عنایت سے پھر انہ دیاک کی یہ سکر لگا کینے آریا پناہ نہایت سوزنگ و شہ نامدا</p>	<p>تجھ گھر ہے معلوم کر آشکار وہ بیچاران رونق پھر گشتین گشتین پھر وہ سحرین روم غدار طلب کر کے غلامین نئے کما گشتین پھر وہ در سلخ شاہ چین قبول و سٹری کی مٹی نیرینا کنارہ پر کشتی مقصد ملی کہ محفل میں آدینے ہم بھگاہ یہ لطف شہی سوسون امید ادا</p>
--	---	--	---

بلندی پر ہون قلعہ کی خیمہ زن وہاں پھر سرپردہ کر کے بلند سوار و لوق افزائے نرم طرب شہ چین یک دست ترکان شتاب پیشوین فر دیکھا تو لیکر سپاہ خروشنہ پھر سو کے مانند شیر وہ مجلس میں تھا بسکے دست آپ کہ لیکر سواران تو پنجہ ہزار سواران چین اور پنجہ ہزار تو لیکر صد و شصت مردان کار بہت کشتہ و خستہ ترکان ہوئے یہ لکھ گئی ہر دو لالہ عذار خروشان ہوا جا کے مانند شیر کے خنجر آب گون کا قتیغ زبان فقر و خواہر و شاہ چین کے قتل گردان چین بشمار وہ کرم پیر شاہ ادجاسپ کا گیا جبکہ کرم درون حصار دلیران توران و گردان چین زبون آخر کار ترکان ہوئے لگا گئے کرم سے اسفندیار وہ مرد توانا و چیت و دلیر کیا تیغ سے پھر سرادسکا جدا حضور ادسکا حاضر جو ترکان ہوئے سنان لواچی توران و دیار نہ کوئی رہا چین میں اکنامہ زمان پر ہوا ار جاسپ شاہ لکھا نامہ فتح گشتاسب کو تو بالفعل ہو دان اقامت کر	کردن و شش آتش بفرط خوشی ہو محفل آرا عیش و نشاط طعام لطیف می در وہم ہوئی روشن آتش و آواز وہاں جسکو پایا اسے بید بخ ہوا شاہ ار جاسپ کو آشکار سیدار کرم کہ فرزند حق سپاہ گران لیکے کرم گیا سپہ پیش ار جاسپ کمری گیا وقت شب کو ایوان گئی دین میں جو ان اس دلیرانہ وہ مرد جنگ آزما لکھ گئے با ہم دین کا رزا ہو کشتہ ار جاسپ انجم کار پھر ادسکا پھر وہ دلاور جوان کہ بدخواہ ہوئے پر خاش جو سنی جت آواز حیران ہوا پشون بھی دنبال کرم گیا در در ہوا غرق خون سرسبز ولیکن نہ ہار کرم ہشا کے ساتھ ہوا کے گرم ہوا پاکو کر کرم کرم و دین کہ جو کوئی حاضر ہو یا آنکر بہت دن با قلعہ میں نامو ہوا دان جو کوئی نہ فرمان سپہ کو بصد لطف جو د عطا وئے دختر و خواہر و شاہ چین یہ اسفندیار جوان کو نکلا سپہ راسے پھر لکھا یہ جو آ	کردن ایک تیرت ال انجمن خوشی سے وہ سوار اگر چند کئے نامداران بھی تھو و کمر ہوئے مست و مخمور بیکر شراب در در یہ اگر ہو ا کینہ خواہ کہا میں ہوں اسفندیار یہ سنکر گیا سو خانہ شتاب کر اب جا بدخواہ کارزار یقین جا بجا تھے درون حصا جو اندر در دین تن اسفندیار جو باقی رہے سو گزیران ہوئے سو منزل گرد اسفندیار ادسکا خواب سوتہ شاہ ویر رہا زخم با ہم کے بید بخ گرفتار ساتھ او کو دو چین یکایک بان یہ ہوا آشکار پشون کے تھکا ساتھ جنگ ہوا گرم جنگ و صر اسفندیار ہو بیکہ دان کشتہ تیغ کین سر سیمہ دانے گردان ہوئے کھڑ کیا ہوا کرم نامدار ہوئے گرم پیکر مانند شیر خوشی سے وہاں حکم ہوئے تو وہ ہو د لطف احسان ہوئے ہوئے اکر محکم اسفندیار نہ توران میں کوئی رہا شہر رکھیں اپنے شکو میں باغ و جا ہوا شاد و شاہ فرخندہ خو نصرت میں لاکھا ماحول چین	شہ چین نے پروا کی اسکو کی دم صبح شد از سر انبساط مہا تھا سامان عشرت تمام کہ فرنگی اسکا بہو نچا دھا کیا کھینچ قتل بر نہ تیغ کہ آیا در در یہ اسفندیار اوسے شاہ ار جاسپ یون کہا ہوا جاپشون سو جنگ زما ہوئی جب لا در کو یہ آگئی دلیرانہ چین سوار نرم خواہ دیا اسکو شکوئی شکو کان سو خواجگا ہشت چین گیا سپہ دار جاسپ اسفندیار سفر ہو اگر اسفندیار بسوے در قلعہ آما درون کیا کشتہ شاہ ار جاسپ کو دین جانب در شتابان ہوا گرم بازار پر خاش کا پڑی فاش پر فاش بدھا و دھر دلیرانہ میدان میں قائم ہا یہ سنکر مقابل ہوا شیر و دلاور نے ٹپکا بروئے زمین کرون او پہ لطف و کرم شہیر مسخر ہوا ملک چین سرسبز تو بس قتل و سکو گیا یا اسیر دلاور نے گنج خواران دیا سہراک پور کے کی جو لے دین کہ اسے نامدار خبر و آزا کہ اسے تاجدار شہر با جانا
---	---	---	---

مسخر کیا ملک توران و چین
دگر بارہ جب نامہ پہلوان
رہ ہفتخو ان سے پھر اسفندیار
تو میں وہن پایا تمام کمال
نیرنگان ایران گئے پیشوا
کیا آفرین اور کی یہ دعا
اوس ہاتھ سے اپنے بھر کر دیے
کیا کشتہ جسطرح ارچا پ کو
کہ گفتارستان ہرے اعتبار
برابر تھا کسی سے ہفت یا
نظام سر موافق شہ اجنبہ
جو دیکھی یہ بے پھر شہر
کہ پیش کیا قتل ارچا پ کو
اوٹھائی بہت منت و رنج
کتابوں سننے اسکے اور کو بند
سبا و کرے پھر گرفتار بند
کہ محکوم میں تیرے سر رنج
کر گیا تو شاہی کیں مرگ شاہ
کہا الیک دن وقت سستی سے
جو کچھ کہ اسراف نشان کیا
بطاہر بہ جوئی پہلوان
طلب کر کے جا با کو پیو پاس
کہ ہر کس طرح مرگ اسفندیار
زیر دست ہر مرد اسفندیار
وئے پہلوان رستم نامدار
بہت کر کے تعریف اسفندیار
یہ کمر دوسے سران سپاہ
کہا میں یہ رستم گردو
اطاعت سے پھر اسرا و اب

بیان نیم و اندیشہ سرگزین
آئین اسفندیار و ایران
روانہ ہوا سوسے ایران دیار
تے برون کے دب گیا تھا جوا
دہائے جزو یک یوان گیا
کہ عالم شان ہر صبح و سہا
کئی آپ بھی ہاوشہ پیست
تو کہ مجھے ادل سر شاہ و
سحر کہ بفضل کردن آشکار
جوان حضور شہ نامدار
ولیکن ہوا دل میں اندیشہ
ہوا سخت آزد وہ اسفندیار
بفرمان شاہنشہ نام جو
کہ شاہ بخشنے مجھے تاج تخت
کہا یون کہ امی سرور اجنبہ
روا رکھے پھر شاہ تجھ کو زند
تو ہے صاحب حکم و سالار فوج
کہ ہر وار شہ تخت و تاج و کلا
کہ ساری خدائی کو معلوم ہے
نہ سرگز کسی پہلوان کیا
ہوا و وہن ہر وقت ہر جا
کہا یون کہ امیر و آخر شہ
یہ سکر خرمند نے ایک بار
کسی کو نہیں طاقت کار را
کر گیا اوسے کشتہ انجام کا
لگا گئے اوس کے لئے نامدار
تو کہ کر کے بولا شہ دین پنا
کہ اب چلے میرا مددگار
یہ کتا ہی سخت ہر روز و شب

نیل سپا آزدوی تو بکوش
آئین اسفندیار و ایران
وہان جبکہ ہوا وہ شہ نادر
کیا جبکہ نزدیک شہر پور
تو آیا جہاندا گشتا سب بھی
کیا ایک تھپے شبن نشاط
کہ شاہ فرجہ کو دی پہلوان
وہ بولا کہ ہم ہوں مست و ناب
جہاندار گشتا سب روز و در
مفصل کہانہ ہفتخو ان
نہ سرگز دیا و سکو دیہیم و تخت
کہا یون جو تھی مادر سران
گرفتار تھیں اوکی و انی ایران
پراپقا وعدہ میں یا کتہ خوب
تو یہ بات سرگز زبان پر نہلا
پدر کے ہوتا کہ تاج بھی
نکر اضطرار اکیل بی نظیر
خوشی لئے یہ نہ پائے نہ نیا
کیا قتل دشمن کو امی بادشاہ
وئے حیف ایفائے وعدہ ہو
وئے دلیمن ناخوش ہوا شہر کا
فرادیکھ احوال اسفندیار
نظر کرے و گردش ہر وہاہ
جہانمیں ظفر مند و غیر و زہر
ہوا شاہ شادان سپہ سالار
سبا کر تجھ سخت و تاج شہی
کہ کشتہ ہوا شاہ اسرا پ
نہ آیا مرے ساتھ ہرگز اور
کہ ہے کابل و زابل و غیر و زہر

مجھے ہے شہ روز شام و گیارہ
چہ شاہ نے تے تے کھا آہوان
ہوئی تھی وہان بارش و فشا
تو وہ میں جبکہ شہ نامدار
نیل سپا کو لفظ خوشے
پے جام سے ازہ انبساط
بیان کردہ قصہ ہفتخو ان
کہوں کیا میں یہ شاہ گردون جہا
سرخست زرین ہوا جلوہ گر
کیا ماجرا ضحاک کا سب بیان
کہ تھا شاہ کو اوس و سوس
حضور اس کے حاکم یہ بولا جوان
کہا کہ لایا میں او کو وہاں
تو کہ حاکم انصاف ہے یہ دور
کہ ہو بہر گمان شاہ کشتار
وئے فی الحقیقت ہر کجکوشی
کہ آخر ہوا شاہ شہر تاسپ پیر
اوٹھائے و لگیر ہفتدیار
رکھائے ناموس تیرا نگاہ
نہ تو نے کیا لے شہ نیک و زہر
یہ گفتار آئی بہت ناگوار
تو کہ مجھے راز فلک آشکار
کہا یون کہ امی شاہ گیتی پناہ
مسخر کرے ہفت اسلیم کو
وہیں ایک ترتیب کی انجمن
کہ نہی ہے تنجک و کلاہ می
ہوئیں دختران و زنان بچہ
نہی اتنی مدت میں میری خبر
عطا کر دے خسر و خسر و خسر

تہمتن ہر قصہ لیل و نہار
 سے دلیہیں کہنے ہر اس بات کا
 جو اٹھنے کہا شاہ و مہدازان
 وہ بولا کہ میں پہلے اے بادشاہ
 عوض کے کرم کے کہنے سے آہ
 کروں قصہ ہفتخوان یا دکر
 زن پیر جا دو وہ غول سیاہ
 وہ سختی سرا وہ باران برف
 گزر تھا جان سخت میں ان گیا
 کہ پیمان پھر تے تین زہرا
 حوالے کیا پھر تجھے تخت تاج
 اگر میں کروں مہر شایستہ ہے
 شہنشاہ نے پھر پانچ دیا
 کہ سبتہ حاضر تھے چون ندگان
 بڑا حیف ہے سختی عار و ننگ
 نصرت میں اب نصف ایران چھین
 شہنشاہ ہوں پھر سوستان
 شہنشاہ ہوں تو لیکے گنج و سپا
 زوارہ فرامرز کو بھی بچھوڑ
 نہیں سچ کا اندیشہ کچھ نہ ہمار
 کیا قتل ار جا سپ کو روڑ چنگ
 کر گیا تو اک دم میں او کو سپر
 دلا ورجوان دیا یہ جواب
 یہاں کھائے تربیت کردہ ہے
 بہت اونے کار نمایاں کیے
 زبون تر سے نزدیک زردان پاک
 مگر کجگو اندیشہ کچھ اور ہے
 نہیں خوش ہوئے پیمان سخت
 بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوا

شاہ گو کے کھنجر و نادر
 نہایت تردد ہے صبح و صا
 کہ جا لیکے لشکر سوستان
 ہوا شاہ ار جا سپ کو کینہ خوا
 کیا قید محب کو بجاں تباہ
 تو پھر آہوں کو تن سہر
 کیے کشتہ سینے بفضل آہ
 وہ طغیانی و جوس و کثرت
 شہنشاہ کا حکم لایا بجا
 شان فلک سے رعالی وقا
 پڑنے ترے از سر تہاج
 خبر کی مجھے آج ہیستہ ہے
 کہ گفتار تیری ہے ایک کھربا
 بل زلال اور رستم پہلوان
 کہ ہونا مور تو وہ درنگ
 سر خلافت کا دعوا کریں
 کروں خاک رستم ہی میں بیکان
 تہمتن سے ہو جا اب رزخو
 بداندیش کے سر کو جلدی
 کہ قہر ہے جہان میں بل نامدار
 فرور وین آخر لیا بیدنگ
 تجھے پھر میں دو گنا تاج و کور
 کہ رستم کو گز نہیں ہے تیرا
 ہمارے بزرگوں کا پروردہ
 زبون نامداران تو ان کی
 کہ ایسے دلاور کو کیسے ہلاک
 بھلا یہ بھی شاہا کوئی طوس ہے
 یہ بہر کہ شہ قول کا مودرت
 نکوئی سے ساتھ اٹھنے کیا

براہ اطاعت وہاں نہیں
 بن سب اب یہ کہ ہندیا
 تہمتن کو یا کشتہ کر یا سپر
 شہ چین کو وقت عادی
 کیا کشتہ اب سینے ار جا سپ کو
 وہ گرگان جنگی و شیر زبان
 وہ سیرخ آیا جو بہرستین
 کروں گریان میں تیغ و نیکیر
 بہانے کو مت کام فرشتہ
 بھلا روم میں تو شاہ شہنشاہ
 کہے سینے اب کار با کے کھان
 نہا سب سے یاد و لائق تجھے
 دے سخت غم ہے کہ ہر صبح و
 ادب سر کشی ہے کی غشت
 تے اگے اسطرح شام و صبح
 لگا کہنے یوں گرد آفاق گیر
 وہ بولا کہ تیرا ہی دہم تخت
 گرفتار کر رستم و زال کو
 نرگھہ بد گالان کا نام نہ لٹا
 کیا ہفتخوان فتح تو نے عام
 نہیں تاب رستم جو ہر ہم برد
 قسم زہر و ستا کی ہر پلٹن
 جو مجھے کرے اگے سید جنگ
 سنا ہی کہ رستم بل نامدار
 نہا پانیاں دیکھتے روئے سخت
 مخالف ترا تھا اگر پور زال
 مجھے بھیجتا ہے سوستان
 یہ کشتا سپ بولا کہ سن چوٹ
 نہ لا در میان عذر ہی نامور

مجھے کچھ بھی خاطر میں لائیں
 کرے رستم گرد سے کارزار
 تو پھر آگے لے مجھے تاج و کور
 لیا ملک کیسے اسے کر کویت
 کہ شادان ہوشا ہنشا ناچو
 وہ کا فر ملتا زہرے دہان
 تو کھینچا اوسے بھی تیغ تیز
 روان شل دیا دل خانک
 رہ لطف سے کہ مجھے کا پتا
 کیا کشتہ اگ کر اگ اٹھو
 ملا تے تہ خاک و خون دشمنان
 کہ اورنگ دہم اب کچھ
 کہ کاؤس خسرو آگے لہم
 نہیں حکم لائے سباز نہا
 کرین سر کشی رستم و زال
 کہ دیکھ مجھے آپ تاج و سپر
 نہ بدل سو سپر و نیکیت
 نصرت میں لالہ مال کو
 کہ ہو پھر کوئی کینہ آور دہان
 بلند اس جہان میں ہوا پانام
 تو ہی شیر کش گروہ ہر پلٹن
 کہ ہو کین نہ زہر ہار پانام
 کروں میں زبون سپر و نیک
 رہا پان شب رزخ و عذر
 تہمتن نکرتا اگر کا سخت
 تو دھما ہوا کین تو اور کا سال
 سے حق میں ہر بد گالی نہا
 بلا سے اگر رستم پہلوان
 تہمتن اورنگ افسر ہے گر

<p>پہلے کو لاہران کر کے بند وہ بولا کہ لے بادشاہ جہان سباک یہ اورنگ انسر تجھے لگا کتنے جاہاں سے شہریا ہو جا جا جس سے پران حال بجلا شتاب سے حکم پر خود شہنشاہ کشورستان ہوا شادمان شاہ گردون گردون میں خست سوستان کہ رستم کو جب لا کر کے بہر زبردست سے رستم نام کتابوں سے بولایا اسفندیار کردن کیا کہ اب یوں فرما تو پھر مردی سے نہایت ہجو</p>	<p>گرفتار رستم کو کر جا کے دن تکوئی کر کے کشتی خستیا رہو نہیں نہ رہنا تیرے خست شتابان ہوا سو خانہ دین یہ سنکر وہ دستور دانا گیا خود شتاب سے یہ پاسخ دیا سوستان ہر وادہ پکا سجنگ ریل رستم نام کہ اسفندیار جوان گردو ولیکن تلی ذرا تو بھی کر جوان کے کہا جا کے اونے ہون ذرا گوش جان توں سر پہ کہ ہے وہ نلو خواہ سککا کا اگر بعد قرار اسکا رہو</p>	<p>رہ سوستان نے بھوج گران کہ عبرت ہو اور ونکو پھر زینا یہ قصد ہے تیر کہ چوچا دور یکے جوان کے چوچین چوچین خبر لا کہ اسکا ارادہ ہر کس چوچہ صلیت ہو وہ مجھے بتا وہ بولا کہ بہتر بفرمان شاہ کہ راضی ہو دین تن اسفندیار کتابوں سے بولاشہ نامجو رخسانہ ہے کہ چوچہ نامو کتابوں ہونی سکے اندھین نہ جا اور طرٹ ہر گز سے ہو دلی قصد پکاراوس سے تھا نہیر کیا سچے اس بات کو</p>
--	---	---

رفتن اسفندیار طرف سیستان بفرم قید گردن رستم و بیان سوال و جواب

<p>ہوا وہ شتابان لہد کر و فر کیا قتل اسکو زور و می غضب سو خانہ پھر چلیے اسے نامدار یہ مکر روانہ ہوا سپہان گیا جبکہ وان بہمن نام جو کہ آیا ہے روئین تن اسفندیار لگا کتنے وہ سخت تاب ہو گیا بجلا کہ رستم وہ انکار گیا ساتھ بہن کے وہ پہلوان کروں باپ کے اپنے جا کہ جسہ مروت میں او خلق میں فردا جیدہ سورستم نامدار پھر غازی یہ دھکا دینا</p>	<p>دیا شاہ نے لشکر گنج وزر نہ دانے اوٹھا اوٹھا فرشتہ مناسب ہی ہو کہ اب ایک با کہ کیا کہ لایا بہانہ جون کہ لے گئے یان رستم گردو لگا کتنے یوں بہمن نامدار گیا پیش رستم کہا بہرا تو جاشوق سے کیش اسفندیار گیا جبکہ زلال نے بیان توقف کنان ہو تو نامو کہ رستم دلیر و جوا غروب گیا پھر چندار اسفندیار جو کچھ شرط خدمت تھی لایا</p>	<p>ہوا وہ خست سوستان گیا بیٹھ واپان اور پھر زینا سادا کہ پیش دی کچھ حال بد ولیکن جوا انداز کشور کشا روانہ کیا اونے بہن کے تبت اوپر جبکہ کایا اس کے خست یہ بہن سے سنکر ریل نامجو رہے ہم کرم رستم پیش کیا تکلف سے معافی اوی تو کر لگا کتنے بہن تھن سے تبت کہا جا کے یوں پیش اسفندیار کے ساتھ آیا ہے وہ پہلوان جبکہ سر غمز چون بندگان</p>	<p>سحر گاہ اسفندیار جوان یہ آتش روان تھا چوچین قتل لگے کتنے مردم ہونی خال وہ بولایا یہ موقع ہے اور پکا گیا متصل سیستان کے وہ جب تو پھر زلال نے باوا وان سر کیا ہے طلب رستم گردو وہ بولا کہ پوسندہ پہلوان اوسے مثل شتاب لایا جو کھر وہ ہو چوچنار سے پوچھ گیا یہ مکر گیا بہمن نامدار خبر سکے آتیکے تیری یہاں اور زخمش سے رستم پہلوان</p>
--	---	--	--

کہ امی وارث تخت قیاج کیان وہ ہر نیک طالع جو تیر حضور ہمیشہ جہان میں تو فیروز ہو فرود آگے گھوڑے سے ہفتدیا بہراوار تھمیں و صد آفرین وہ بولا کہ مجھ کو سہرا از کر وہیں رستم گرد کوئے گیا بس اب تو بھی راضی ہو بہا پ نہ اکدم رکھے شہ گرفتار بند کہ راضی نہیں ہے اگر بند پر لسان شہنشاہ فرخندہ خو وہ بولا کہ آیا تھایان شہربار اگر میرے فرمان سے پھر جا تو شخص بند کر کے نہ لیجاؤن کر سپہداوئے پھر دیا یہ جواب تہقن یہ بولا کہ رخصت نہیں اب جوان کما یون کہ آنا شباب کما اچ سپہدار آفاق گیر لگا کئے اوس سے پیاف ببار یہ اب صلوت سے کہائے نامدار ہوا اس سخن سے وہ اندیشہ مند کہا زال فریون کہائے نامدار سب کو سپہدار عالی گھر وہ بولا کہ ہے منتظر زال زر مے ساتھ پیش شہ ارجند کہ میں کام تیرے بہت آؤنگا جہان میں سہرا از گردان نہیں مروت سر کرتا ہوں اب انکار یہ چاہا زور و غضب بیدار	سہرا از گردان گیتی ستان پرستش کنان ہو فیروز طرح مہر کے عالم افروز ہو ہوا رستم گرد سے ہسکنا جہان میں تو او سکا سہرا از تو رونق فراخ چلے ہو یہ گھر وہاں جا رستم سے کہنے لگا کہ دان لیجاؤن تجھ کو پابند نہ پر و نچا دی ہر گز تجھ کو چھوڑ تو بس ہو کے رخصت تو جا پھر مے گھر تو جہان فراخ چلے ہو بطور درگاہے ستودہ شمار سہرا از زور و کین آئے تو تو کیا قدر باؤن حضور پیر کہ بی اور کو مجھ کو صہ کتاب کہوں ال سے جا کے احوال بیان بھی نصاف در نہ جواب کیا کیون نہ رستم کو تو نے اسیر کہ پھر آد جا رستم نامدار نہ ساتھ اوسکے ہونے مجھ کو زندہ کیا سوچیں سہرا از راجند لگا زادہ اپنا ہے اسفندیار شتابان ہوا گرد و زور قدم رنجہ فرما تو اے نامور روان ہو تو ہو کر امیر ساتیری خدمت بجا آؤنگا گمہار شایان ایران ہوں نہیں در نہ تجھے حظ نہا نہن پہ کیجے رہا زخم تیغ	تری قد پرزیا قباے شہی کے سر کشی تجھے خوشو رخت یہ آئین درسم دادے کیچک لگا کرنے رستم کی پھر یون شتا قوی او سکی ہو پشت لیل و نہا بذریا نہ او سے کیا زہینا یہ ج حکم کتابت شہ دہر ہو چکا حضور شہ کا رگا رہا سنے خاموش ہ پیلون یہ لایا زبان پر پل سلیتن جو کچھ مجھے فرمائے تو بولدا ولیکن میں آیا بعزم دم دگر تو میں سطح کھا کے ان نک وہ بولا کہ نہ نہا میں بھی پیر طلب کے پھر جام مینا وین جو کچھ صلوت کے مجھے زال سو خانہ رستم جو رخت ہوا نہایت زبون حنت چا کیا لگا کئے تسوین کہائے شیر گھر سبا دا کہ پھر کار و شوار ہو گیا رستم گرد جب اپنے گھر سراو سکی خدمت میں پھر چا اوسے لیکیا کہ اسفندیار کیا اوسے انکار اور یون کہا کہا اوسے اے گرد فرخ شیم کیے مینے کار نمایان مدام کیا دشمنوں نے جہا نے پاک یل سلیتن سے یہ سکر سخن ولیکن تھل کیا اور سہنا	تسے سر پشایان کلاہی شتابی گرفتار غوری بہت ہوا شادمان سہرا زامو کہا ی نامور گرد زور آزما نہوئے اوسے کچھ غم نہ رگا وے اپنے لشکر میں اسفندیار کہ رستم کوئے آؤ کر کے اسیر کر و نہیں رہا تجھ کو اے نامدار کیا پھر سپہداوئے یہ بیان کہ کیا بارے سہرا زانجمن بجالاتون فرمان ترا لیجاؤن بھلا کیونکہ جہاں یون یہ گھر کردن تجھے پیکا زہر خاک لکھا و کھا آپ سپہداؤن کیے نوش باجم کی سنگین گزارش کرد نہیں بیان آنکر تو تسوین نے اندیشہ و سر کیا کہ دشمن کو یون کا جانے دیا زبردست ہر وہ سوار دہر نہوئے دگر دور دوار ہو یہ قصہ کہا زال سے سہرا ز نہ و سوسن ل میں ذرا لایو کیا خوب رستم کا غر و قبا کہا ی پیلوان تو بھی اپنے بچا تو کچھ مجھ سے مصروف و گرم کیے پست گردان تو ران کام کہا یہ نشان جہاں کو ہلاک خوشحکین سہرا زانجمن یہ سکر تہقن سے کہنے لگا
---	---	---	--

مشقت بہت تو نے کی بیشتر
 سو بہت بیٹھے ہیں پرستہم
 سنا سننے اسے رستم نامو
 رکھا زال کو پھر نہ ایوان میں
 جو ناپاک و بد شکل دیکھا ہے
 وہ مردار کھا کر مواب کلا
 خبر گونگی میر جو جکی جا کری
 یہ سنکر سواتند وہ پستین
 نہیں جو گرفتار اے نامو
 ہر گاہ غم و آفت سرسبر
 نریمان جنگی تھا ہوشنگ
 مری مان بھی تھی درجہ اب شاہ
 دلیران ایران زمین چند با
 پیرانہ زہنار میں نے کیا
 دلیری پا اپنی نہ مغرور ہو
 کئی شاہ کھینچے تہ تیغ تیر
 وہ دیوب پیدا ورا کو ان دیو
 چھوڑا شاہنشاہ کا چس کو
 کئی بار دی میں نے اوسکو
 نکر جنگجوئی جو کچھ ہے تیر
 یہ چاہے تھا اوسدم کہ ان پید
 رستم گر وار کیے مہمان پر
 فلک رتبہ ہر گرجہ تو لیک ہے
 تو کرتا ہر روز و شب ہا کری
 کیا ایک عالم کو آتش پیست
 غنیمت پر با تھا مرا منتظران
 ہر ان کوئی مددگار تھا
 تیرے ساتھ تھے اگر نہ ہار
 کروں کیا میں نہ زبانی بیا

پس آرام سے بیٹھ کر نوش
 یہ کنگر گیا بیٹھ پر رخ و غم
 کہ ہر نسل سے دیو کو زال زر
 وین چھوڑ آیا میان میں
 تو سیمخ نے بھی نکھایا اسے
 تب آیا وہ پھر جانب بیتان
 تو حاصل ہوا تہہ سردری
 زباں پر تندی کر لانا سخن
 سزاوار شاہان عالی گھر
 اور آگاہ ہے خوب تیرا پیر
 زبون شیر ز جکی تھا جنگ
 خداوند کین و اعزاز و جاہ
 کیا چاہتے تھے مجھے شہر با
 نہ خواہاں ہوا افسر و تخت کا
 کیا تو فو کس شہتہ ارجا کو
 کیا قتل دیو کو وقت ستیر
 کہ تھا گرد عالم میں دھکا غیو
 بل کیو گستر اور طوس کو
 گیا پیش اوسکا کہ کچھ درد
 نکھو را یگان اپنی جان غریب
 تھن کو اب کیچھے زیر تیغ
 تو لطف و مروت سے دور
 پر شندہ بادشاہان کے
 شہی میں کی بلکہ پیبری
 کیا میں گردن فروز و کویت
 کہ ان اس قدر تھا ترا منتظران
 فقط ز شش و گراہا تھا
 دلیران جنگی و مردان کار
 کہ ہر ان سے تیرے راقع ہا

کہا پھر سو دست چپ بیٹھ تو
 ہوا پھر سپہدار چین جو چین
 سید جودہ و چہرہ سوے سفید
 کہ کھا جابین اوسکو کھینچا
 وین پاس بچو نہ وہ لیگیا
 پس ایک بھی سام رکھتا تھا
 تو پیدا ہوا زال سے بعد از ان
 کہ حرف را گندہ دنا سزا
 تو ہر طفل عقل نادان ابھی
 کہ ہر شے سام کر ڈال
 سمجھ کے سپہدارا بجم شرم
 کہ ضحاک تھا اوسکا پنجم پدر
 یہ کہتے تھے رکھہ سر پتی
 و گرنہ پونجی تمھیں کب شہی
 تو مانند میرے دلا در زمین
 شکستہ کیا میں نے وہ ہفتچان
 ملائے وہ دم میں تہ خون خاک
 سپہدار تولن تھا افسر سیا
 کیا میں خاقان چین کو اسیر
 سپہدار فلک و روکینہ جو
 و لیکن یہ سوچا کہ ہر مہمان
 یہ بولا کہ میں نے کہ حرف نرم
 جو کی بندگی تو نے شام و بجاہ
 کہ ایران کار و قدم تو ان چین
 زبان ذر و وین ای نامدار
 وہ بولا سو ہفتچان وہ سزا
 وہ دیوان و خوار جنگی لڑا
 نہ ساتھ اوسکو موتی تجھ فلک
 کہ کھینچو عدل گسترے جب

یہ ہنس لگا کہنے اے نامو
 خفا ہو کے رستم سے بولا وین
 ہوا دیکھ سام او سے نا امید
 ہوا ایک سیمخ کا وان گذر
 کھلا تھا مردار سنج و سا
 اسے لاجم پھر پیرا کیسا
 کہ اب فخر کرتا ہے اتنا بیان
 تو زہنار اپنی بان پر نہ لا
 نہیں تجھ کو زہنار کچھ آگہی
 نریمان سے تھا سام رخ حصال
 کہ میں مینی یکیدی تم اور ہم
 جا نگہ شاہنشاہ نامور
 تو کر ملک ایران میں شاہ شہی
 مسیر نہ آتی فینسہ ماندہی
 دلیری و گردی میں ہر نہیں
 نگذرے جہان قیل و شہر بیان
 کیا شاہ مازندران کو ہلاک
 کیسکو تھی جنگ کی جسکی تاب
 مری تیغ بہان ہے آفاق گیر
 ہوا پر غضب سے اس بات کو
 یہ گرد آپ کے لئے آیا بیان
 تو کیوں مثل آتش کے ہوتا ہر گم
 تو حاصل ہوا تجھ کو یہ غرور جاہ
 مروج کیا تازہ آئین و دین
 تھا حصن مازندران استوا
 گئے تھے ساتھ جنگی سوار
 کہ میں نے کیے کشتہ تنہا وہاں
 گریزہ ہوتا تو بس یہ رنگ
 رکھا سر پہ لہر آپ کے تاج ب

دلیران نہ ہرگز فنا مند تھے
 زمین میں سے حصول سکون کیا
 ثبوت نازک تاج لہر اس پر
 یہ مقدور ہرگز کسی کا نہیں
 کسی سے بنے اتک نہیں
 سخنا سے دشوار لکھنا
 مری کر کے دھوئی انجام کار
 سپہدار نے سن لیا یہ جواب
 مجھے جقدر قوت و زور ہے
 جو دیکھا یہ نیروی اسفندیار
 سپہدار نے یہ کہا بعد از ان
 سپہزور معلوم تیرا مجھے
 کون جانشین ہے یہ جھٹلا
 تو میرے زور آور و شیر مرد
 تو کل دیکھنا کوشش کا رزار
 کروں تخت زر کار بر جلوہ گر
 چلون پھر تری ساتھ نزدیک شاہ
 سخن چھ زبان پر یہ لایا جوان
 ملک کے جوان جیکے رکھا
 کہ انجام سے سیر ہو نہیں
 مجھے دام حیرت میں مردم آہ
 جو ہر بند پر اصراری اسے ہو مند
 صاحب جویر میں آوے ذرا
 چلون میں ترے ساتھ دیندیا
 وہ بولا کہ جسطرح کہتا ہے تو
 کھلا کیلے کام ادا کروں
 یہ سنکر لگا کہنے جنگی سوار
 تری رزم سے کچھ نہیں خوفنا
 سمجھ دل میں افرخ اسفندیار

بزرگان پرانے فرزند تھے
 نہ ہنار پر غاش ہونے دیا
 نکر قوت میں شتاب پر
 کہ میری طرف دیکھے اس کو
 قیامت ہو کر ہو نہیں جینے
 سوا یہ نہ مقدور اک گر دکا
 فروتر کیا شہ نے سیر اوقار
 کہ احرار سے اتنا نہ کھلیج دیا
 رکھے تھا کمان شاہ کا دھن
 تو حیران رہا رستم نامدار
 کہ اگر دلو آج مہمان آج
 کہ لاؤں کل اگرم میں کجے
 کرو نہیں مجھے سب سے بھرا
 دل مجھے ہرگز نہ ہو ہم بند
 کہ آؤں جو میدان میں ہو کر
 رکھوں میں ترے سر پہ دھن
 دلاؤں مجھے تخت تاج و کلاہ
 کہ اتنا گفتار ہی پہلوان
 تو رستم نے اکدم میں خالی کیا
 رکھا لاکے تاسک ان پھر چون
 مرنے سوا پھر وہ گرد و لہر
 تو جانپری کچھ نہ آویز کند
 ہم ملک اب تو بھی کہ شورا
 حضور جاندار کیوں لوار
 پیرا میں کرتا پر اسے نامجو
 کہ اس دیر میں جس بدنام
 کہ دیوان جو تھوڑا روز ان کار
 ولکن یہ اندیشہ ہی ہر زبان
 کہ اب صلح بہتر ہے یا کارزار

یہی تھی تنہا سے خرد و کلان
 ہو کر جبکہ ہم یا وراے نامدار
 کرے بندہ مجھ کو یہ چاہے تو
 ہوا کو دکی سے میں دنیا میں
 سواتد میں میں کا دوس شاہ
 کہ مجلس میں کوئی کرے مجھ کو
 غرض ساتھ سیر ہو کہینہ جو
 نواب ثنا خوان کا دوس شاہ
 یہ لکھ وہیں کے خندہ کنان
 یہ ہنس کر کہا میرے ترک ادب
 خوشی ہو مولا کون نوش کر
 سو شاہ لجا دینے کر کے بند
 مری مردی شکو معلوم ہو
 کمان تو دیکھی دلیر و جنگ
 تو بس لشت زبک اوٹھا
 رکھوں پیش گنج تیر حوض
 جو میں گرد ہوں اور تو شہر
 کہ چاہا کھائے تاکہ جو میں
 ملائے مجھے جہد کہ جام شراب
 کہ آتی تھی جہن شراب لیکن
 لگا کہتے یہ سہ روز نامجو
 وگر نہ ہوا مادہ کارزار
 پذیرا کرے مہمانی اگر
 وگر نہ کروں صبر دم کو جنگ
 سیرا لگا شہ کہ میں ٹور گیا
 نہیں جنگ سیر ہی مجھ کو خطر
 جو میں نے کیے کشتہ بہ کاشم
 کہ ہو کشتہ گرد وقت بیکار تو
 سو سال خوار بن کشتا سپاہ

فریخ فریخ ہوا شاہ جان
 ہوا شاہ لہر اس پر تباہ
 یہی ہے ترے باپ کی آندہ
 ولکن سخنا سے نادیدہ
 کلا کو شہ تھا جکنا اوج ماہ
 اگرچہ وہاں تھے بہت زور مند
 یہ تندی و تیزی کر مجھے تو
 مجھے زور و سر چہ پر کر گاہ
 فشر دہ کیا نہ پہلوان
 کہ زور آزمائی کروں تجھے اب
 شتابان ہو پھر شہر کے گھر
 نہ ہو سچا دن جانپری کچھ بند
 وہ بولا کہ اسے مرد بیکار جو
 نہ ہو پچھے تجھے با دگر و فوج
 سو زوال زور وہیں آؤں مجھے
 بجا لاؤں خدمت لفظ سرد
 نہ دنیا میں کوئی ہے ناچار
 کہ اب وری یعنی گزے دوپا
 تو دیتا تھا رستم یہ اوسدم جواب
 بیابے لگا پنے وہ پیل تن
 کہ کھلی شال سے جاکے تو
 دیا اوسنے پاسخ کہ اسے نامدار
 قدم رنجہ فرما دے تو سیر کر
 نہ لاؤں تری خاک میں کچھ نہ
 نہ پاندر رستم کو یہ کر سکا
 کہ ہے باندھ لیا تراسل تر
 تو زہنا رزم کے برابر نہیں
 تو ہوش شامان مرزا زور مند
 تو ہی داشت تخت و تاج و کلاہ

ترا دشمن جان سے تاجور
نہو کار فرما جوانی کو تو
وہ بولا کہ دیتا ہوں کیا حرب
سیر کو براہ کرا وریاب کو
لگا کئے رستم کاب کیے گیا
یہ لکھ سو خانہ رستم گیا
کئے زال نے پھر خنای بند
نہیں مہر کی تاب زینا
کیے کیے تھے دیکھ پرآب
جو ہر کشتہ اسفندیار جو
تو کہ اپنی خاطر سے اندیشہ دور
لگا کئے سنسکودہ مرد کین
دلوں کے لگے ہر غفورین
یہ عقل سے دوری مرد کرد
گیا صمد رستم پہلوان
زوارہ کو سالار لشکر کیا
شتابان ہوا جبکہ وہ پلین
زوارہ سے بولا لیل نامور
یہ اتھوینے جانا اوسے دیکھ کر
سوشہ لہد گونہ لطف عطا
کہا اوسے شجک ہے غم تنیز
ہوا سنکے پرورد دل مرد کا
مے ساتھ گرتھک جو غم جنگ
مجھے بھی جواب دہم ای شیر مر
وے دیکھنا جبکہ ہر وقت تنگ
دلیرانہ شبنگ پر ہو سوار
بہت بہن سواران ایران
کہ جو ہر ہر ایک کا آشکار
مرد کو نہ اوسے کوئی زینا

مجھے کیلے اپنے بھیجا ادھر
نکر پہلوانی مرے روبرو
نظر میں ہر میری فراز و نشیب
تو ایک میدان میں ہو گیند جو
نہیں چارہ گرا آئی تیری فضا
صنور پد یون گراڑش کیا
لگا کئے تب رستم ارجند
کروں جنگ ساتھ اسکے اگے ناک
دیازال زرنے اوسے یہ جواب
تو موزام بد پیش اہل جوان
کہ جیتا کپڑاؤں میں ہر صنور
کہ ہرگز زبان پر نہ لایہ سخن
جوان میں کوئی اوسکا ہنر
جنگ رستم و اسفندیار و کشتہ شدن اسفندیار
پے جنگ اسفندیار جوان
زوارہ سے یونان لڑے کہا
لگات دغا کرنے مرد کین
کہ تو ساتھ لشکر کے زور و
کہ آتا ہے ہر صلح نامور
تو لیا تھن کو بے بند پا
مادل تنیزہ سے ہر ریزہ
وے کچھ نہ زہار پا سخ دیا
تو ہو کر سوار اب تو ابید رنگ
کہ جاوین تہا براے ہر
کہ زمین اشارہ تو پھر ہیکر
گیا جانب رستم اسفندیار
وے چاہتا ہو زمین یونان
یہ رستم سے بولا پھر اسفندیار
ہوا عمد و پیمان ہم استوا

کہ گوشتہ ہو مجھے بات سے
گرد اپنی جان پر تو مت کھڑوا
صنور پد یون باندھ کر
کہ آنکھوں سے دیکھیں ترا حال زار
بوقت دعا آگیا گھٹسہ
کہ ہے ہر سر کینہ سفید یا
کہ نالائق و سخت لکھ مجھے
پسنگ گیا چشم کو اوسے تر
کہ گشتہ ہو تو ہنگام جنگ
رکھیں ہر کیناں سے کینہ سدا
کروں شکش اوسے کچھ نر
وہ اسفندیار جان پہلوان
تو کتا ہر میدان میں جنگ و نر
تھن جہدم کہ پنی زورہ
کہ بروقت تو یادری کیجیو
کہ یارب تو اسکا مددگار ہے
یہ لکھ اکیلا وہ جنگی سوار
لگا کئے یون پیش اسفندیار
وہ بولا کہ لا جوشن ای نیکو
دور مدلا اور جو ہون زنجو
تھن فریجھ اوس جو اندر کو
یہ تسوین سے بولا وہ اسفندیار
تو استاد ہو دور لیکر سپا
مددیری تم کیجیو آن کر
تھن نے اوسے کیا یہ بیان
کہ ایرانی اور سیستانی ہم
کہ ہون گشتہ کیون لشکر ہر دو
ہوے گرم کین ہر دو شیر زار

نہیں آگئی شجک اس بات سے
نہ بدنام کر مجھ کو بہر خدا
کروں یا تجھے قتل وقت ہر
کریں غسے ماتم وہ لیل و نیا
کہ ہون نوحہ کر کے پور و پد
نہیں اور چارہ حربہ کار زار
کہا کچھ دیوا و سے تجھے
لگا پوچھنے تب یل نامور
تو خانہ خرابی ہو پھر سید رنگ
تھن نے سنکر یہ پا سخ دیا
اطاعت کیجیو نہ زہار سر
دلیر جا لکھ و کشورستان
اوسے پشت زین اڈھالارین
سمجھ دین اپنے تو اسے سال خور
تو پھر زال نے اوسکی باندھی گرن
تغافل کو دان راہ مست و کجیو
سو اتیرے کون اسکا تاب یا ر
روانہ ہوا سوسے اسفندیار
کہ رستم سے کر صلح اسے نامدا
کہ ہے ساتھ رستم کے غم ہر
خدا جا پھر غرق خون کون ہو
یہ بھیجا پیام اسے یل نامور
کہ تہا ہے اب رستم نامدار
کہ رستم سے میں کجا ہوں زنجو
یہ لکھ زورہ کر کے پھر زینا
کہ کتر سے میری سپہا کچو
کریں جنگ گردانہ ہر ج و غم
فقط ہوں ہم تم ہم زنجو
ہوا کار شجر تیغ و سنگان



<p>شکستہ ہوئی نیزے پھر پیدیں لیا پھر دلیران نے گردان کیا کر دواں کر بعد از ان پراگندہ دل شیر مردان ہو جدا ہو کے دونوں پھر دم لیا کیو دلیران ایران گیس یہ سنکر وہیں پور پشیدار کہ ہو جو کوئی مرد جنگی سوار دلیرانہ اوس سے ہوا کہ جنگ نہ ایوان ہرگز سمجھنا مجھے</p>	<p>لگے کرنے باہم رہا نغمہ ہوسے رزمجو شعلہ کی زبان لگے زور کرنے وہ جنگی دریا زبون سخت سپاہان و گردان نہ کچھ زور و ان پیش سرگرم گیا دہانہ جا کے کینہ نگا نامترا جو انر و نوشتا در نامدار وہ مجھے کرے آنکر کارزار دلے خاک و خون میں ملا بدنگ کروں غرق خون ایکدم میں</p>	<p>شکستہ ہوئیں تیغ بھی سرسبز گر جو گز بھی ماتھے سے اکیلا کیا زور کہ چہ روکین سے زورہ پارہ ادھر جا کے کہستوان زوارہ کو تھا جنگ میں کچھ نہ کہ ایسے نامدار واکر مرد ہو یہ کینہ خواہی شتابان ہو و میں گردایو احمد زور آزا زوارہ پھر اتے تین کیا دون پھر لگ کر زاراجو بالائے سر</p>	<p>نہ اک زخم ہرگز ہوا کارگر سے کام سے دست و پاں کا ولیکن نہ کوئی ملازمین سے ہو جو دست گردان جنگی دریا خروشان ہو شعلہ غمزدہ ابر تو ہو جو نزل سے پیکار جو طرح شیر زکے خروشان ہوا کہ شگر د تھا ستم گرد کا لگا کینہ سپدانین کر کو فغان ہو شستہ تو شاد در نامو</p>
--	---	---	--

جوانمرد مہر پوش پہلوان فرامزد اوسکے مقابل ہوا دین پیش اسفند یار جوان دو فرزند تیرے ہو کشتہ اب نیز دیک نام آوران زمین کہ سو گند جان و سر شہر یا کیا جسز اب جنگ میں ارکاب اویں شوق ہو قتل کر تو یہاں ہم کہہ ہو پھر وہ شغول جنگ وے تیرا اسفند یار جوان لگے زخم کاری جو اوس شفیق زہارہ ہوا دیکھ کر دروند مبوسے بلند ہی گیا نامدار جہان میں تیرے زور کا تھا دیو تیرے زور بازو گیا اب کہاں پیادہ ہوا آپ مانند شیر یہ چاہے تھا اسفند یار جوان کہ کھتا ہوں پھر غم بیکار کہ احوال معلوم ہو جب ترا وہ بولا کہ جارحی کرتی خون غرض رزگ سے وہ جگان کیا اویںے تابوت کو پھر وہاں ولیکن یہ تھا ماجر آج کا سرت اوسکی ہر آئینہ سنگ ولیکن نہ کوئی مہر اکارگر یقین ہو کہ جانبر نہ ہو دشت گیا بیکار ایہ زمین نزدیک ال کہا یہ کہ ہنگام پیری بدغم گیا البتہ زخم کو مرہم لگا	دوان کر کے شہر کو بیدار نہ کشتہ ہوے صرف دونامدار کہ لشکر نے زابل کو پیچو بک شہنشاہ سے بولا کہ ایہ نشان ہوا اسکے غمگین و شرمندہ پے جنگ میں نے نہیں کچھ برادر کو اور پور کو مانہ ہکر وہ بولا بفرمان یزدان پاک خدا تک یل رستم نامدار ہوا اوس مجروح و ریش و فکار ہوا زخمش پھر سو خانہ روں یہ دیکھا کہ دین خستہ ہر پہلوان کہ افسوس ایہ گرد جنگ آوا کہاں جو تیری تیغ زہر آوار زوارہ نے کھڑے رہا پیہ تمام کام کہا یوں کہ اگر در اسفند یار کہ اتنے میں رستم نے اوسکا مجھے کیا تصور کیا تو نے آ اگر اب بھی راضی ہو تو بچہ ہوا روز آخرا بک نامور ہوا غم سے بیٹھ کے اسفند یار لکھا یوں کہ انجسرو پاکہ بن پشتون سے کہنے لگا بعد از بہت زخم شمشیر و گرز گران کیا تیرے اوسکو آخر زبون ادھر تھا زو دین اسفند یار کہ مجروح خستہ ہر سرتابا برادر پدرا د و پور وزن کہ روئین تن اسفند یار دیکر	دگر پور اسفند یار جوان فرامزد نے قتل اوسکیا کیا جگے ہم نے کیسویان سپہدار سکر ہوا پر غضب سزا دار نفرین جو چہاں کن ہنیں سے مجھے آگنی زہینار کردان سکو قتل اور اسیر خراب کہ تیرے گنگار میں بیکار ولیکن نہ لیکر کہاں و خدنگ کہ لگے پیالے جو پہلوان سوار دلا درت آیا و تر گیا و دین پیش بل ارجمند لگا کہنے تب ہنسنے اسفند یار تری تیغ بران کا ہو تھا دیو کہاں سے تراب وہ گرز گران گیا ہر جنگ آدمائی دلیر زوارہ ہووے ستیزہ کن نہیں تجھے کچھ دست بردارین سراپا ہے زخمی بدن اب ترا ولیکن نہیں تن بلکہ زبون ہو شام کو سو خانہ روان سو شاہ گشتا سب کیوں نشان خدا جا کل پیش کیا آئیگا مجھے اوسکی اندیشہ ہو جگاسے کسی سے نہ عاجز ہوا نامور سبادار سے زہرہ گر غضب اور اسے تھمن کا دیکھا بجا ہمارے نصیب و نین تھا خیم تھمن نے پھر زال کو یوں
--	---	--

<p>تو ہی بازو و سخت جزو رنند مرا تیر سندان سے کرتا گذر اگر زور کرتا مین کسار پر نہ وہ جنگ جو پشت زینت با سہوئی جنگ مو توف ہنگام کہ پھر ہاتھ لے نہ میرا نشان تو پھر کے ایوان مین اسفندیار جو ہوتا میان آج وہ شیر مرد با آون مین ناچار سیمرغ کو تو پر کو مے تو جلا نا ضرور تو سیمرغ حاضر ہوا آن کر ستمگار کجخت اسفندیار ہوئے گرم پیکار انجام کار یہ سیمرغ بولا کہ ہے کیا خطر پیا خون کو اوسلے اپنے پر لگا کھنے سیمرغ سے نامجو وہ بولا کہ ہے وہ بل جہنم سو ہفت خوان یہ جوان جب تو گراوس جوان ہے دور تر کہین دور جاوے تو اسفندیار وہ بولا کہ اے رستم نامدار غرض نخل گراک نیستا نہیں تھا بنا اسکا تھاک دوشا خاندنگ کرے جو کوئی کشتہ اوس مرد وے کور کر نیسے اوسکے ضرر وہان پیشے جسک حدا وہ سیمرغ رخصت ہوا بعد از ان لگائے دو پیکان زہر ہمدار کہ میدان مین آیا سوار دلیر</p>	<p>تو مند مانند نخل لبند نہ برگزیدہ اوس سپہ کچھ کارگر تو بر کندہ کرتا اسے ای پیر کہون کیا کہ اس قسبت زور کار وگر نہ مرا کام کرتا مت م کرے جستجو گر چہ جنگی جوان کرے مہکدیکس گر تار و خوار تو نہ خواہ کو ساتھ کرتا بند تسے دوا اوس ہون چارہ جو کہ فی الفور ہو پونچھا تیر خصو گزارش کیا یون کہ انحرال سہو اسکے پر خاش کا خوش نگار بہم رستم گرد و اسفندیار کردن چارہ اسکا مین بے تو لے زخم اچھے وہین سہر کہ اے شاہ مرغان ہر دگار توانا و گردنکش وز ورنہ مرا جفت ان ایک سیمرغ تھا تو بہرے لے رستم نامور کر گیا ہمین باندھ کر سخت نوا مے ساتھ جل خوش رہ ہوا مہتن سے سیمرغ ز یون کہا سحر جاکے میدان مین ہو گرم جنگ وہ بے دلا سے رہا پھر نو نہ پونچے ذرا شوق سے کور کر یہ سکر ہوا خوش وہ زور آنا گیا سیتان سو آشیان ہوا فتح و نصرت کا امیدوار یل نامور رستم شیر سیر</p>	<p>مری تیغ بران تھی خار شکار نہ مغلوب آیا بد اندیش ہا پکڑ کر کمر بند اسفندیار کوئی دیوار کوئی جنگی سوار بس تاب پیکار جھکونہیز کہا زال نے رستم کسکرن کردن کیا کہ ہو اندون غور نہین اسقدر فرصت ایوان کیا اوخو وعدہ یہ مجھے کہان بلندی پہ کر کش افروختہ مجھے کیلے اب کیا تو فی یاد نیاز اوس سے ہے کیا بیشتر ہوا رستم و رخش و مرغ و ریش طلب رخش و رستم کو کر و بان ہوا رستم و رخش پھر ترست یقین ہے اگر تو مرا سوک و بار مجھے اور تجھے ہے یہ قدر کیا مقابل جو ساتھ اوسکے اگر ہوا یہ سکر ہوا زال گریہ کنان بتا کوئی تدبیر ہر برضا گذر کہے دریا سے بہج و غم کہ اک شاخ لیا تو اب تو کر پھر اوس تیر کو اعلیٰ نامدار نہین خوب ہے قتل اسفندیار یہ خاصیت سیمرغ کی ہو کہ پھر آوہ دونوں مین شرنال جوانمرد رستم نے پھر سید رنگ نہ تابان ہوا تھا ہنوز آفتاب ہوا فرہزن مثل پیل دھان</p>	<p>سان تو تھی تھی نل کوہ تپ کچھ دور بازو گیا پیش ہا کیا زور ہر چند پر زینہار کہیں نیسے ویکھا نہیں زینہا نخل جاوٹ ناچا نیسے کہین کہ گر تو کھلجی مے پلین یل نامور زور سے مل و کہ اوس پہلوان کہ گردن کٹا جو پیش آوے شکل کوئی ناگنا جو سیمرغ کا پر کیا سوختہ وہ بولا کہ اے سیمرغ نہاد نہ آیا سر حرم وہ کہینہ و بلا وقت پیری ہوئی پیش جو دیکھا تو پھر خون نہ رونا توانا و زور و روحا و حیت تو سوچو ز یون گرد اسفندیار کہ ہون تھ لے سنیہ کنان تو سیمرغ نہر نہ جان رہ ہوا کہا یون کہ گر رستم پہلوان تو دام غم و رنج سے کر ہا گئے اک نستان مین دونوں ہم اسے رست کر کھلے تو آگ پر رہا کہ جو چشم اسفندیار خزانی جو قاتل کی انجام کار تسا ہونا وک ظن کی جہان ہوا زال مسرود و ان کمال مرتب کیا اک دوشا خاندنگ حریف جفا کش تھا کہم و جاب کہ امیر و ہفند یار جوان</p>
---	--	--	---

<p> فرما خواب نوشین سپیدار ہو سر زلمین تھا وقت بیکان نرا دمی کہ احوال اسکا ہو گیا بسو و تھن پشون گیس سوا اسکے اک زخم کاری تھا دلیری ہو اسکی کچھ ہر خطر خفا ہو پشون پیسند یار نہیں زخم کا اب اثر زینا تجھے آج خستہ کر دے اسقدر مجھے جسم پر اے بل نامور کہ مت رزمجو ہوسر صلیح آ قسم ہو نہ پھر عذر ہو کر دے وہ بولا کہ اب آشتی دے مجھے قید کر نیسے اب درگزر تجھے نیکیش ہون نہ رو نیا خدا کو بھی فرمان ہو حکم شاہ وہ بولا کہ ای گرد آفاق گیر تو ہو گرم پیکار سے پہلوان تھن فراوسنم یہ مالکی دعا پذیرا ہو کر تانہیں زینا عقوبت نہ کہ بھڑو مجھ پر رکھا ہو تو سر کوزین پر لوان ویکین نہ ہو کر گرا اے جوان یہ دیکھا تو پشون و ہمین کیا چارہ چشم اسفند یار نہ تنہا ہو زال نہ شاہ کام کہ دنیا میں خونریز اسفند یار جہان آفرین ہر زبان یار ہو ہر روز در پیش اسفند یار </p>	<p> کہ آیا پھر اب رستم جنگ کہ جانبر نہو دیکھا یہ پہلوان مگر ادسنے زخم کو کھستہ کیا تو رستم یہ بولا کہ دیکھے ہو کیا پشون نے جا کر جوان سے کہا مناسب ہے اب یوں کہ ای نا ہو گیا دوین میدان میں ہو کر تو اباب شاید کہ ہے سحر کار کہ ہو نوہ گرز ال زرد دیکھ کر نہ ہو گزرے تیر تیرا اثر تو بخش از سر لطف میری خطا تری ساتھ پیش شدتہ چلوان اگر زندگی تجھ کو منظور ہے عوض اس کے مجھے تو گنج زر تو کر رحم لے ہو در سر فراز زیادہ تر اسی رستم کہنہ خواہ نہ جو جان با میدان وسیہ یہ کہو دین لیکے تیر وکان کہ کرتا ہو میں عاجزی یا خدا کیا چاہتا مجھے سخت خرا نہ مجھ پر ثابت گناہ خطا روان اسکی آنکھ نہ تھی کے جوان ہو میں نہ زینا نا کہ کنان جو سخت عثمانک داند یون ہو ا کچھ نہیں فائدہ زینا مجھے خرم و شاد و مردم تمام نہ زندہ رہے دیر تک زینا شب روز تیرا مدد گار ہو گیا زال اور رستم نامدار </p>	<p> پشون سے بولا کہ لے نامدار تعجب کہ ہو ہوشمند و دلیر شتابی سواب جلد لانیہ کہ ہر زخم کی پل میں ہو چارہ ہو اتھا تو کل خستہ ای نا توان تھن کے ساتھ آشتی ہو ضرور ہو اتھا تو کل خستہ ای نا توان کہ آیا تو میدان میں پھر جاق و صبت اوٹھا یہ خیال ہے دلے تو بس گز ارش یہ کرتا ہو میں بار بار کہ ایوان مرا شکستان جو چاہے کرے خسروا جمند تھن فراوسکو یہ پاسخ دیا کنیزان مہر طلت و گلزار نہیں چاہیے مجھ کو یہ گنج و زر کہ بخشے مجھے تخت و فرس پر کہا یوں نہ کر اور کچھ گفتگو بطرز پسندیدہ و دلپذیر خوشی سے بین تیا ہوں ہر گنج مخالفت کی آنکھیں لاشنک سو چشم اسفند یار جوان شخصیت کھاؤ تھنے میںے شک رکھا میں یہ ہو تو فراہی جمند لے لیکے سو ہنیمہ شتاب یہ دی زال زر کو تو نیکلف یہ اتر شاسون نے دی ہر کہے رنج سے دورا نہو مجھے کیا جو کچھ اوس کہنہ جو نہ کیا وہ بولا نہیں کچھ تنہا گناہ </p>
---	--	--

لکھا تھا یہی ملک تقدیر کا سکھا پہلوانی کے ساری ہنر رکھوں اسکے تارک تپانچ کا روانہ ہو تو سو گشت تاشاہ ہوئی باری اب تیری حاصل تلو مری مان سے کیونکہ ہے صوبہ	تھے کیونکہ لوح جمین لکھا بتارسم دولت او سے سب کردن او سے بعد گشت تاشاہ یہ کہہ کے اپنے خسرو دین پناہ تو کہ سلطنت شوق شادنا کر دے اپنے غم و غنج دو	مرا پور ہے بہمن نوجوان تہمتن نے دوہن پذیر کیا یہ استویج بولا پھر سفند یار مجھے تو نے بھیجا ز قتل یا ولیکن بروزر جزا بیکمان نہین فائدہ گر یہ سے زینا	اسے اب تو اسے رستم پہلوان زر وی نشاط و مست گب کہ گور و کفن کا ہوں اب جو گنا ہوئی تیری دست سے برباد جان کرے داوری داود و داود قتنا پر کیا نہیں خستیار
کما پھر وہین کھینچ کر سر دوم لگے رونے تسوین و بہمن و ہا او دھڑکے بہمن کو زانی پھر کیا باپ کو اسکے تو فی ملک مناسب نہ تھی تربیت اسکی یا جو تسوین حضور شہ نامدار	کہ گشت سب مجھ کو پہنچا ستم ہوئے رستم و زال گرم فغان ہلنا تو رستم و زال زور دل اسکا نہ ہو گیکانہ پناہ کہ بدخواہ اپنا ہے یہ بیکمان کیا لیکے تابوت سفند یار	کیا طار جان نے پروا پھر او دھڑکے تابوت سفند یار زوارہ یہ بولا کہ لے نامدار برادر بھی اسکے ہو قتل مرد زوارہ کو رستم نے پانچ دیا ہو تاشاہ گشتا پنا کہ کنان	وہ تسوین گیا سو ایران فریار یہ بہمن ہے فرزند سفند یار عجب کیا جو وہ تھے ہو ہنر کہ لاوین وصیت نہ کیونکہ بجا لکھیں گئے روئے یون خواہر عبث سی یہ پھر شکو اندوہ غم
خجالت سی تھا بادشہ سرفرو لکھا نامہ رستم فرخ پشہ کو بہت او سکودیتا تھا دین نہین چارہ تقدیر یوزینار جو کچھ حکم ہو مجھ کو لاؤن بجا کہ یہ ماجرا کہ فصل بیان	کہ نفرین بھی بہت کشا کہ ہوں بیخدا ای شہ نامجو یہ کہتا تھا ہر دم کہ لے نامو ہوا وہ جو ہونا تھا انجام کا کہ ہوں بندہ شاہ کشور کشا وہ بولا کہ ای بادشاہ جان	پشیمان ہو تاشاہ عالی جبار حضور پیدار سفند یار چلوں پیش سلطان کشور کشا کیا تربیت پور کو اسکے اب جونا پڑھا شاہ فرسہ سہر تہمتن و اس امر میں در خطا	کیا نقش کو دفن آنجا مکار کیا مینے چون بندگان انگار نہ ہرگز جوان نے پذیر کیا ہنر اور آداب کھلائے سب تو تسوین سے کہنے لگا تا جوہ دست و بجا ہے جو اس کو کھا
اوسے ہندی میو بھی چند بار اجل فر اوسے سخت حاصل کیا ہیان آئیو جب کروٹ لگیب ہوا دیکھ کشتا فرمان دا	اثر کچھ نہ ہرگز ہوا زینا یہ کہہ تہمتن کو نامہ لکھا رفان کر تو بہمن کو لعل اب ولیعہ بہمن گوشہ کے گیا	نہ آیا وہ ہرگز گشتا سے باز کہ رکھے جمع خاطر تو امی نامدا تہمتن فر بہمن کو باہر دوقار یہ قصہ تو بہمن کر چکا اب بیان	لگا کہنے پھر شاہ گردن فرار نہین تیری قصہ کچھ زینا روانہ کیا سوے ایران دیا شفا و لعین کی لکھوں وستان

تول شدن شفا و پسر ال از رطن کنیز و کشته شدن رستم از او و خرابی خانان

لکھے ہرے فردوسی بنیظیر اوسے قصہ حضوران یاد تھا کسی بعد از ان کوستان شفا کہ زال اک کنیز کہ یہ مال ہوا	کہ از او سر و ایک تھا مویر کہا اوسے مجھے یہی ماجرا کہ تھی مرد از او کو خوب یاد اور اک اوس سے فرزند حاصل	یہ کہتا تھا وہ پیر مرد شرک کہ رستم سے سفند یار جوان پھر اوس قصہ کو نظم بنیو کیا رکھا زال فرنام او کا شفا	کہ سام و زریمان تھے میر و بزرگ ہوا اس طرح سے ستیزہ کنان غرض اس طرح سے یہ ماجرا نجومی یہ بولا کہ لے خوش نہا
---	--	---	---

یہ طفل گون بخت جب ہو جا
 بدی اسکی طینت نہ ہو ورت
 وہاں کا جو تھا شاہ نیکو سیر
 افسے اکیسے دقت و ستان
 سپہدار کابل سے بولا شفا
 قرابت پہ میری کی کچھ نطسہ
 یہ بولا کہ مجھ کو ذرا اب بتا
 کروں جا کرستم سے تیرا کلا
 وہاں کھلے تیغ و سنان و تبر
 غرض شاہ کابل سوادہ شور بخت
 سپہدار کابل ہوا تند و گرم
 کسے ہی رہی رستم شیر زاد
 بباد جو تیرے ہیں دار شہم
 کہا یوں کہ نالائق و کسانرا
 چلون شہر کابل میں لیکر سپا
 سو شہر کابل شتابان ہوا
 بہمنہ سر و پا ہو کر یہ کنان
 سرِ عم آیا میں نام بار
 شفا و گون بخت فی میدان
 لگا کر نے تو رفیقِ نغمہ گاہ
 دوارہ کو ساتھ اپنے لیکر گیا
 سوچ گیا رستم نامور
 نئی خاک کی دان جو کچھ تھی بو
 ہو اگر مچھ خوش جون میرست
 و مبار کہ آیا جو پھر باد پا
 وے رخس و بخت کی دہائی بھی
 ہو پارہ پارہ سر پایا بدن
 ہو جو دشمن جان سے بچھا
 تھے کام کے خاطر ایسا بیان

کر و خاندان سب تہہ بیگان
 بسوی رنگوئی تو ہو و اسبر
 قرابت وہ رکھتا تھا بالال
 کیا کتھا ادا سکوا بغر و شان
 کہ امیر بادشاہ حسیہ نہاد
 سحاط اونسے بس کم کیا سہر
 کہ ہر قتل کی اسکے تہہ سیر کیا
 غضبناک ہو کر یہاں آگیا
 سر چاہے جس پوش کر سر سہر
 لگا کر لے اک و کفتا سخت
 وہ بولا کہ آتی نہیں بگوشم
 کہ میرا رادرنین ہو شفا
 تجھے چاکر و نوحی تجھے ہن کم
 سپہدار کابل فرج ہو گیا
 کروں قتل او سکوا بجال تبا
 سپہدار کابل ہراسان ہوا
 یہ بولا کہ اے نامدار جان
 کیا شاہ کابل کا افروتن
 کہا یوں کہ میں چاہہ کندہ ہوا
 کہا پھر کہ اگر گرد باغ و جا
 شفا و سپہدار بھی ساتھ تھا
 کہ خرچش تھی چاہہ کندہ و جد
 سو شہر خوش صبا کام کو
 ولیکن گرا چاہہ میں گر و غدا
 تو پھر دوسرے چاہہ میں تھا
 نہ آیا نظر پھر بھی روئے بھی
 ہر بخت درما ندہ وہ پلین
 و غا سہریان قتل مجھ کو کیا
 کہ ہو و فزون تیری تو قہر

مساجات کی نال زلف و دین
 ہوا جبکہ القصہ جہدم چون
 ہوا جبکہ کابل میں نخل شفا
 حندوریل رستم کینہ خواہ
 ہوا میں تھمن و نانشاداب
 بیچین رستم سے ہون کینہ تو
 کہا او یوں کہ شہ نیکو
 تو یان ایک ملیا کر چنگا
 نگون بخت و جسطر جسے کہا
 کہ میں ہوں سپہدار عالی
 نہیں یاد کرتا تجھے نال زر
 نہیں نسل ہی مایل کو تو
 ہوا سنکد لگے و پر غم شفا
 دیا اونسے بوسہ سر و چشم پہ
 کروں شجہ کابل کا پھر شہر یار
 ہوا آ کے حاضر زر و نیاز
 ہوئی مجھے مستی میں خطا
 افسے شاہ کابل فرماں کیا
 وہاں لیج پورستم گرد کو
 کہ مشغول صیدا فکئی چلک ہو
 ہوئے جلیہ ساز سی لیکر دان
 غرض شاہ کپاس جہدم گیا
 ہوا رستم پہلوان شہر میں
 ہوا خوش و خوش خوش و سوا
 وہاں بھی لگے زخم تیغ و تبر
 کنوین سا سطر جسے تھو وہا
 یہ سمجھا تھمن کہ بے اشتباہ
 لگا گئے نہ کر کے سو شفا
 کے ساتھ کیوں تو کی یہ تھا

کہ ناکر دگار جہان آفرین
 کیا نال نے سو کابل کو
 تو او شاہ فرست مجھ مراد
 سدا باج بھیج تھا کابل کا شاہ
 نہ آئی ادھی شرم ہی غضب
 کروں قتل او سکوا بجال تباہ
 دل زرد و وہون تجھے میں لکرو
 اور اوں ہ میں کندہ کر چہ
 سپہدار اوں طرح ہو گیا
 تری ذات مجھے نہیں خوشتر
 نہیں پوچھتا گاہ تیری خبر
 نہیں کچھ تری زینہا رابر
 حضور تھمن گیا بد ساد
 کہا اونسے اندیش کو دور کر
 یہ کہہ و میں رستم نامدار
 پیادہ حضوریل سدا واز
 تو کہ عفو از راہ کلفت عطا
 سجا بندگی لا کر شادان کیا
 غرض اکیسے وہ شہ کینہ جو
 یہ سنکر وہیں رستم نامجو
 سو بہت دونوں شقاوت و شفا
 تو پھر خوش و دان توقف کیا
 جڑا خوش ریتا زیا نہ و میں
 کہ تھے چاہہ میں خجہ آبدار
 ہوا چاک و خستہ بدن سرور
 گیا گر وہ آخر ہونا توان
 شکر شفا دا و کابل کا شاہ
 کہ تھا بھائی تیرا میں ای بہنا
 مجھے کیلے ہاے ضائع کیا



<p>کہ انجہ شہار و تہجے دون پلا جہانمین رہو نہیں بھلا تاب گئے اس جہان سرے دور مرا کینہ لے تجھے آکر یہاں ورنہ رن سے چھوڑا اچھا کتب وہیں اوسے مارا اوسے سیدنگ کہ جہانم سے اپنا کینہ لیا جہے چاہ میں کشتہ خود کلا یہ سنکھ سوانال زر نوہ گر گیا اور باقی رہا سیخ و درود</p>	<p>سپہدار کابل فیہر یون کہا سد کون قائم عزیز غلامک دلیران و گرو کس و نامجو فرار ز جنگی دلاور جوان دلے تاب نیش نہیں بجا دیا اوسے سنکھ کلاں خاک کیا دوہیں رستم و لشکر خدا روارہ بھلی رستہ مہر اسیان کہا اوسے یہ باجرا سرب ہزار و صد و غیرہ سلا</p>	<p>بہت تو فی خیر زری خلق کی شک نوشدار و کو تو اپنی سر کئی بادشاہان فرج نہا بر اسے کرتا مو نہیں بھی سوارہ کہ چاہے تھی جو کھینچا کہ ایں رہو نہیں رند و یان سوار سنکھ لیکن خست و نفا توقت کی اکدم نہ فرحت ہو لو وہ سیستان میں آئی کیا یہ بولی کہ دنیا سے انجام کا</p>	<p>وہ بولا کہ تیری سزا تھی یہی تھیں یہ بولا کہ اے حیلہ گر کہ کاوس و کینہ و کینہ جو پوچھو تو میں بیان رہا دیر تر شفا و گونجنت سے پھر کہا تو بہر خدا و خدنگ و کمان پس نخل گر چہ چھپا بد نہاد تھیں یہ پھر بیان خست ہوئی دلیکن سوار ایک باقی رہا گلی رستم کی مان ناز ناز</p>
--	--	--	--

فرامرز نے سخت ماتم کیا فرامرز جنگی ہوا پھر روان فرامرز کو بربستی آگئی بیان کیے کیا عیش کشکان زوارہ کے اور ستر گردے ہوا گرم پکار کابل کا شاہ فرامرز نے اسکو آرویں کین	غرض ال زار سے پھر یون سو پھر کابل بھوج گران کہ ہوا شاہ سے شہر کابل تھی نقح نام کو گوشت خراستوں وہ لیکر گیا اتھوان و شے ہوئی فوج کابل سرسہ تباہ کیا ماتم سے قتل ہے یون	کہ جاسو کابل تو لیکر سیاہ مے شاہ کابل ہران ہوا گیا لاجرم جانب صید گاہ دود و لہم کھا تو تھے ہر صبح دم کے دفن زابل میں جا کر پڑیں گرفتار پھر شاہ کابل ہوا سو شاہ گشتا سپ آما ہوں پھر	سپہدار کابل سے ہو کینہ خواہ سو کوہ و دہن گران ہوا جہاں ہیلوان سب کچھ تباہ بیابان میں گشتا و کھاتام پھر آراہہ کابل میں آرویں منظر سپہدار زابل ہوا خبر شاہ ایران کی آتا ہوں پھر
--	---	--	---

حالت شاہ گشتا سپ بکاک جاودانی و جلوس ہمیں سپہنیا رتخت سلطنت ایران لشکر کشیدن طرف نستان بعد جنگ بسیار فرامرز را قتل نمود

کہا شاہ گشتا سپ ایک دن ہو گشتا اسکا پدر بے گناہ کیا پھر شوق کو اسکا وزیر جان میں وہ شاہ جانیوں لگا کرنے داؤدوش صغیر ایا چاہے کین اسفندہ یار یہ پیغام بھیجا سو سے زال نہ فرستادہ فرجا کی پیش زالی ہوا اب جو روتق فراتاجور یہ لیکر بہت مال اسکو دیا کہ خبر طاعت حسد و نامدا ہوا جانب شہر ہمیں روان یہ پوچھا فرامرز اب کہاں کیا پھر وہیں ال لگو اسیر نہیں زندہ اب رستم نایاب کہ میں آج جو کین بندگا ہوا ہمیں بہا بتی کین سواران ایران و زبستان	کہ یہ نامور ہمیں نیک روز اسے چاہیے تخت تاج و کلاہ کہ تھا و نقش و فہم میں بنطیر رہا حکمران کیستہ سال ہوئے نرم و شادان صغیر سواران غرض لیکر کیندہ لڑ کہ آیا ہو ہمیں بہر کین پڑ کہا یہ تو سکر مو ابرمال کروں پیش اسکو گنج و گہر فرستادہ پھر جو کے خضت گیا نہیں کچھ ارادہ اوسے نینا وہن شیوا زال آیا دون وہ بولا کہ اسے بادشاہ جہا لگا عاجزی کہنے وہ مویہ کہ تو جس سے کین سفندیا سیادہ ہوا تیری آگے دون کہ زال کو بند اور کین ہوئے اسکر کین ستیرہ گمان	کھلاہ مہی کے سزاوار ہے یہ لیکر بٹھایا اسے تخت پر ہوا پھر وہاں سو ملک عدم جاہدار ہمیں مشہ نامور ارادہ کیا پھر رو غضب ہوا عازم سیستان باوشا بیابان میں اب کی تیغ و سنا کہا زال فرم پھر عیش و یمن مرا قتل منظو ہے اب اگر ہوا پیش ہمیں ثنا خوان ال ہوئی آتش قہر شاہی فر گیا زال کے گھر شہ نامدا گیا ہے فرامرز بہر شہ کا کہ لے شاہ میری تو قصیر برای خدا مجھ پاب رحم کر روا رکھ نہ پیدا و نضاف یہ سنکر فرامرز جنگی سوا رہا تین دن گرم بازار جنگ	سوا اس کے شاہی کا جھدار ہے رکھا سر پہن کے دبیم زہر شہشاہ گشتا سپ کیوان علم ہو تخت شاہی چہب جلوہ گر کہ زال و فرامرز سے ملے اب جو نزدیک دریا کے ہو چکی سپا کروں بہر خون از کین دن کہ رستم کی تقصیر مطلق نہیں تو حاضر ہوں پھر دن زہار مفصل کیا شاہ سے عرض حال کہ کیش نپایا فر زال کو زر و گنج وان سے نیا بشمار ہوا پھر غضب سنے یہ شہ یار اگر ہے تو رستم کی کچھ خطا مری عاجزی بر ذرا کر نظر کہ رستم نے بھگو سکھائے نہر سپہ لیکے آیا پے کا زار بشیر گرز و سنان و خندگ
--	---	---	---

<p>بروز چارم جلی باد سخت دلیران ایران تھے فیروز شاہ و انکین فرامرز جنگ آزما او چھایا گھا و رسوے خیل گاہ پیایے بسوے سوار و سپہ دلیرانہ پھر کھینچ کر تیغ کین رہا ہوش او سکونہ کچھ نہ ہمار کیا حکم پھر دین رو غصب نہیں مردم سیتانگی خطابہ بجائے شکر پروردگار بہرستور پھر او سکونہ باغ و فشان شبتان میں ایک دن رات کو پڑا تھا کہین راہ میں اثر و یہ سمجھا دین بہمن نامہ وہ تھی حسن میں رشک شمس غرض دس پچھروا کو حمل تھا وہ صیت یہ کہ کے بسوی عدم ہما دخت بہمن بجا کے پر کیا اسنے آغاز خود دخت</p>	<p>ہوئی تیرہ گردان ابل گشت کہ انکے پس پشت تھی تنہا دلیرانہ میدان میں قائم رہا کہ تاشا بہمن سے کوئینہ جو دلیران ایران برہنہ تیر کیے قتل گردان ایران میں خواب پھر گرفتار انجام کار کہ مردم شہر کو قتل اب روا کہ نہ زہرا را و نہ چھا کہ جمل ہوئی فتح او شہر پآ کیا شاہ و خاک سیتان</p>	<p>ہوئی چہم تیرہ پڑی نہ پچھا ہوئے حملہ آورہ ایرانیاں ہوا شیر جنگی نہ زو بہ نراج وے پہلو انکے نتھے بختیا ہوئے خستہ تو سن فرامرز کا فرامرز خستہ ہو العبدان مردار کھینچا او پھر دین وہ قسور کہ دست و تھا شاہ کا رہا زال کو بھی تو کر نیست یہ گفتار سنکر زو و عطا افتخ و ظفر خستہ دین پنا</p>	<p>ہوئے پہلو انان جنگی ہلاک گر زبان ہوئی فوج زباستان یہ سمجھا کہ بس روز آخر حلاج دلیری نہ کام آئی کچھ نہ ہمار ہوا وہ نہر و آنا بیان تک ہوا خون بدردان شہنشاہ بہمن از رو کین شہ ناموسے یہ کہنے لگا کہ کینہ تھا رستم فرزندے رہا بندے زال زر کو کیا گیا سیتان ہو سوخت گاہ گیا تھا شہ بہمن نامجو نہ زہرا چارہ ہوا کارگر دیا او سکونہ رنگ تاج شہی کہ خواب کر فرقی دھڑک بھی گاہ شہی او سکے ہوزیب سر شہ شاہ بہمن فری ہفت سریشی پر ہوئی جلوہ گر فقیر و کمو کیسے تو نہ کر گیا</p>
<p>کیا خلق عین لیل و نہار تو کر پرورش با نشاط و مہر کیا پھر اسنے اسنے اکدن طلب خلل میری شامی میں پہنایا بہا و اس جا کے دریا میں آ کینن ایک گادر کو آ نظر جو دیکھا تو گا در ہوا شاہ عوض اس کے طفل شکی تو پھر زو و مسرور و خوشتر سباد کہ کچھ مجھ کو بچے خضر</p>	<p>شہنشاہ کو ناگاہ او سو ڈسا کہ اپنا آب آخروار و زگار لغز میں لایا تھا او سکونہ جاہلدار بہمن پھر یوں کما شتابان ہوا شاہ انجم ششم</p>	<p>نسون نہ کر لیا کچھ لڑ ہما او سکے دخت خرد مندی مگر رسم آتش پرستی تھی کہ جب اس پیدا ہو کوئی سپہ جہان میں البعد و جہا و ملا</p>	<p>بر تخت نشست ہما دخت شاہ بہمن ہوا بعد نہ ماہ سپہ سپہ وے پیش مردم یہ ظاہر کیا یہ سوچی ہا اپنے دل میں کہ اسے ایک صندوق میں بند کر بجا مردمان لائے حکم ہما نحال او سکونہ گادر کو نظر خوشی سے اسے پیش کر لیا دیا غیبے ہما و زو و تاج رکھا طفل کا اسنے در لایم تو اس شہر سے جا دیو گیا</p>

وہ دریا خوشروئی خوش شکل تھا
 فدا کا ذری کا لڑنا تھا کام
 کہے تھا کہ مجھ کو خدا نے دیا
 لئے تھی اسے یہ خبر کچھ نہیں
 اسے فہم و ادراک تھا اس قدر
 بفرط خوشی آنکر ایک روز
 وہ ہوا کہ ہون مفلح مستند
 زین کا ذرا وس دم ہوئی تپتا
 مشقت لگا کرنے وہ صبح سویر
 زن کا ڈاک روز بیٹھی تھی شا
 حقیقت وہ صندوق اور الکی
 در و دل جو کچھ تھا اسے لیا
 کہیں قصیر دم از رو زمین
 بھانپے کیا حکم اس کو کہ بان
 ارادہ جنھیں چاکر کیا ہوں
 وہاں جبکہ داراب فرخ کیا
 تو کہنے لگی دلہین اپنے ہا
 لکھا یوں کہ اس کو تھر تھو
 شتابان پہ جبک قصیر ہو
 جو داراب کے پاس خیمہ تھا
 کہ اس طاق پر پیو ذرا پیو
 سہ پرائی آوازیاں لے ہی
 کہا لگے پھر یوں کہ اماند
 نہ زہار تھی مردان کی صدا
 خود داراب اوٹھ کر دھانسیا
 کہ دریا کا ذرے کے ہاتھ لگو
 نہ صندوق میں نہ کچھ ہی
 اسے غفلت و اسباب و خیمہ دیا
 سچہ دار نے قصہ داراب کا

دلیر جوان مرد زور آزما
 گریزند اس کلام سے قصا دم
 عجب طفل نالائق و ناسزا
 کہ ہو گیا بدشاہ کی زمین
 کہ اوستا دجریان رہا بھیجہ
 لگا کہنے گا دوسرے نیک
 کہان میں کون براق و سمند
 دیا ایک قوت انجام کار
 سہر سلاوانی کے سیکے تمام
 وہاں آکر داراب رخ نہاد
 سنی جب ہوئی اوکو دکنو سنی
 تصرف میں سیال ایشو کیا
 شتابان ہوا کہ ایران زمین
 فراہم کر دے شکر بیکران
 تو حاضر شتالی ہی خون بیکران
 تو وہ لیگیا اوکو میں
 کہ یہ عجب شوکت شان
 موجب بھی اسکا زیادہ کرد
 فروداک بیان میں لشکر ہوا
 تو یہ زیر طاق شکستہ گیا
 کہ خستہ ہے یاں شاہ ایران
 سنی رشواد دلاور نے بھی
 تلے طاق کی خستہ ہر اک سوا
 یقین ہے کہ تھی غیب سے پیدا
 تو وہ طاق ٹوٹا ہوا گر پڑا
 لگا ایک صندوق کی نیو
 کئی نعل و پاؤت قمر بے ہوا
 کیا اوپر صرف لطف و عطا
 جو لوچھا تو نے مفصل کہا

زبوں تھے تمام اوسے خود رکھنا
 منچھوتا تھا اک بار بعد ہاتھ سے
 کہ پیرانین کے ترسے ایک دم
 بٹھلایا جو مکتب میں ارباب کو
 جو کچھ علم تھا یاد اب ستاد کو
 خدا فی کیا علم میں عجب طاق
 ہوا اسکے دلکے وہ ذوالکرم
 اوسے پیکر ایک گھڑا لیا
 نہ ٹھہرے تھا گھر میں فرافوج
 یہ بولامارا جہاں کر بیان
 یہ سبھا جو اندر فرخ نہاد
 سہم کیا دل میں غم سفر
 حضور کہا ہے عجب نہاد
 یہ بھیجا پیام اوسے پھر چاہا
 ہوا اسکے داراب سرور شاہ
 کہ رکھتی تھی چاکر ہا بیکر
 عیان کے رخ سے ہر فریان
 ہوا جبکہ شرف از ہر مان
 ہوا نازل سن و زبان دان
 گیا خواب میں جبکہ داربان
 نگہدار اسکا نور ہو بیان
 یہ مردم سے بولا کہ لاؤ خبر
 کہ وہ طاق شکستہ ہر سر
 وہ بولا کہ لاؤ جو انکو بیان
 حقیقت لگا پوچھنے ترنوا
 جو کھولا تو ادسین پایا مجھے
 کیا ماجرا سب مفصل بیان
 کہا پھر کہ گاؤں کو لاؤ بیان
 رکھے پھر وہ باقوت مش نظر

شہزادہ کو مسکراتی نوجوان
 وہ گاؤں تھا دلگیر اس بات
 پھر یہ پتہ بازی کی نشان
 کہتا سیکھ کر علم شایستہ ہو
 شہابی سو سیکھا وہ فرخندہ خو
 دلے اب ہر سطر سیا زور یاق
 نہ پھر ادنیٰ دور فرکھا یا لعل
 چوچ پھر چاہیے تھا مہیا گیا
 بیابان میں پھر تر تھا طیف کمان
 کیا اوسے راز نہفتہ عیان
 کہ سو نہیں سپر و عالی نژاد
 کہ حاصل ہو بیت کر فر
 سپہ دار نامی تھا اک شہزاد
 کہ مردان جنگی و جنگ آزما
 روانہ ہوا پھر سور شہزاد
 پڑی جبکہ اس سپر ہا کی نظر
 نژاد کیان ہے یہ نوجوان
 تو پھر رشہ زاد دلا و جوان
 گیا ہر کوئی خیمے کے درمیان
 تو اتنی نڈھتیب سے ناگمان
 کہ بہن کا فرزند ہے یہ جان
 گئے مردان بس میں دھڑک
 جے دیکھ کر دلیمن گفر شہزاد
 اوسے آگے تب لیکے زمان
 لگا کئے دلا بنسرخ نژاد
 خوشی سے وہ گھر اپنے لایا مجھے
 سپہ دار سنگر ہوا مہربان
 اوسے جا کے لے آئے پھر مردان
 سپہ دار نے اس کو سہاں کہ

<p>کسانے دل میں کہہ بیگان خو روز در قیصر کینہ خواہ تو قیصر سے اس کا ہو گرم جنگ سراشام میدان دہ تاجور بہت آفرین کی جوان مرد ہوا پھر ہم گرم بازار کین گیا نیزہ لیس کر جوان جس نظر بہر اسان ہو سر ہر رویان جدھر حملہ آور ہوا ایسے جو سوروم پھر چلے تاجاراب بفضل خدایہ پاوین کے ہم چو آکے میدان میں گرم ستیز ہزاران دلیران کے غرق خون کہ یان آنکے میں پشیمان ہوا غرض صلح کر کے وہیں پھر گیا ہا کو لکھا قصہ ارباب کا کیا پھر طلب اسے داراب کو جہان میں بعد جاہ و شہمت ہا ہوا بعد ازاں جلوہ گر تخت پر بہت خلق پر لطف و احسان کیا کسا پھر یہ اوستے بلطف و طر شعب دلاور سپہدار تھا ہوا وہیں لیس کر سپاہ گرن رہی جنگ قائم نہ رز و شہ ہوا لشکر تازیان سب خراب سہ لیکے آيا شہ فیاتوسر دلیران ایران ہو سخت کوش نتہا ہو کشتہ تیغ و تیر پذیرا کیا اوستے دینا سنج</p>	<p>پہر شاہ بہمن کا یہ نوجوان سہ لیکے آيا سورزمگاہ پہر سنگر گیا وہ جوان سیدنگ سوخیمہ آيا بفتح و ظفر ہوا جلوہ گر جسکے روز در گلستان ہوا غوغا رونق لسان شہادوٹھ گئی سخت لگے کہنے باجم یہ پیر و جوان پریشان کیا لشکر روم کو کہ سرگز نہیں تاب بیکاراب تصرف میں یہ ملک و ملک ہوئی ایک برپا وہاں رستخیز ہوا لشکر روم آسہر دون پریشان ہوا سخت ایران ہوا سوروم فرما زواروم کا وہ یا قوت بھیجا حضور ہا حضور اسے آيا جو وہ نا جو</p>	<p>خو روز کیا رتبہ داراب کا تو بولایہ داراب سے شنوا سوار و سوار سے نہر داراب دلیری یہ داراب کی رشتہ دار تو لیکر سپاہ گران پھر گیا خو روز داراب نہر چارو سراشام کٹ ان رہی کارزار عجب نوجوان آج تھا ہم وہ ہے بچہ فیل پشیز لگا کہنے قیصر کو سیدل نو ہوا جب سحر ہر جلوہ گران جہانگیر داراب مرد دلیر تختنار و میو کمانہ زہار گام جو کچھ چاہے مجھے اس بچے مظفر ہو داراب فرخ بناد ہماؤ یہ سمجھا کہ ان بیگان تو وہ ہیں ہمارے بعد تاج</p>	<p>وہ رتبہ کہ شایان ارباب تھا کہ لیکر سپاہ اسے خستہ تھا بہت فرخ کو قتل اوستے گیا ہوا و کھک دل میں سرور و سورزمگہ مرد جنگ آزم طرح شیر کے ہوا زرمجو لگے پھر سوخیمہ انجام کا مقابل نہیں جسکیان کوئی مرد کہا پھر یہ قیصر سے اچھا جو سحر حملہ یکبارگی تم کر د تو پھر رویان اور ایرانیان ستیزندہ میدان میں تھا شمشیر یہ ناچار قیصر نے بھیجا پیام نہ پر خاش بہر خدا سنجے جب آيا قیسا دان ہوا شنوا مرا نور دیدہ ہر یہ نوجوان حوالے کیا سخت زمین تاج رہی سی و دو سال فرمانرا جاہدار داراب فرخ سیر غایت کیا خلعت و اپوز شبابان ہوئی سوار ایران میں یہ لشکر جاہدار گردن قار نیاز دم تیغ کین سر ہو سب سپاہ لشکر کا غارت کیا کیا جانب دم لشکر رون ہوئی بحر خون کے تسلیم زنگ گریزان ہوئی فرقت و طار کے میدان میں تھا اس کے جوہر نزدک و دراز رہا نکا</p>
--	---	--	---

جلوس اس پر بہمن تخت ایران

سپاہ و رعیت کو شاہ ایران کیا
تو کر پیشہ گا ذری تر کیا ب
سپاہ عرب کا وہ سالار تھا
شہان سو شکرستان
ہر روز چارم شعب عرب
دلیران ایران ہو فوجاب
خوشان ہو سور و سوز و ک
کے رویوں پر آگندہ پیش
زن و بچہ بھی اوستے آئیں
آقا قلم ہے کاش و کلام تاج

طلب کے گا ذکر کو پھر زور
یکایک سپاہ گران بہمن
سواران تازی تھے کھنڈ
ستیزندہ پھر ہر دو لشکر ہو
ہم شہتہ میدان میں وقت غا
شہنشاہ داراب نے بعد ازاں
بہمن ہر دو لشکر کو کینہ خواہ
شہنشاہ قیصر اور کس سپاہ
ہر فیلقوں کے قلعہ بند
دیا شاہ داراب کو بے شام

کسی نے کہا اسے شہزادہ لکھ گیا وہ مہینہ پیغام شاہ جان جہاندار گیتی ستان بعد از ان	شہزادہ کی دخت نامہید نام کہ جبکہ مجھے دختر دلستان شہزادہ روم نے بادل پر صفا	شہزادہ ہمنبر می شاہ ہے کیا دخت کو شاہ سے لکھا ہوا روم سے سکھایا ان روان
--	---	---

آزادہ شدن دارا شاہ از بوسی

دہن نامہید دختر والی روم و فرستادن بخانہ پدرش و پیداشدن اسکندر

مہاراجہ جہاناسید سے ہمارے ہوا اوس شاہ دارا ب شاہ غرض عالمہ تھی وہ رشک تہ ہوا جبکہ دختر سے پیدا سپر سکندر تھا مانتہ ستم دلیر شہزادہ سکندر بیکہ تھو خوب یاد کہ تھا عقل و دانش میں شہزادہ	تو آئی نہ بوسی دہن خوشگوار ہوا پھر نہ زنا نہ بخواہ شاہ ولیکن نہ دارا ب کو تھی خبر کیا اوسکو قیصر نے اپنا سپر جہانمزدرد آفریاقی گیر وہ علم و نہر میں ہوا اوس شاہ سکندر کا ہمہ سس تھا صبح شام	ہوئی دور لیکن نہ بوسے دہان ہو فیلقوس و سکندر حضرت کیا عیان عمل اوسکا نہ سرگز کیا سکندر رکھا نام اوس لعل کا کوئی علم باقی نہ اوس سے رہا لغویا جس نامور کا سپر سمندر فلم کی عمان سوڑیے سوشاہ دارا ب نسرخ سیر مرض سو فیصلہ نام جو ہوا بطن سے اوسکے پیدا سپر ملے جبے بارہ برس کا ہوا نگہبان عالم شہزادہ دین پناہ درستور دارا ب ہر شاہ سے اوسے تخت پر اب تھا تہن مین
رحلت شاہ از نیمخان و جلوس ابرحیت		
ہوئی وہ جہاندار سے باجوہ ملکزاد کیا نام دارا رکھا روانہ ہوا اوسکے دارا تھا سرخنت بیٹھا بجاسے پر دیا اوسکو ہر تاج جو نہ خراج	غرض نومینے گئے جب گذر دلیر و خرد مند دارا ہوا سہا چارہ سال اور چارہ فزون جاہ تھا مہاراجہ سوشاہ اسکندر مہاراجہ	سکندر فر سر پر کھ تاج نہ ہوا شاہ کشورستان کا وزیر سکندر جہانمیں تھا فرزندہ جا مناسب یہ جلد پہنچا خراج شہ فیلقوس اب جان ہو گیا سرخ پونچا ونگا مین علم سخر کردن ہفت تسلیم کو

نشستن اسکندر بر روم کا فیلقوس لشکر کشیدن سوی ایران جنگ دارا

گیا فیلقوس اس جہان سے گذر ارسطوی دانشور سبے نظیر بافرونی لشکر و ملک مال جہانگیر مین تو فر بھیجا خراج سکندر نے سکندر پہ پاخ دیا خدا نے دیا مجھ کو جاہ و چشم مجھے غم نہ ہے کہ دی نامجو	سکندر فر سر پر کھ تاج نہ ہوا شاہ کشورستان کا وزیر سکندر جہانمیں تھا فرزندہ جا مناسب یہ جلد پہنچا خراج شہ فیلقوس اب جان ہو گیا سرخ پونچا ونگا مین علم سخر کردن ہفت تسلیم کو	فقط روم مین کچھ تھا حکمران ارسطو فلاطون کا شاگرد تھا فرستادہ دے ایران گیا نذری ہاتھ سیرا و رسم پر جو دیتا تھا سر سال تھو خراج سے پاس ہو لشکر بیکران یہ لازم ہو تھو تو بھیجے خراج
--	--	--

<p>سکندر ادھر سے سپاہ گرا وہ جہاں بھی فوج کو جمع کر کما جاکے دارا سے اٹھ کر سہ و مہرمان گرد عالم پھروں کہ گداز دہلی سے لیکر تو حیرت میں دارا کو ایران گیا جہاں میں رکھو کوئے خبر کیا بہت مجھے مہن چاکر شہر پار فرستادہ کو بھر کے ساغر دیا تھی کہ کے ساغر جو تو فر کھا فرستادہ کوئی کے پھر سا گین ہر اک جام زرتھیا جو اسے نکلا جب کا باطن کو شش دارا کو سر طرح انگوشت کے آما دون وہ نام کام ناچار کیسے گئے بھین ہو کر دارا سے لون لائے میسر مجھے فتح ہو بد رنگ نہ ٹھہری ہوسم شستی زنیہا</p>	<p>ہوا اپنی سیکے نامہ رون یہ دارا کو جس وقت پہنچی خبر گیا پیش دارا کے فوج تیار ارادہ یہ ہے میر دنیا کروں خدا ملک سی پڑے مجھ راہ جو شخی ہو پیغام اوستے کما یہ چہرہ یہ قاست نہ شوکت شان وہ بولا کہ میر و بان کیا شمار طلعت نے پھر جام و دنیا کیا یہ دارا پوچھا کہ بائیسے کیا کہ پھر باز بیل و سکوئے زمین غرض ہے وہاں سے بے باک کینے سکندر کو نہ جان کر تشتابی ہو وٹھکر میرا انور شب تیرہ تھی راہ کہ کر گئے کہ حق میں ہو میرا کہ یہ حال لے ساتھ میری نہیں تانیاں غرض جنگ پیکار پائی قرار</p>	<p>سپہ لیک آیا لہد کر و نر جلے شیر جیسے نیشاں کی ست سپہن گریاس فرستادگان کہ مجھ کو نہیں ملک جو تیر و کام نہیں ہو نہیں کچھ شے امان تو تین بھی ہو جو تیغ و جنگ تر نام کیا اور کیا ہے تر کہ آیا ہے یان شے پیغام کہ اس طرح آوے مخا کو گھر جلے پاس پہن رکھا جام کو یہ ملک میں ہے آئین ام کہ کال جام تم لکے انے رو سکندر بھی کھانے لگا و غلام یہ سمجھا کہ راز اب ہوا آشکار وہ ایران پر غاش جو یک نہر نہیو گا و کھلا تو اور یوں کہا کہ دارا ہے پاس فوج گرا شب روز میرا و دگا و ہے</p>	<p>خبر دار کرتا ہوں تجھ کو خبر چلا لیکے اقصای ایرانی ست سکندر جہاں دارا گیتی ستان سکندر نے بھیجا یہ کبھیام تو آیا کیوں کر کے سامان زم اگر خواہ ناخواہ ہے غم جنگ لگا کہنے دارا سے فوج نہاد لگے تو اسکندر نامور سکندر نہیں بے خرد ہست پیا افنے صبا کے گلغام کو وہ بولا کہ ہے حسرت و دنیا نام لگا کہنے ہنس کر شہ نامجو رکھ لکے خوان جنگ اوقت شام جلے دو میں اسے در نامدار عقب سکے دارا نے بھیجے سوا سکندر نے چاروں نے جام طلا کیا بیٹے معلوم یہ جا کے دان کہ میرا جہاں آفرین یارب</p>
--	---	--	--

جنگ کروں ارا با سکندر سے مرتبہ شکست خوردن ہر سہ بار و ظفر یافتن سکندر

<p>او دھر گرم پیکار دارا ہوا کیے تیغ تیز نہ نے سر قلم گئی موج خون تابا جہنم بنی گیا تاب رو و بار فرات تو حاصل سکندر کو فوج ہوئی ہوا آئے گرم پیکار پھر سکندر تو اتر ہوا ققیاب</p>	<p>او دھر تو سکندر صفت آرا ہوا موج زرمجو کینہ خواہان بہم رہا سات دن گرم بار بارین گزیان وہ دارا فوج صفا میسر جو تیغ و فوج ہوئی سپہ لیکے آیا سوم بار پھر ہوا آئے ہر بار دارا خراب</p>	<p>دو لشکر مقابل ہوئے آنکر گیا بوق کا آسمان پر فغان ہوے غرق خون مرد و جنگ دارا پریشان ہوئی او کی کیسہ سپاہ نہاروں ہو گشتہ ایرانیاں سکندر سے دارا ہوا کینہ خوا تباہ و برباد شد ہوا</p>	<p>سوا مہر خشان ہو روز و درگ خروشان ہوئی ناچہرگی وہاں ہوے سینے وقت خذائے کمان ہوا آنکھوں روز دارا تباہ گئے رو میان بھی تعاقب کرنا وگر بار کر کے فراہم سپاہ ولیکن اقبال یا ور ہوا</p>
--	--	---	--

روح دادن سکندر کہ خود در ایران رسیدن مرتبہ چہارم بر آ جنگ باز تباہ شدن

موجبہ نظر فضل خدا
کیا شہ نے اپنا نگو کو تمام
سکندر یہ کہتا تھا ہر ایک سے
نہیں غیر میں وارث تخت میں
تخصیص لطف و شفقت و شوالوں
جو دربارے ایران دیکھا وہاں
اور اب ہوں ہوا ہی کیلئے سر
فریب او سے مت کھا یونیوینا
وہ مردم موافق جو دربارے تھے
جہاندار دارا پھر آیا اوہ
ہوئی تیغ رانی وہاں اس قدر
سواران ایران وقت و غا
لفضیب اس کے پھر بھی نہیں ہوئی
سکندر جو دنبال او سے کیا
جہاں آتا تھا پیش شہ داویس
تو دون ملک ایران سر اس کے
بزرگان و گردان ایران یا
وہ بلو انہیں لائق سروری
لکھا نوربندی کو یوں بعد از
یہ دارا کو اسنے لکھا پھر
جو پہونچی خبر پیش شاہ جہاں
کے بندہ چار سو رکھیز
کہ نام ایک ظالم کا تھا ہامیار
کوئی دنگو ہوگا گرفتار بندہ
کہ چو شاہ سکندر نہ ملا
کہین ہا میں رات کو ایک با
یہ ہنگام فرصت جو آیا نظر
لگے زخم کاری تو پھر تاجور
کیا پھر شہنشاہ عالیجناب

سکندر جہاندار کشور کشا
اصد گو نہ لطف و کرم شاہ کا
کہ بیگانہ تم مست سمجھنا مجھے
جو اندر ہوں درجوان بہت ہوں
شب روز مر ہوں احسان کون
لگے جانے ہر روز ایرانیاں
نہیں گردش پر خستے کچھ زیر
وگرنہ کر گیا تمہیں سخت خوا
یہ دارا سے او سو وقت کنو لگے
پے ہنگ اسکندر ناسور
کہ صحر ہوا بحر خون مسور
دلیرانہ بعد فراوان کی
قرین نفع ایران کی کشا ہوئی
تو وہ ان بھی ترنار دارا را
دن و بچہ ملتے تھے پھر او سکندر
مبارک تر تخت و فرستے
یہ دارا بولے کہ اے شہریار
کروں جو سکندر کی فرمانبری
کہ ہوں میں تمہیدہ آسمان

ہو اما ملک تخت و تاج کیان
ملک تھو دارا یہ لطف و عطا
تھار ہوں شہزادہ اسی مردان
رموشا دھم جمع حاکم و ملوک
یہ سکندر حضور جہانگیر شاہ
یہ بولا کہ اسی مردان بہشت
تھی کہ سے یہ نہیں گفت گو
زن و بچہ ہونے گرفتار بند
کہ ہم دیوین ہوں پھر نہ خوا
سکندر بھی آیا بفتح گران
بہشتیروں و خیر و عافیت
ولیک بچے دارا پر کشتہ بہت
گریزندہ ہو کر بجال خراب
زن و بچہ و طفل ایرانیاں
سکندر نے بڑھ کر یہ پاسخ دیا
یہاں میں جاؤں قرین نفع
سکندر سے جا کر ملاقات کر
غم جان نہیں مجھ کو زہنارے
کوئی یار میرا جان میں نہیں

کشتن دارا از دست وزیران و نکاح دخت دارا با سکندر

سواران جنگ آزا بھیج کر
اور اوں سر کا تھا جا بوسا
کہ اب پھر گیا اسے چہ بند
قر و تر ہمارا ہو غر و قح
جدا اپنے لشکر سے تھا شہریار
تو پھر ایک فرشاہ کو سینے پر
گرا پشت پیچ و میں خاک پر
مقتل شاہ دارا شتاب

سیدار دارا کو تھو دو وزیر
لگے کہنے با ہم کہ اقبال شاہ
یہی مصلحت ہے کہ بس سدیغ
رکھا الغرض ظالمونچ روا
تھا پاس دارا کے کوئی دوا
روان تیر خنجر کیا بیدریغ
خبر کی سکندر کو یہ بعد از ان
شہزادے قاتل میں باقی بھی جا

کیا سکندر ایران میں اپنا روں
سکندر نے با تھو اوں کو جو بکس
کہ ہوں پشت اراک بگیان
اطاعت مری جان و لو کو رو
ہوئے آگے حاضر سران سپاہ
زبون بستے تھے ہر میان ہر
جو کرتا ہی اسکندر کہ بندہ جو
بہت نکو پہونچا او سے گردن
کرین جہا سے شاہ گیتی پناہ
ہوئے گرم پیکار جنگ آوران
قیامت کا وان گرم بازو تھا
موادہ پراگندہ و خوار سخت
کیا سوئی اسطرح دارا شتاب
ہوئی قید سر نیچہ رو میان
کہ اگر تو مرے پاس آوی شہا
کروں ملک گیری ہوے دگر
کہ پھر ملک قلم ہے سر بسر
وے طاعت رو میان عادی
تو بہر خدا ہو مسد و معین
کہ ہو بچا ہیان آکپو تو شتاب
کہ دارا کو ہے غم نہد وستان
ستم پروردہ نہاد و شہر
کیا اور لشکر جواب تباہ
شہنشاہ کو کیجئے زیر تیغ
خداوند نعمت پہ جو رجبا
فقط تھو ہی دو لعین نابکار
رہا دوسرے نے کیا زخم تیغ
کہ دارا کو ہنجر کیا قاتل یان
کہ ہو بچا جہاندار گیتیستان



سکندر نے گھوڑے دوہل پتر
سکندر کو دیکھا جو بالین پر
کہ دیکھو نغمے اس طرح سبگون
کردن چارہ سازی تری زخم کی
سنائیے مان سے کہ نہیں بہم
کشند و کموتیر کے کرو نہیں ہلا
سکندر سے دارا یہ کہنے لگا
خدا نے کیا تجکو ہستہ جہان
آرام جانا ہوں سو سے عدم
سکندر یہ بولا زور سے صفا
سری دختر اک روشتہ نام ہی

رکھا اپنے زانو پہ دارا کا سر
تو سینے سے کی آہ دارا سر
نہ خستہ بہتر باغوق خون
جو حال شفا ہو تو با صد خوشی
سیراک پر کے مین قر اور ہم
لاؤن سراک کو نہ خون دکھا
کہ زاری دگر یہ سے کیا فائدہ
تو کرایا شاہی بصد فروشان
تورہ اس جان میں بجاہ شہم
کہ لاؤن ترا حکم کیسے سب
پرچہ ہر ہوش گل اندام ہی

کیے چشم سے اپنی آنسو روان
سکندر یہ کہ لاکھ لے تاجدار
پہلے مین ایجاؤن اپنی پھر
تجھانگو اپرا کے پھر سخت پر
مجھے ایسے درد و غم ہے بڑا
یہ کہ لگا ہونے پھر زار زار
گدرا ب گیا چارہ سازی کا م
شہا تیری گفتار شیریں دل
وہیت کرو مین تجھ کو کچھ اگر
لگا کہنے دارا کہ اچھا دشاہ
اوسے عقد مین اپنے لانا ضرور

ہوادور سے اوسے لاکھ کسان
نہتی یہ تمنا مجھے زینہار
تجھے مہد زین مین کردارہ
شتابان یہاں ہوں سو دگر
کہ تو ہے حقیقی برادر مرا
ہوادور و غم سے بہت یقین
مرا کام لینے ہوا بس تمام
غم دور دوسے ہوادور اب
نہ پیر پڑہ ہو تو لے تاجور
مرا تنگ و ناموس رکھتا گناہ
اگر لپٹن سے اس کی میدا ہو پو

تہ اسفند یا لڑو کار کیہ تو نام کہ قائم ہے دین سر اپ شاہ رکھتے ہیں پر سکندر کا پت ہوئی چشم دارا کی جیوت مند پیادہ ہو پیش تابوت شاہ بزرگان اہمان ثنا خوان ہو سودا درد و تنگ بعد از ان ردوان آؤ اوس ماہوش کیا جہاندار بطبق آئین و دین	ہری رنج کو کیہ جو ستاد کام رہ درم و تابین گشتا سب لگا کئے دارا کی فرغ صفات لگا روئے اسکت بر جہند کیا لاکے مدنون سودن گاہ دل و جان محکوم سلطان کیا نامہ برد کے نامہ خوان حضور جہاندار کشور شاہ ہوا اتحاد ساتھ اوسکے ہین	نہ برہم کوئی رسم ہوز نینہار سکندر سو دارا کی جو کچھ کہا کہ زحمت ہوئی تجس جان خیز کیا چاک جامہ ہوا نوحہ گر سوز دار کھینچا پھر از رو کین سکندر نے مرنہوں حسان کیا لکھا روشنک کو بیان بچند پرستار ساتھ اوسکے تھیں گند رہا شہر ایران میں کیہ شاہ	یہ لکھو طر کھنا تو بیل و نہار سکندر نے یکسر پذیر کیا نگہدار تیرا ہو جان آفرین اوسے صہد رین پینا پھر ڈالکر کشند و نگہ دارا کے شہ ز دین باطلف دکرم سبکو شادان کیا کہ چون شمع روشن کر مژدم کو زرد گو ہر و لعل تھے بشمار سو ہند پھر دالنے کھینچی سپاہ
--	--	--	---

رفیق سکندر طرف ہندوستان و حاضر شدن کیہ ہندی

شہ نہ تھا کیداک نامور کہا مردمان تو کہ در ویش ایک مصور اوسکے پھر کیہ ہندی کہا یوان بلند اور در ویش کلان دو شب یہ دیکھا کہ جلوہ گر اوسے کھینچے ہین بہم مرد جاہ تو پھر کیا باہی ہوئی جلوہ گر شب بہیم اک شہر آنا نظر ششم روز سویا جو بنگام شب سو آرزوہ جان پین بیل و نہار شب ہفتم امی پیر مرد کن نہم شہین شب کو آئے نظر نہ کم اسب ہوتا سب اکا ذرا وہ کھائی کی پیر بھی لاغور بیان کیجیے مجھے تعبیر خواب تو زنا رست ہر جو گرم جنگ خردمند دانا و عالم اسب پری گری آتش آفتاب	اوسے خواب پر ہول آنا نظر خردمند و صاحب دل مرد ویک کیا اور کہا اپنا کدست خواب اور اک خرد سوار بھی ہو گیا کوئی تو جو ان پیر اور نگہ وے پارہ ہوتا نین نیار گر نیران ہوا اوسکو وہ دیکھ کر کہ مین کوروان مردان سرور نظر ایک آبا جسے شہرت شب روز پنجم ہین رنجور وار نظر اسب آبا کہ مین دو دھن دو پر آب مین اک تھی سرچہ نہم شب نظر محلو پھر یہ پڑا وے فریب گو سالہ کا ہر دن کہ دے مری دور ہوا خطراب غرض تھی کیہ یوبید رنگ قدح ایک تھفہ عجیب غریب سے سرد گر سو گرم آب	حکیمو پیر پوچھی جو تعبیر خواب بیابان مین ہتا ہر مردان جوان کہا یون کہ ای پیر فرخ سیر اور اک پیل ستا کر او کی خیز سو شب مجھے خواب آنا نظر شب چارم اک شخص تر نشیب عقب اس گریزیدہ کر شتاب لسان بھیران مین صفت کا کہ رنجور مین کدست مسکان اوشین لکھا کسکند ان دوسا وہ کھانا ہر دونوں آٹ گیاہ تھی کو وہ بھرتے ہین چنپڑ کہ اک گھا و مادہ ہر گو سالہ آ دھم شکو اک چشمہ آنا نظر وہ بولا کہ اسکند نامہ دار وہ دھت پیر پھر ہوا کد فیہ کہ گرا اوسکو کر کے لباب ہو غرض پیر کپاس ہر جا چرخہ	کسی سے کچھ ست آیا جواب کہیگا وہ تعبیر شاہ تمام شب اول آیا مجھ کو نظر کیا پھر شکل ہو کے سورج مین کہ کر پاس ہی اسے خستہ سیر وہ آیا کنارے پر دیا کہ جب روانہ ہوئی دان کا سخی آب نہین غم ہی کو ریسے کچھ نہار اور پھر کھلے ہین جو بھٹے کان خبر لینے آئے مین سرال کے پاس ولیکن نہین اوسکو سرگن کی راہ نہین پڑا اوسکے کن رنج بھی تر کہ گوستالہ کا شہیر بیل و نہار کہ اب کھین خشک اطراف تر تھے ملک مین آٹیکا ایک بار کہ انتر شناسی مین سو و نظیر تو زنا ر آب بسلج کم نہو کہ مین طرفہ اسے شاہ والا تیر
--	--	---	--

تو دینا سکندر کو یہ ہر چار دیا مرد در دیش زنیہ جواب وہ ہاتھی جو اسکندر نامدار سیان سفید اک بادشاہ آئیگا اوسے کھینچنے میں جو وہ مرد چار جہو دیک آئیگا یان بعد از ان حکیموں کا مذہب کرے آشکار وہ تشہ جو آیا نظر پھر تجھے گریزندہ خلق اوس یان ہوگی زمانہ اک آوے کہ سود و زیان ششم شب جو رنجور آئے نظر زمانہ او نہیں سخت حیران کرے کہ اوسے زمانہ اب اس طور کا دہن میں ہر اک چیز کو بیچے زمانہ کوئی آوے اسطر حکا تہیست کو تو بھی سیری نہ حریص آخر دنیا میں ہوں عیان جواوے چشم سے آب چشمہ کو لیں بڑی عقل و فہم سے سرسبز کبھی فیض او کا سو گاعیان یونین تازہ اک عہد پھر آئیگا سکندر ہے اس عہد کا بادشاہ کیا سینہ ہندوستان میں گذر ارادہ نہیں اور خبر چا کر ی کہ ہر ایک نیامین ہی مثال غرض چار چیزیں کہ تھیں بے نظیر سکندر نے دیکھی جو وہ دربار گیا کہ پھر تاجور کے حضور سکندر سے پھر کہید نصیحتا	تجھے ملک بخشے گا وہ ہا کہ ہر پہلے دیکھی یہ تعبیر خواب تری شہر سے جو کرے گا گوار خزانی ترے ملک میں لائیگا کروں او کی تعبیر میں آشکا کر گیا وہ آئین موسیٰ زدن کرین او کا آئین خستیا گریزندہ ماہی سوا و آب یہ خواب چارم کی تعبیر تھی نہ زمانہ سمجھیں ذرا مردمان کہ بوجھے تھی اچھے بھلو کی خبر تسخیر نہ ور سے نادان کر کہ لطف و مدارا ہو و ذرا نہ اک جبہ محتاج کو بیچے دو حصہ تو انگر مہینے شہا فر و تر ہو جو آتش تہیست کہ مسکین ہی خواہش کھین کران تو آئے نہ پیمانہ دوست میں ریگا وہ سلطان عالی گہر نہو لگائی دہن نشان کہ ہوگی نہی فوج اسد دنیا کہ ہی وہ شہنشاہ عالم پناہ ملاقات بہتر ہے اے تاجور کرو میں دل و جان فراہم نہیں دوسری ایشہ خوشخصا قدح اور دھڑ طیب وزیر کیا ساتھ ہے اے کھنڈا شہر بارور نیلے با صد سرور قرن نشاط و مسرت ہوا	کہا کہ ہندی یہ بعد از ان کہ وہ خانہ دنیا ہے اسی نام یہ پھر تو نے دیکھا جو زور سوم شب جو کر یاس آیا نظر کہ دمقان آتش پرست آئیگا پھر اس ملک میں دیو آئیگا پھر اس ملک میں اہل آئین آئیگا رسول خدا ایک آئیگا یان شب پنجم آئے جو کو زان نظر کرے کو ششم کسان دنگا زمانہ اک آوے کہ دانشوران جو دیکھا شب ہفتم اپ دوست دو چندان ہو ہر ایک کو حیران جو دیکھا شب ہشتم اسی رنگ تہیست اک حصہ ہو و جان نہم شب کو دیکھا جو تو شہا دہم شب جو آیا نظر سجدہ خواب زمانہ جو بعد اسکے ہو گاعیان رعایا نپائیگی اوس سے پناہ زمانہ کر گیا یونین انقلاب مال او کا ہو گا یہ اسی جو جان سکندر کا نامہ یہ ہو چا وین لکھا کہ ہندی پھر ہی خواب کروں مشکیش تیرے خواب چتر تری یاس آؤں زور و نیاز سوداہ بھیجیں خوشی و شتاب پیا ہاتھ ہی دراکے وہ جام دیا جب سکندر کو گنج و کمر جو فور ہندی ہوا پھر رون	کہ تعبیر ہر خواب کیجے عیان اور اوسین وہ سوانح ہی تر کہ اک مرد بیگانہ ہی تخت پر سمجھ تو خدا اوس کو اسی نام رواج او کا دین پہلے بیان آئیگا حکیم خردمند یونانی ایک رہ حق پرستی وہ پھیلائیگا کر گیا ہدایت لب تشنگان کہ محفوظ کو رہی ہیں سب نہ نصید ہو کچھ و نہیں زینہا سراسر ہوں محتاج بیدارشان یہ تعبیر اوسکی سہرا ہوا یہ چاہ کہ سب ست کر و دار کہ پرین وہ خم اور خالی ہو گیا زور و سیم برساتے اگر آسمان کہ کھاتی ہے وہ شیر کو سالک کہ اک چشمہ خشک گردا گرد آک اوسی عصر میں ہو گا اک حکمران جہان ظلم سے اوسکے ہو گا تبا ریگا اسی طرح عالم خراب نہ لشکر نہ سلطان کا بگوشان کہ ہوا انکے مورد آفسدین کہ لے بادشاہ تریا جناب تو رکھنا او نہیں جان دو غیر تسے لطف سونا کہ ہوں سرفرا ہوا شادمان شاہ عالم جناب ہوا وصل سے اوسکی دلشاد کام سکندر نے عطا اوسے سرسبز سکندر جہاندار گیتی ستان
---	--	--	---

رفتن سکندر و قنوج و لشکر کشیدن فور بادشاہ تنوج بجنگ سکندر و کشته شدن او و فتح باب شدن سکندر

سکندر نے نامہ لکھا فور کو
لکھا کیا ہو کیا جو اتنا غور
نہیں تھے مجھ کو خطر نہ ہمار
دلیرانہ میدان میں ہوں نہ خوا
سواران جنگی تھے اسی ہزار
سکندر کے ہمراہ تھے چل ہزار
غرض تھے حضور شہ نامہ ہار
سواران جنگی تھے ستر ہزار
نہ ہمراہ تھے صرف جنگی سوار
سکندر سے مردم یہ کہو یوں
ارسطو کو کر کے طلب زد و ہار
شکم او کا یک دست خالی رکھا
وہ اسپ و سوار اس قدر کیا
تو اب خوب سی اس میں آتش لگا
تک جو سپہر زین ایک بار
بنائے پھر اس طرح کے کھنڈ
جو دیکھا وہ گردون و سپاہ
وہیں مردمان نے کیا آشکار
حقیقت سے اس کے ذرا نہ بیا
او دھڑ سے جو انون کیاری
سواران ہندی و پیلان ست
رہا شام تک گرم بازار جنگ
سجڑا گاہ پھر فور جنگی سوار
او دھڑ تو یہ جنگ آہر و ہندوان
جو پھر فوج ہو گرم بازار گین
مناسبت ہوا عرشہ سر فراز

کہ تو ان کے حاضر مریاس ہو
تو مت آپکو اس قدر کھینچ دو
مے پاس ہر لشکر پیشہ ہار
گردن لشکر و میدان کو تباہ
ان نجلہ ایرانیان سی ہزار
نبرد آزمایان خنجر گداہار
سواران ہندوستان ہ ہزار
جوانان جنگی و مردان کار
کہ پیلان جنگی بھی تھے نہ ہار
کہ پیلان سرکار جنگی نہیں
ہوا چارہ جو حشر و ناموس
سراسر اسے لفظ سے کیا
سیکے لبتہ گردون پھر باوچا
ارسطو کا وہ حکم لایا گیا
اڑا و وہیں گردون و سپاہ
نہ تاخیر کی جنگ میں زمین ہار
ہو امیں وہیں فور حیران کا
کہ یہ تو چنانہ ہے ای نامہ ہار
نہ واقف تھے از سکندر کی
عقب ہر جو گردون کے وان گدی
گر زبان ہوئے کھا کر لکیر کب
سر وینہ تھا وقت تیغ و خنجر
سپہر لیکے آیا پے کار زار
او دھڑ میں ہوں مرد لیر و چار
تو ہو و ہلاک ایک عالم ہون
کہ ہم تم ہوں تنہا ہر زمام

لکھا اسے پاسخ کہ ای تاج
نہ کھتا تھا مردی و مردانگی
منو مجھے خوابان فرما نہری
یہ سکندر ہوا غضب پوشہ
دلیرانہ مصر و سواران روم
سوا کرتی ہندی کی فوج بھی
نخل فور ہندی بھی تنوج سے
پے کینہ خواہی تھے کیل تھا
یہ پیلان جنگی جو انے نظر
مخالفت کے ہاتھی میں جنگ آنا
منو وہیں اسے کیا آشکار
ذریعہ خوردہ نے بعد از ان
ہوا جبکہ میدان میں گردون
وہ آتش لگی او میں حیران
ہوا تیرہ رو سپہر پلندہ
ہوا گرم بازار پیکار وان
خبر لایو انون نے پوچھا کہ ہا
حکیموں نے اس کو مہیا کیا
ہو سو گردون وہ حکم آنا
جو پھر لکیر لفظ روشن ہوئی
فراموش کر کے پھر فوج کو
ہوئی جنگ موقوف ہر کام
سکندر نے اس کو بھجیا پیام
نہاران سواران پیکار جو
بل بپوچھ اپنے دلین ا
کہ جسکو میدان میں فرقت

کیا کشتہ دارا کو تو نے اگر
اطاعت تری کید مندی کی
کہ کھتا ہو میں غم جنگ دی
گیا سوئی تنوج لیکر سپاہ
کہ نولاد ہو جنگی ہیبت موم
شہنشاہ عالم نے چاکر بھی
مقابل ہوا شاہ کی فوج سے
نبرد آزمایان حویا سے نام
تو فوج سکندر ہوئی پر خطر
بھلا کس طرح جنگ کیجے شہا
بنایا اک آہن کا اسپ و سوار
کیا تاک طیار گردون کلان
ارسطو نے لولا جھان کہ ہا
خروش عظیم اک اوٹھا ناگمان
ہوا دیکھ کر خوش شہ اجنبہ
لگے کشتہ و خستہ ہوئے جوان
یہ کیا ہے گرد میرے آگے یان
یہ سباب ہے زرم و پیکار کا
نہ ہرگز کیا دل میں کچھ خوف جا
زمین یک دم مثل گلشن ہوئی
سپہدار ہندی ہوا زرمجو
دلیران لگے پھر سو خیمہ سب
کہ تو یہ شجاعت میں مشہور عام
ہوئے کشتہ و خستہ کل ہر دو ہا
کہ مصالح ہوں کیوں جنگ خان
وہ ہوا ملک کشور و تاج تخت

<p>پس ہندو نے بھیجا جواب اور کھینچ کر غرض مثل شیر دیکھیں ہوئی کارگر زینہ سار دوبارہ ہوا کتف سے تاکر جو کھینچے نامداران ہندوستان کروں فور ہندی خون پریشتر یہ سنگر ہو سرسبز نامدار دو گنچ و نسل و گھر و اکیب سدرک ایک سرفار کا نام تھا</p>	<p>اک بہتر ہوا شاہ عالیجناب اور کھینچ کر غرض مثل شیر دیکھیں ہوئی کارگر زینہ سار دوبارہ ہوا کتف سے تاکر جو کھینچے نامداران ہندوستان کروں فور ہندی خون پریشتر یہ سنگر ہو سرسبز نامدار دو گنچ و نسل و گھر و اکیب سدرک ایک سرفار کا نام تھا</p>	<p>ہوا ہونے کے لشکر سے سیدائین وہین کھینچ کر غرض مثل شیر دیکھیں ہوئی کارگر زینہ سار دوبارہ ہوا کتف سے تاکر جو کھینچے نامداران ہندوستان کروں فور ہندی خون پریشتر یہ سنگر ہو سرسبز نامدار دو گنچ و نسل و گھر و اکیب سدرک ایک سرفار کا نام تھا</p>	<p>کھینچا ہونے کے لشکر سے سیدائین وہین کھینچ کر غرض مثل شیر دیکھیں ہوئی کارگر زینہ سار دوبارہ ہوا کتف سے تاکر جو کھینچے نامداران ہندوستان کروں فور ہندی خون پریشتر یہ سنگر ہو سرسبز نامدار دو گنچ و نسل و گھر و اکیب سدرک ایک سرفار کا نام تھا</p>
--	---	---	--

زقن سکندر زیارت مکہ معظمہ آمدن و مصر و از مصر طرف ملک اندلس رفتن

<p>سکندر جہاندار عالم پناہ کو کہہ ہے نام اسکا مشہور عام ساجیل مرد مجتہد سیر سکندر جو پوچھا تو بامد سہرور زیارت کو پھر ساتھ ام سے گیا لیا چھین ہنسے مجاز و مین ساجیلیان کو مجاز و مین سکندر رہا مصر میں ایک سال زن ہوشمند ایک قیداف نام نواوان تھا اور سکا حتم اور جاہ سکندر سے بولی زن ہوشیار کو مین بندہ شاہ آزادہ ہوں سکندر ہوا و کیس کر سہلگین کبھن اور اسطرح مت جائیو مگر خاطر اپنی تو رکھ جمع یان اگر کئی ہو کچھ تو کر دے دہ لگا کئے پھر شاہ کیوان علم نزدون ہاتھ سے رسم و رادفا</p>	<p>رہا شہر قنوج مین تین ماہ پر ششگلہ خلق بیت الحرام کہ گذرا ہے بغیر نامور وہ نصرتیب او کے آپ حضور پیادہ جہاندار کشور کش تو ہو فادرس زیر جرج کن دیوار و مین باو شاہ ذہن ہوا لشکر شاہ آسودہ حال پیر پیکر و رشک ماہ تمام گیا لہجی بنکے وال یا شاہ تو ہو شاہ اسکندر دہار سکندر نہیں ہوں متکرم ہوا رنگ چرکایران و مین بلا سر پہ اپنے تو مت لایو نہرگز کروں رانہ تیرا عیان تو سو گند گریا و میر سے حضور کہ دین اور ایمان کی بھکوتہم کروں بھکوتہم ہوں مخلص و عطا</p>	<p>کھینچے کیا شاہ سے یونان زیارت کی سکر ہوئی آرزو بنیرہ تھا او سکا جو نصرتیب سکندر نے نذر دنیا راو سکوئی ساجیلیان پھر کو فاد خواہ شہنشاہ مللے پھر زود تر سکندر ہوا مصر وائے گیس روانہ ہوا مصر سے بعد ازان سپہدار اقلیم اندلس تھی گیا جبکہ اسکندر نام جو مرے جنگ سٹایا بالی مین شیہ جہاندار کر کے طلب ولاسابت دیکے وہ سین کہ پان نہ ہرگز برا آفتاب آہ آسب ہوئی انہن کچھ بچے کہ ہرگز نہ مجھے کرے کچھ بڑی تراین بد اندیش ہرگز مین یہ قیداف بولی کرے تاجور</p>	<p>بنا یا خلیل اللہ نے ان کان سرفانہ ہوا خسرو نام جو شریف ادب کا تھا و خوش بہت ادب کی نظم و تکریم کی کریل براغہ نے اسے یو شاہ جراغہ کی اولاد کو قتل کر لا آن کے باوشہ مصر کا سچو ملک اندلس آبادان رکے سر پہ تھی تاج و تمانہ تو پھان او سے لیا شاہ کو شہنشاہ پاشخ یہ ہوا و مین سکندر کے دی ہاتھ مین او یہ بولی کاے باو شاہ ذہن رخ باو شاہان عالیجناب آہ فرماں ز اپنا بھرا اب بچے چھوڑے تو رسم و رادفا نور کھ جمع خلق کو اسے ناز مین مرے گھر تو کر آج شب کو سحر</p>
---	---	--	---

سکندر ہوا اوس شخص طلب وہاں غرض بادشاہ فرمان	ادوان نہ تھا ہر شام شب بست تھو اوس بادشاہ دینے	سکندر نے کیسے پڑیا کیسے پہر آیا سو خیمہ شاہ جہان
داستان قصہ نمودن سکندر بر		

سیر جہان و رفتہ رفتہ رسیدن در ظلمات و محروم برگردیدن از آنجا و طیار نمودن سکندر

یہ تھا ایک قصہ شدہ نامور کیا غریب شاہ سکندر نہ گشت کی جہاں شہر شاہ کشور گشت عاقبت مجھے گردان کر بہت قطع کی راہ پست و بلند پہر اہشت اٹھیمین بادشاہ کن رہ تھا عالم کا یمن جہان گورے لاش جو کوئی چشمہ کا آب سپاہ عد و سوز سے دو نہار خضر سے ظلمات تھا رہتا عیان گر کرون دوست لعل کو رکھا دوست لعل کو اپنے پاس دور دور دو شب و شب کو سہی پڑی شے نہ ہرگز صفا اندھیر میں نہ تھا شہر یار کدیں باہرین اک سے کہ اورا و ناوا و دھاوے میں نہ رہا پہر آٹھ دن شاہ کیسے کہیں نہیں پاس سے بگو آب لقا سو سنگر نہ پڑی جب نہ سہی تھے جو غم کو پور دیوان ہوے ساکن شہر چران تمام بیان آئی کس راہ سے پہنچا کہ رونق ہوئی تیرے آئینے یار وہ بولے کراے شاہ فیروز خیت	بست و کچھ حور کو کوہ و ہیں دان کے فرماؤ کو گھا کوہا کی کیسے نہ ہو پچھ کئی عیاہو کی شہ کو ہم کو نہ کہ تھا یاد و اقبال و فضل آ کیا حروفان سکندر کی بیان تو عمارت سے جو وہ کا سب سے ساتھ اپنے دلاور ہوا خضر سے شہ نامور نے کہا تو پھر مارو کر دم گر نہ نہ ہوا کر دم و مار سے بے ہراس سو دم و زانما دورا با نظر خضر سے چشمہ تہا گیا یہ ایک ہوئی روشنی شکار سے کوہ شہوان آئی صفا تو وہ بھی پشیمان ہو غشت لاچشمہ آب حیوان نہیں برائی ہر ظلمت تو ایا خدا تو یافت و کوہ و حور و ہیر کراے و اپنے اوٹھا کر لگے کہنے یوں مردم ظلم عام یہ سکندر یزگان کے پیش شاہ برائیاں تو رہ جب تک بر جہا عجایب ہیں اس شہرین و خور	ہلاک ملک کشورین شہرین کہ ہرگز نہیں بچھاؤ آہنگ نرم بست شاہ حاضر ہو پیش شاہ تہہ شہ کا شکر ہوا شہ جو طے کر چکا سب و شکر تر پس کوہ ظلمات ہو سیر شہ نامور نے سنی جیت با سرخ جام چل روز کا تو شہ مرے پاس دو دل میں خضر دیا خضر کو لعل انجام کار خضر نے نہائی کنان میں پیش جہا ہو گئے خضر سے ناگہان وہاں کجا آب لقاوش کر پہر تھے میں ظلمت نمایاں کہ افتادہ ہیں سنگر سے جو کسیٹے یہ سنگر سے کوٹھا ہوا سخت حیران و عافیاں نہیں دن ہوئی روشنی عیاں لگے کہنے ہو کر نشان بہر جب اوس روشنی میں گشت کہ تک نہ یارب ہوا شہار غرض شہر طحنت کی لاکھجا لگا کہنے یوں شاہ شہر گشت میں عالم غیب کی سب خبر	کی سکندر اپنا زمان دہرین ہر اک سے صلیح و دلا کا نام جو کوئی نہ آیا ہوا وہ تباہ عجایب غائب بھی آگے نظر تو پوچھا وہاں خضر و نامور وہاں چشمہ ہوا سے شہ نامور کیا پھر وہیں تصد آب حیات روانہ ہوا آخر و نامور کہ ہو ایک سے روشنی طیار کہ اک نور جس ہوا آشکار عقیب و سکے تھا شاہ و خضر بیک را بہت خضر نے گردان پہر آیا سو لشکر شہ خضر بہت خاطر شہ پریشان ہوئی نہیں تو پشیمان ہو پشیمان کسیٹے کہا دل میں کیا نامور لگا کہنے تہہ شاہ فرخ خضر ہوے شاد و غم دل و جان کہ انہ میں اوٹھا لے یہ کم تب اک شہر آباد آیا نظر بعضی فوج بیگانہ کیان گزار لگے کہنے کیسے دعا و شفا عجایب ہوا اس شہر میں خیر کیا اور احوال آئینہ کا سہیر
--	---	--	---

<p>سہ او سکے تھے کان و دونوں کان لگا سکے وہ پیش شاہ جهان شہنشاہ کیسے خوش سیر کھینچی اونکی صورت ہر دیوار پر کہ ہیں مردم آئی آئے یہاں وہ رہتے ہیں یا نہیں ہیں نہاں خضر شہنشاہ کیستی نور و سکندر نے کی مہربانی کمال یہ کیخسرو نامور کا ہے شہر معارف کو سہار کیا سہر کیا وہ بجاہ پھر دانے آگے چلا سکندر جہانگیر کیے فرور کہ پیش درختان گیا تھاجیج کروں بعد از ان اچھی نہ گند</p>	<p>سکندر نے اوس شخص کو کون عجائب بین دیوان رنگ جہاں ولایت ستان ستر ملوان کہ وہ شہر آباد ہے یا نہیں پکارتے ہیں اس شہر میں آگے سکندر نے سچے سوار دیہر وہ تھے ساخورد اور شہر بار کہ یہ کوہا جہاں شہر کا نہ ہر مکان گنج زر ہر زمان لگا اسقدر راستہ سہاں مال سکندر نے دست کر رکھا وفات یافتن اسکندر بادشاہ</p>	<p>یہ آئی تھی مجھ کو ندا و الے تب کہ ہوئے خلل زہم سے دور تر فرین تر جو دولت کا میری حال یہ ناچار شہر نے ارادہ کیا کہ نقتی سے عالم کو فنا پاک کہ اسے تاجدار ثریا جناب کہ تاملک میں آگے نام دھر سے بے دخل روم صبح ہوا پھر اک عہد نامہ رقم دان کیا رہیں ملک میں آگے آباد جہاں دار اسکندر راجہ</p>	<p>بیان کر تحقیق یہاں کی فورا کہ اک سکا نہیں جو نقش و نگار سوال لگے گذرے جو نام آوین یہ پانچ وہ لایا ز ماہیروان اوسے کھا کے جاتے ہیں کچھ کہ ہیں تاکسید طبع او کو کھیر حقیقت سے اونکی خود ار وہ بولے کہ اسے شاہ شہر گشت یہ سکندر شہنشاہ نے جاکے مان کہ تعارف از زوہم و فہم خیال کیا گنج لشکر کو کیسے عطا لگا سکے اس طرح سو ایک فرور رہوں شاہ با جاہ و اقبال رہا وہ ہریت خوش گنج و گھر بہت تھے ملک وادہ ناکیان کہ ہیں آپ کو بادشاہ جهان اور سلو سے وانا کو کیسے لکھا اور جیسے بطحہ و شفقت سر کشا کہ ہنگام ہر وار ہوزن ہمار وہ لکھ کے فرمان ہلکے نام تھے اوسے قانع ہر اک نامور ملوک طوائف رکھا اونکا نام اور سکو دانا بھی آبادان جو بیدار ہو تو بے شک اور پھر اوسکو بر طبق آئین دین سکندر جہاندار انجمن شہر جمل روز نامہ بادشاہ کا جہاں میں نہ واکم سے ہوتا</p>
<p>وزیر و کچ اپنے دم واپس تھکانا اسے روم کے تخت پر کیانی ملکہ اس کے کوہ فوجیہ سپاہ و حکیم و امیر و وزیر ہیں جا وادی سرک سینج</p>	<p>یہ لولاشہنشاہ روم زمین اطاعت سے پھرنا اس کے اوسے بادشاہ روم کا بچو ہوئے فوج کرب صفر و کسیر نہیں ہر فادار اون کے گنج سکندر کی آخر ہوئی شہان</p>	<p>کہ ہے حاکم اندون و شہر گشت قولہ ہو کر خوشتر یازنین کہ کمر ہوار و نور و عدم بہت کر پڑ شہر نالہ کی لگا دیا شہنشاہ عالی تبار اب آتا ہو نہیں کونکاتان</p>	<p>کہ ہے حاکم اندون و شہر گشت قولہ ہو کر خوشتر یازنین کہ کمر ہوار و نور و عدم بہت کر پڑ شہر نالہ کی لگا دیا شہنشاہ عالی تبار اب آتا ہو نہیں کونکاتان</p>

ذکر سلطنت اشکانیان

مگر آدھ ماہے خستہ نہا سکندر نے اوکو دیا ملک جب کہیں اوکو شکا نیا غاص عالم لکھے ہو کہ خزانہ اشکانیان کہ یعنی دو صد سال باقی بخت کیا اوکو ساسانیوں نے تباہ	لکھ رہے وان بادشاہان لوگ طوائف بھی جو اونکا نام نہیں ہے کو اس میں کھسکیا سے اس میں نہ فرزند یا چین ونگ تلج وکھا	رکھا سر پر اک سنے تاج می وے پر دو محبت نہاد نہ احوال ہرگز سنا جنگ کا پھر اقبال کا اوکے آواز دوا ہوے ملک ملک ساسانیان
---	---	--

دستان بیان احوال ساسانیان ولادت اردشیر باجگان فرزند ساسان

کوئی پوزار تھا ساسان کا گزراں سو ہند ساسان کا وہ از سب سے سکین چہار تھا سپہدار کا بل شہ نامدار خوشی سے ہر پیل دامن پر سوا لگا پوچھنے بابک ہوشیار دگر در و ز پھر خواب آیا نظر کہ میری بزرگوں کا آئین ہر سپہدار بابک فر پھر یہ کہا کہ مسکن گزین یہ جوان کیان شبان کے جو ہمراہ ساسان خطر سے نہ ساسان کا باغ دیا لگوئی کردین تری ساتھ اب جو نام و نژاد آشکارا کیا ہوئی حاملہ دخت سیمبر قضا آئی ساسانی پھر نگاہ سپہدار بابک با صد طر دلیر و قوی نام ہے اردشیر سپہدار بابک فر او کو لکھا خداوند غفار ہے در میان لکھا یوں کہ اچھا ماہی	پرستار زاد تھا ساسان کا بہت دلیں سپہ سالار کا شبان نے اوسے وہیں چاکر کھا جوانمرد بابک خستہ شمار یہ کتا ہوش سے کدھر شہر یا یہ رکھا ہر کیا نام اے نامدار کہ آتش ہر آفر خستہ سر سہر یہی اپنی رسم درہ دین ہر کہ ہے اس جوانمرد کا نام کیا وہ کہ کابل میں پیش شہر تو ساسان کو بچان شے لیا لوگوں کو ہرگز دامن واکیا تو اطمینان کر مجھے احوال سب تو بابک نے لطف خدا را کیا ہوا اوسے پیدا پر یوش سپر ہوا او ملک عدم وہ روں ہنر با شامانہ سکھلا سب کہ دارا کی ہر نسل سے وہ میر کہ ہر شتیا باق اوسے دیا کا کہ میں اوس جوانمرد کو شاکر وہ کیچو کہ مولای خستہ	سکندر ہوا گرم بیکار جب دماں سے ہوا سو کا بل روں چو اپنے لگا بکر باں چہرہ بہنگام شہر بکھا کیا خوب سہارک ہوا درنگ شاہ شہی انے مردانہ پیاسخ دیا وہی شخص کتا ہر سب کیان یہ سنکر ز روی نشاط و طرب لگے کہنے مردم کہ ساسان نام ہوا قصہ کوتاہ بیدار جب یہ خلوت میں بولا شہر ذوالکرم لگا کہنے بابک کہ نہاریان وہ بولا کہ دارا کا ہونیکل سپر اوسے اپنی دخت پر پھر دی ہوا شاہ بابک بہت شاد کام جوان طفل پاکیزہ پیکر بوا شہر ملک کا ایک تھا اردوٹ اقامت گزین شہر کابل میں سیان بھیجے تو جو اچھا نامور جواب کہ نے یہ نامہ او کا پڑھا تو رکھنا اوسے خوشدل وار	جہاندار دارا ہوا شہر گیان شہر کابل میں پیش شہر لگا کہنے اوقات ساسان سپر کہ اک مرد فرشتان عالیجناب ہما یوں مجھے تاج فرماندہی کہ ساسان جو نام اس جوانمرد کا کہ آتش پرستی بیان ہو کہ گرم آتش پرستی وہ سپر لگا پوچھنے پھر شہر ذوالکرم کیا شاہ بابک نے او کو طلب تری ذات کیا ہر کیا جو نام نہ اندیشہ کو راہ دے ایچوان مرا نام ساسان ہے اچھا ماہی کیا کتا او کو با صد خوشی رکھا باجگان اردشیر او سکا نام خردمند دارا دلاور ہوا خبر او کو پہونچی کہ اک نوجوان ہوا اسکے شائق سلطان کردن تربیت او کی شام و صبح سکرتے جوان کو روانہ کیا کی طرح او کو نہ پہونچے گزند
---	--	---	---

<p>گیا جب ہاں اردو شیر جوان شہ اردوان کے پسرخچے چا یہ بولا کہ میں یہ مارا شکار تو حامی ہوا اپنے فرزند کا بے بدخ و اندوہ دغم ناک رہ گل گلشن حسن گلزار نام گئی وقت شب پیش مرد جوان بہت آخر از اوس جوان کیا ہوا اوس ہجو اب انجام کا گئی کئے اکدن کہ اے نامجو ہوا دیکھ شادوہ نامدار سحر اردوان نے فسی جب خبر شتابندہ ہوشل بادحمر نمایان ہو غیب مردود یہ سنکر ہو چکے وہاں اردوان کہ تھوہرے تھے یاں سو اکر فوداے ناچار اوس چپ پر ہوا اردوان سخت اندوہین شہنشاہ عالم ہو بار و فر سپہدار بہن تھا پور کلان سپہدار مصطفیٰ کو ناگمان ہوا اردو کا نام ہر اردو شیر تو لا شہر خاصیت بجا بہر کہ اس نام کا کدلا ورجوان خدا نے دیا اوسکو سیر و سخت سلاطین اقامت گرین تھا جوان منادی ہوا قصہ پہونچا و جوا اردو کو اپنے گھر لیکھا وہ بولے دل و جان خبر</p>	<p>تو شادان ہوا دیکھ اردوان وہ جاتا تھا ساتھ اوکے ہر شکا خیانت لگا کرنے وہ آشکار ہوا اوس جوان پرینا خفا طبع میں رہنے لگا اردو حوالہ تھا اوسکے خزانہ تمام کیا ماجرا عشق کا سپیان وہ باز آئی نہ وہ دگر با برائی مراد دل بے قرار مجھے یاں سے لیا گر نریند دو سپ صبا کام پر ہوا ہوا دل میں اندوہین بیشتر گریزیدہ ہونچو تھو اک چشمہ پر یہ بولے توقف نہیاں تم کرو گئے سوئی مصطفیٰ ایں دان روان میں گان سے ہوئی بیشتر بازدہ دغم رات کی دان بہر یہ آخر شناسوے پوچھا وین تجھے ہاتھ سے اوسکے پہونچا کیا سو مصطفیٰ اوسکو روین ہوئی خواب میں یہ بشارت منزور اردو ہم وزیرین سر بہت اوسکی تعظیم و تکریم کر غریبانہ آیا ہرے سے لینا نصیب اوسکی ایراسکا تاج تخت تباہا تھا ہرک کو نام و نشان تباہا ہرک نے نشان جوان بہت غرور اکرام اوسکا کیا کرین اسکی فرمانی یک فلم</p>	<p>رکھا اوسکو مٹا مٹا مثل سپر شکار ایک مارا جوان و بان غرض بحث با ہم ہوئی بیشتر کیا میرا خوب سپیان اوس پرستار کھتا تھا اکل اردوان فطر اوسکو آیا کہین اردو بہت شوق وہ شکار و پر سخنای مکر و فریب اقدار وہ گلزار سطر جسے چند شب یہ لکڑی رو سیم و لعل پر وہاں سے وہ دونوں نرینا کئی پہونچا ان جنگی جوان یہ چاہن تھے یاں اب فرو آئے سوشہر مصطفیٰ اب جاو تم شہر شہید جبہ دواں سوار جھوٹے تھے جو دراندہ وہ پہونچا گئے نصیب ہم سپر سوار دوان کہ میں کس طرح طلوع اردو شیر کرے متقطع یہ تری نسل کو کہ پہونچا و سے قوی اردو شیر ہوا دارداک مرد فرخ نہاد کے ملک بران میں فرمانی ہوا خواب سے صبح بیدار خبر اوسکی پہونچا و کجہ شتاب کرین دکی توقیر و تعظیم ہم وہاں جب قدر تھے صغیر و کبیر خبر کی جا کے حاکم سوجب بزرگان مصطفیٰ کو کہ طلب طریق اردو شیر جوان سے کما</p>	<p>لگا کر فی الطاف شام و سپر تو میں و میں پور شہ اردوان کہین اردوان نے یہ پائی خبر کیا سخت بیقرار و حیران اوس بہت نازنین دلبر و نوجوان ہوئی دامن الفت میں اوسکا ہوئی اوسکے خواہاں ہم بستری وہ لائی زبان یہ کہ وہ ناسور حضور اوسکے آئی عاشقین ہر خزانے سے لائی وہ شک قمر غرض مثل صرصر شتابان ہو کیے انکے دنبال و میں روان فدا دو پہر میں کھڑے جا بیٹے وہاں آکے جو جلد پہونچا کو تم گئے تب یہ اوسکو ہوا آشکار نہ طاقت تھی اوسکو کہ موہین و کیا جا کے احوال کیسے بیان وہ بولے کہ شاہا یہ مرد لیسہ ہوا سنے نگین بہت نامجو شتاب و سکو لے آئے کہ آہ ولیر جو اندوہ دار انزا د نصیب اوسکے ہے تخت و تاج شہی منادی یہ کی شہر میں اوسخوب کہ اتر اکمان ہے وہ عالمیت اطاعت گرین خلق ہو یک قلم ہوئے تھے تمام اوسکے فرمان پذیر وہ آیا حضور اوسکے مہد طب کہا یں کہ طاعت کرو مکی کہ چاکر میں ہم تو جو فرمان را</p>
---	---	---	---

بسم الله الرحمن الرحيم	الحمد لله رب العالمين	والصلاة والسلام على سيدنا محمد وآله	وآلهمم بخدمته العبد المذنب
------------------------	-----------------------	-------------------------------------	----------------------------

جلوس اردشير بابکان بن ساسان بر تخت سلطنت در مطنخ پارس

[illegible]

بیان نامہ ساسانیان و بالاجمال ذکر سلطنت ایشان

[illegible]

